افضلیتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے موضوع پر سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
کا ایک رافضی کے ساتھ مناظرہ اور اُس رافضی کی توبہ ورجوع

مناظرہ

افضلیت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں

تحقیق و تعلیق
علی بن عبدالعزیز العلی آل شبل

ترجمہ
علامہ محمد ریاض احمد سعیدی
سابق مفتی جامعہ قادریہ رضویہ، فیصل آباد

اہل السنہ پبلی کیشنز

افضلیتِ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے موضوع پر سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

کا ایک رافضی کے ساتھ مناظرہ اور اُس رافضی کی توبہ ورجوع

مناظرہ

افضلیت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں

تحقیق وتعلیق

علی بن عبد العزیز العلی آل شبل

ترجمہ

علامہ محمد ریاض احمد سعیدی

سابق مفتی جامعہ قادریہ رضویہ، فیصل آباد

نام کتاب	مناظرة جعفر بن محمد الصادق مع الرافضی فی التفضیل بین أبی بکر و علی رضی اللہ عنہما
اردو نام	مناظرہ افضلیت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نظر میں
تحقیق	علی بن عبد العزیز العلی آل شبل
ترجمہ	محمد ریاض احمد سعیدی
محرك	علامہ علم الدین کو کب صاحب (فیصل آباد)
ناشر	اهل السنة پبلی کیشنز (دینہ، پاکستان)
سن اشاعت	جنوری 2022
صفحات	184
ھدیہ	750

ملنے کے پتے

المکتبۃ النظامیہ، گھنٹہ گھر۔ پشاور۔۔۔0335.8317496--0300.5893316

اہل السنۃ پبلی کیشنز۔ شاندار بیکری والی گلی، منگلا روڈ (دینہ) 0321.7641096

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام مخلوق سے زیادہ افضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ افضل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سب سے زیادہ شان، سب سے زیادہ عزت، سب سے اُونچا مقام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ آپ پر راضی ہے۔ آپ کے بعد سب سے زیادہ فضیلت دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی ہے، پھر مقرب فرشتے سب سے زیادہ معزز ہیں، ان مقرب فرشتوں کے بعد جس شخصیت کو بارگاہ الٰہی میں سب سے زیادہ فضیلت حاصل ہے وہ "ابوبکر صدیق،، ہیں یعنی انبیاء کرام کے بعد سب سے زیادہ شان، سب سے زیادہ عزت، سب سے اُونچا مقام آپ کا ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ آپ پر راضی ہے۔ آپ کے بعد سیدنا عمر فاروق، پھر سیدنا عثمان غنی، پھر سیدنا علی مرتضیٰ شیر خدا، پھر عشرہ مبشّرہ کے بقیہ صحابۂ کرام، ان کے بعد باقی اہل بدر، پھر باقی اہل احد، پھر بقیہ اہل بیعت رضوان، پھر تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سب سے زیادہ فضیلت حاصل ہے۔

اہل سنت و جماعت نصرہم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ و رسل و انبیائے بشر صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہم کے بعد حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تمام مخلوق الٰہی سے افضل ہیں۔ تمام اُمم عالم اولین و آخرین میں کوئی شخص اُن کی بزرگی و عظمت و عزت و وجاہت وقبول وکرامت وقرب ولایت کو نہیں پہنچتا۔

اَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۔
(الحدید ۵۷۔۲۹)

اور یہ کہ فضل اللہ کے ہاتھ ہے دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

فرمان اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن:
شیخین کریمین کی افضلیت پر جب اجماع قطعی ہوا تو اس کے مفاد یعنی تفضیل شیخین کی قطعیت میں کیا کلام رہا؟ ہمارا اور ہمارے مشائخ طریقت وشریعت کا یہی مذہب ہے۔
مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین، ص۸۱
''اعتقاد الاحباب،، میں فرماتے ہیں:
خود حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے بار بار اپنی کرسی مملکت وسطوت خلافت میں افضلیت مطلقہ شیخین کی تصریح فرمائی اور یہ ارشاد اُن سے بہ تواتر ثابت ہوا کہ اسی (۸۰) سے زیادہ صحابہ وتابعین نے اسے روایت کیا اور فی الواقع اس مسئلہ کو جیسا حق مآب مرتضوی نے صاف صاف واشگاف بہ کرات ومرات جلوات وخلوات ومشاہدہ عامہ ومساجد جامعہ میں ارشاد فرمایا دوسروں سے واقع نہ ہوا۔
اعتقاد الأحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والآل والأصحاب، ص۲۱
صواعق محرقہ میں ہے:

قال الذهبي و قد تواتر ذلك عنه في خلافته و كرسي مملكة و بين الجم الغفير من شيعته ثم بسط الأسانيد الصحيحة في ذلك قال و يقال رواه عنى نيف و ثمانون نفسا و عد منهم جماعة ثم قال قبح الله الرافضة ما أجهلهم انتهى۔

ذہبی نے کہا امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے زمانہ خلافت میں جبکہ آپ کرسی اقتدار پر جلوہ گر تھے تواتر سے ثابت ہے کہ آپ نے اپنی جماعت کے جم غفیر میں افضلیت شیخین کو بیان فرمایا۔ کہا جاتا ہے کہ اسی سے زائد افراد نے اس بارے میں آپ سے روایت کی ہے۔ ذہبی نے اُن میں سے کچھ کے نام گنوائے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رافضیوں کا بُرا کرے وہ کس قدر جاہل ہیں۔ انتہی

یہاں تک کہ بعض منصفان شیعہ مثل عبدالرزاق محدث صاحب مصنف نے با وصف تشیع تفضیل شیخین اختیار کی اور کہا جب خود حضرت مولیٰ کرم اللہ وجہہ الاسنی انھیں اپنے نفس کریم پر تفضّل دیتے تو مجھے اس کے اعتقاد سے کب مفر ہے مجھے یہ کیا گناہ تھوڑا ہے کہ علی سے محبت رکھوں اور علی کا خلاف کروں رضی اللہ عنہ۔

صواعق میں ہے:

ما أحسن ما سلکه بعض الشیعة المنصفین کعبدالرزاق فانه قال افضل الشیخین بتفضیل علی إیاهما علی نفسه وإلا لما فضلتهما کفی بی وزرا ان أحبه ثم أخالفه۔

کیا ہی اچھی راہ چلے ہیں بعض منصف شیعہ جیسے عبدالرزاق کہ اُنھوں نے کہا میں اس لیے شیخین کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انھیں فضیلت دی ہے ورنہ میں انھیں آپ پر فضیلت نہ دیتا میرے لیے یہ گناہ کافی ہے کہ میں آپ سے محبت کروں پھر آپ کی مخالفت کروں۔

عقیدہ افضلیت کی حیثیت:

دینی عقائد کے مختلف درجات ہیں:

(۱) کچھ عقائد قرآن وسنت کے قطعی دلائل سے ثابت ہیں یعنی اُن کے بارے میں قرآن وسنت کے واضح اور قطعی دلائل موجود ہیں، انھیں ''ضروریاتِ دین،، کہا جاتا ہے اور ان میں معمولی شک کرنے والا بھی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

(۲) کچھ عقائد ایسے ہیں جو پختہ دلائل سے ثابت تو ہیں مگر ان میں تاویل کی معمولی گنجائش ہے انہیں ''ضروریات اہل سنت،، کہا جاتا ہے اور ان کا انکار کرنے والا کافر تو نہیں، البتہ گمراہ ہو جاتا ہے۔

(۳) جب کہ کچھ عقائد ظنی دلائل سے ثابت ہیں، ان کا انکار کرنے والا گناہ گار یا قصوروار تو ہے، مگر کافر یا گمراہ نہیں۔ (ملخص از فتاوی رضویہ، ج:29،ص:385)

جو مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر قرب الٰہی میں تفضیل دے وہ گمراہ مخالف سنت ہے۔ (فتاوی رضویہ،615/29)

گویا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ''انبیاء کرام کے بعد تمام انسانوں سے افضل،، ماننا ضروریات اہل سنت سے ہے، جو شخص اُمت میں کسی دوسرے کو آپ رضی اللہ عنہ سے افضل قرار دے وہ گمراہ ہے۔

اس موضوع پر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کی مندرجہ ذیل مستقل کتب بھی ہیں:

(۱) منتہی التفصیل لمبحث التفضیل

(۲) اس کی تلخیص مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین

(۳) الزلال الانقیٰ من بحر سبقۃ الاتقیٰ

''الزلال الانقیٰ،، کا موضوع سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا اثبات ہے جس کے لیے آپ نے آیہ کریمہ ''وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى،، میں وارد (الْأَتْقَى) سے استدلال فرمایا

ہے کہ اس سے مراد باتفاق مفسرین آپ ہی کی ذات ہے۔

پھر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

جب تمھیں یہ معلوم ہو گیا کہ ہماری یہ تحقیق ایسی ہے جو خلاف کو دُور کرتی ہے اور علمائے کرام کے اقوال میں تطبیق پیدا کرتی ہے تو تم لازمی طور پر اس کو اختیار کر لو خواہ اقوال متفق ہوں یا مختلف، اس لیے ایک جامع بات ان باتوں سے بہتر ہے جن میں باہم ٹکراؤ ہے۔ اب اگر تمھیں متاخرین میں کسی کی کوئی عبارت اس روشن تحقیق کے خلاف ملے تو یہ بات اچھی طرح ذہن شین رکھنا کہ ائمہ دین کی ایک جماعت کو خاطی ٹھہرانے سے بہتر ہے کہ اس شخص کی بات غلط مان لی جائے، ائمہ دین میں خاص طور پر وہ حضرات بھی ہیں جنھوں نے اس مسئلہ کو قطعی کہا اور وہ دین اسلام کے عظیم ستون اور شریعت مطہرہ کے ارکان کو مضبوط و مستحکم کرنے والے ہیں، ان حضرات میں سرفہرست ان سب میں اول واولیٰ، سب کے سردار ومولیٰ، مسئلہ تفضیل کو سب سے زیادہ تفصیل سے بیان فرمانے والے اور مخالفین کو سب سے زیادہ عبرت ناک سزا دینے والے، اللہ تعالیٰ کے شیر سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں، اس لیے کہ اُن سے یہ روایت متواتر ہے کہ آپ نے اپنی خلافت اور کرسی قیادت کے زمانے میں شیخین کریمین سیدنا ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما کو اپنے اوپر اور تمام اُمت پر فضیلت دی اور ان دونوں قوتوں کے ذریعہ لوگوں کے شانوں اور پشتوں کے درمیان ضرب لگائی یہاں تک کہ شکوک وشبہات کی اندھیریاں چھٹ گئیں۔

چنانچہ امام دارقطنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس کسی کو بھی میں ایسا پاؤں گا کہ وہ مجھے صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتا ہے تو میں اس پر افترا کرنے والے کی حد جاری کروں گا۔

فن تنقید کے سلطان حضرت ابوعبداللہ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

قلت: اس وعید شدید کو دیکھو، کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ مسئلہ تفضیل ظنی تھا اور صحابہ وتابعین کے خیالات باہم مختلف اور متعارض تھے پھر بھی معاذ اللہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے حد جاری کرنے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جرأت کی؟ نہیں ایسا نہیں، بلکہ وہ تو خود حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس حدیث کے راوی ہیں کہ حدود کو دفع کرو اور ٹالو۔۔۔

امام دار قطنی اور امام بیہقی نے اس حدیث کو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا یہ طریقہ تھا کہ عام مجمعوں، بھری محفلوں اور جامع مسجدوں میں اس بات کا اعلان فرماتے، سامعین میں صحابہ وتابعین ہوتے، مگر ان میں سے کسی کے بارے میں منقول نہیں کہ انھوں نے سیدنا حضرت علی کے اس قول کو رد کیا ہو حالانکہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرنے والے تھے اور اس بات سے بہت دور تھے کہ حق بات کا اظہار کرنے میں خاموش رہتے یا کسی خطا کو باقی رکھتے۔۔۔

انہی حضرات میں سے جنھوں نے تفضیل شیخین پر اجماع کی خبر دی حضرت میمون بن مہران ہیں جو فقہائے تابعین میں شمار ہوتے ہیں، ان سے حضرت ابوبکر صدیق اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ افضل ہیں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ؟ یہ جملہ سن کر اُن کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو گئے اور ان کی رگیں پھڑکنے لگیں یہاں تک کہ آپ کے ہاتھ سے عصا بھی گر گیا اور فرمایا: میں نہیں سمجھتا تھا کہ میں اُس زمانہ تک زندہ رہوں گا جس میں لوگ ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما پر کسی کو فضیلت دیں گے او کما قال،

ابو نعیم نے اسے حضرت فرات بن سائب سے روایت کیا۔

انھی حضرات میں عالم مدینہ امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ بھی ہیں، اُن سے پوچھا گیا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد افضل کون ہے؟ فرمایا: ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما، پھر فرمایا: کیا اس میں شک ہے؟

انھی حضرات میں امام اعظم اقدم واعلم واکرم سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں، آپ سے اہل سنت و جماعت کی علامت ونشانی کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا: شیخین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو فضیلت دینا، ختنین عثمان و علی رضی اللہ عنہما سے محبت رکھنا اور موزوں پر مسح کرنا

انھی میں عالم قریش روئے زمین کو علم سے بھر دینے والے سیدنا امام محمد بن ادریس شافعی مطلبی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ نے تفضیل شیخین پر صحابہ کرام اور تابعین عظام کا اجماع نقل فرمایا اور کسی اختلاف کی حکایت نہ کی۔

انھی میں امام اہل سنت و جماعت صاحب حکمت یمانیہ سیدنا امام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ہیں، جیسا کہ ثقہ علمائے کرام نے اُن سے اجماع نقل کیا۔

انھی میں امام ہمام حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جنھوں نے ''احیاء العلوم،، کے باب ''قواعد العقائد،، میں بزرگوں کے عقائد بیان کیے اُن میں مسئلہ تفضیل ذکر فرمایا: [کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد انسانوں میں سب سے افضل حضرت ابو بکر ہیں، پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان، پھر حضرت علی، رضی اللہ تعالیٰ عنہم] ذکر عقائد کے بعد آخر میں فرمایا: یہ سب عقائد وہ ہیں جن سے متعلق احادیث وارد ہیں اور جن پر آثار شاہد ہیں، تو جو شخص یقین کے ساتھ ان سب کا اعتقاد رکھے وہ اہل حق اور جماعت سنت سے ہوگا اور گمراہی کی جماعت اور بدمذہبی و بدعت کے گروہ سے جدا ہوگا۔

اور انھی میں ہیں جبل الحفظ علامۃ الوریٰ سیدنا ابن حجر عسقلانی، امام علام احمد بن محمد قسطلانی، مولانا الفاضل عبد الباقی زرقانی، ناظم قصیدہ بدء الامالی فاضل جلیل مولانا علی قاری

وغیرہم، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

ہم سے روایت بیان کی مولیٰ ثقہ سلالۃ العارفین سید شریف فاطمی سیدنا ابوالحسین احمد نوری نے، انھوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے شیخ ومرشد سیدنا ومولانا آل رسول احمدی کو فرماتے سنا، انھوں نے فرمایا کہ میں نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کو تفضیل شیخین کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا کہ یہ قطعی ہے یا قطعی کی طرح۔

اقول: یہاں حضرت شاہ صاحب کے قول میں لفظ ''او''، حرف تردید، تردد اور شک کے لیے نہ مان کر دو قسمیں بیان کرنے کے لیے مان لیا جائے تو بھی بات درست ہوگی، وہ اس طرح کہ ''قطعی''، تو معنی ثانی کے اعتبار سے ہے اور ''قطعی کی طرح''، معنی اول کے اعتبار سے

الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی، صفحہ ۴۷ ۳ تا ۷۷ ۳

افضل ہونے کی وجہ:

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت ''تقوی'' و پرہیزگاری کے ساتھ ہے، مال و دولت وغیرہ فضیلت کی بنیاد نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ۔(الحجرات ۴۹:۱۳)

بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ بزرگی والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو۔

معلوم ہوا کہ جتنا زیادہ تقوی ہوا اتنی ہی زیادہ عزت ہوگی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے بڑے متقی ہیں تو سب سے افضل بھی آپ ہی ہیں آپ کے سب سے زیادہ متقی ہونے کی گواہی اِن آیات مبارکہ میں بھی ہے:

وَ سَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى * الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰى * وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ

نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى * اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى * وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۔ (اللیل 92:17 تا 21)

اوراس سے (بہت) دُور رکھا جائے گا سب سے بڑا پرہیز گار (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) جو اپنا مال (اللہ کی راہ میں) دیتا ہے کہ (اعلیٰ درجے کی) پاکیزگی حاصل کرے (یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)۔اور اس پر کسی کا کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ (وہ اپنا مال دیتا ہے) صرف اپنے رب کی رضا طلب کرنے کے لیے جو سب سے بلند ہے۔ اور ضرور وہ عنقریب راضی ہوگا (یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)

آپ کی عدم موجودگی میں افضلیت کا ذکر:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ لَمْ يَخْلُقِ اللّٰهُ بَعْدِيْ اَحَدًا هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُ، وَلَا اَفْضَلُ، وَلَهٗ شَفَاعَةٌ مِثْلُ شَفَاعَةِ النَّبِيِّيْنَ. فَمَا بَرِحْنَا حَتّٰى طَلَعَ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَبَّلَهٗ وَاَكْرَمَهٗ ۔ (تاریخ دمشق، تاریخ بغداد)

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، آپ نے ارشاد فرمایا: ''ابھی تم پر وہ شخص ظاہر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بعد کسی کو اس سے افضل نہیں بنایا اور اس کی شفاعت شفاعتِ انبیاء کی طرح ہے۔'' ابھی ہم بیٹھے ہی تھے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نظر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھڑے ہوگئے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پیار کیا اور اُن کی تکریم فرمائی۔

افضلیتِ صدیق بزبانِ مولی المسلمین:

سیدنا امام محمد بن حنفیہ (صاحب زادہ مولی علی) کرم اللہ تعالیٰ وجوہہما سے مروی ہے:

قُلْتُ لِأَبِي أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ أَنْتَ قَالَ مَا أَنَا

إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔
(صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حدیث ۳۶۷۱)

میں نے اپنے والد ماجد کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب آدمیوں میں بہتر وافضل کون ہے؟ فرمایا: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، میں نے پوچھا: پھر کون ہے؟ انھوں نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ، مجھے یہ خوف اور اندیشہ ہوا کہ اب آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے تو میں نے کہا: پھر آپ ہیں؟ تو فرمایا: میں تو مسلمانوں میں سے ایک مرد ہوں۔

بخاری شریف میں اس سے ملتی جلتی متعدد روایات مختلف صحابہ کرام سے مروی ہیں

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تحسین میں کہے گئے بے مثال کلمات میں وہ بھی ہیں جو مولی المسلمین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے آپ کے وصال کے بعد آپ کے بارے میں فرمائے۔

سیدنا اُسید بن صفوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد ہر شخص غم میں ڈوبا ہوا تھا، آپ کے غسل وکفن کے بعد سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ آپ کے گھر کے باہر تشریف لائے اور آپ کی خدمت میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا:

رَحِمَكَ اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ! كُنْتَ أَوَّلَ الْقَوْمِ إِسْلَامًا، وَ أَخْلَصَهُمْ إِيمَانًا، وَ أَشَدَّهُمْ يَقِينًا، وَأَخْوَفَهُمْ لِلّٰهِ، وَأَعْظَمَهُمْ غِنَاءً، وَأَحْوَطَهُمْ عَلَى رَسُولِهِ، وَأَحْدَبَهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَ آمَنَهُمْ عَلَى أَصْحَابِهِ، وَ أَحْسَنَهُمْ صُحْبَةً، وَ أَفْضَلَهُمْ مَنَاقِبَ، وَ أَكْثَرَهُمْ سَوَابِقَ، وَ أَرْفَعَهُمْ دَرَجَةً، وَأَقْرَبَهُمْ مِنْ رَسُولِهِ، وَأَشْبَهَهُمْ بِهِ هَدْيًا، وَ خُلُقًا وَ سَمْتًا، وَ أَوْثَقَهُمْ عِنْدَهُ، وَ أَشْرَفَهُمْ مَنْزِلَةً، وَ أَكْرَمَهُمْ عَلَيْهِ، فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنِ الْإِسْلَامِ وَعَنْ رَسُولِهِ، وَعَنِ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا۔

(مسند البزار، نوادر الأصول، معرفة الصحابه، مجمع الزوائد)

یعنی اے صدیق اکبر! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا اعزاز بھی آپ کو ملا، ایمان میں سب سے زیادہ مخلص بھی آپ ہی تھے، سب سے پختہ یقین بھی آپ ہی کو نصیب ہوا، تقوی میں سب سے اعلیٰ درجہ پر بھی آپ ہی فائز تھے، سب سے زیادہ سخی بھی آپ ہی ٹھہرے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے زیادہ خدمت گزار بھی آپ ہی تھے، اسلام (کی خاطر مسلمانوں) پر سب سے زیادہ شفیق بھی آپ ہی تھے، اہل اسلام پر سب سے زیادہ امان والے بھی آپ ہی تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت ورفاقت کو بھی سب سے اچھا آپ نے نبھایا، بھلائیوں میں آگے بڑھنے کے سب سے زیادہ اعزازات نے آپ نے ہی حاصل کیے،

تمام اُمت میں افضل ترین درجہ بھی آپ ہی کا تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے زیادہ قریبی دوست بھی آپ ہی تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق اور سیرت کی سب سے زیادہ جھلک آپ میں نظر آتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ اعتماد آپ پر تھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سب سے زیادہ عزت وتکریم بھی آپ ہی کو نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام، اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور تمام مسلمانوں کی طرف سے بہترین جزاعطافرمائے۔

سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے آپ کی تعریف میں کثیر کلمات کہے، جن کا قلیل حصہ مذکور ہوا۔ اِن تعریفی کلمات کو سننے کے بعد کی کیفیت نقل کرتے ہوئے راوی کہتے ہیں:

بَکٰی اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالُوْا: صَدَقْتَ یَا ابْنَ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

صحابۂ کرام کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور وہ کہتے تھے: اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد! آپ نے سچ کہا ہے، وہ ایسے ہی تھے۔

روایت سے متعلق نکات:

☆ اس روایت میں تمام صیغے اسم تفضیل کے ہیں، یعنی صرف خالص ایمان نہیں، اُمت میں سب سے زیادہ اخلاص والا، صرف مشابہ ہی نہیں اُمت میں سب سے زیادہ مشابہ صرف فضیلت والے نہیں بلکہ سب سے افضل بارگاہ رسالت میں عزت والے ہی نہیں، سب سے زیادہ عزت والے۔

☆ سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی زبانی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان بیان کرنا ہمارے ہی نصیب میں ہے؛ کیونکہ اہل سنت ہی رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر نسبت سے محبت کرنے والے ہیں۔

☆ جو لوگ سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو اپنا ''مولیٰ'' مانتے ہیں وہ ان کی زبان پاک سے نکلے ہوئے یہ تعریفی کلمات بھی دل وجان سے قبول کریں ''مولیٰ'' کہنا اور ہے، جب کہ ماننا کچھ اور ہے۔

☆ ان کلمات میں جہاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تعریف ہے، وہیں اُمت کی تربیت بھی ہے کہ اپنے اندر کیسے اوصاف پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے مال کی کثرت، بڑے گھر وغیرہ کا ذکر نہیں کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب، خدمت گزاری اور بارگاہِ اقدس میں مقبولیت کا ذکر کیا ہے۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی نظر میں شیخین کا مرتبہ:

ابو حازم مدنی روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا کہ کسی نے امام زین العابدین رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا کیا مقام تھا؟ اس سوال کے جواب میں امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

نے قبر اطہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بارگاہ رسالت میں ان دونوں حضرات کا وہی مقام و مرتبہ تھا جو اِس وقت ہے، یعنی جس طرح یہ دونوں حضرات آج حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پہلو میں آرام فرما رہے ہیں بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں یہی مقام قرب و اتصال ان دونوں حضرات کو حیاتِ ظاہری میں بھی تھا۔

حافظ ذہبی نے یحییٰ بن کثیر کی روایت درج کی ہے، وہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ اپنے والد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: ''مجھے ابوبکر کے بارے میں کچھ بتایئے! آپ نے فرمایا کہ ''کیا تم صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟،، اُس سائل نے حیرت سے کہا کہ ''کیا آپ بھی ابوبکر کو صدیق کہتے ہیں؟،، آپ نے فرمایا کہ ابوبکر کا نام صدیق اُنھوں نے رکھا ہے جو مجھ سے افضل و بہتر ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم، حضرات مہاجرین اور حضرات انصار رضی اللہ عنہم اجمعین نے، تو جو اُن کو صدیق نہ کہے اللہ تعالیٰ اُس کی بات کو کبھی سچا نہ کرے، تو یہاں سے دفع ہوجا اور جا کر پہلے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کر۔

سیر اعلام النبلاء: ج ۱ص ۲۷۶۹، ترجمہ رقم ۳۹۱۴

بحوالہ قصیدہ میمیہ مدحتِ امام زین العابدین، تعارف از شیخ اُسید الحق محمد عاصم قادری، صفحہ ۲۰

سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ العزیز کے ارشادات

حضرت سلالۃ العارفین سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ العزیز اپنی کتاب ''سراج العوارف فی الوصایا والمعارف،، میں ''ستائیسویں نور،، کے ضمن میں فرماتے ہیں:

تمام مخلوق میں مطلقاً فاضل ترین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں، آپ کے بعد تمام مخلوق میں افضل تمام انبیاء و مرسلین صلوۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ انبیاء و مرسلین علیہم

الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام بنی آدم میں افضل اُمت محمدیہ ہے اور اُمت محمدیہ میں سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر ہیں، اُن کے بعد حضرت عمر فاروق، اُن کے بعد عثمان غنی اُن کے بعد مرتضیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

واضح رہے کہ بنی آدم کے خواص یعنی انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام ملائکہ کے خواص سے افضل ہیں۔ خواص ملائکہ مثلاً جبریل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل علیہم السلام بنی آدم کے عوام سے افضل ہیں۔ بنی آدم کے عوام ملائکہ کے عوام سے افضل ہیں، یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔

اب ہم تمھارے اصل سوال پر آتے ہیں جو تم نے پوچھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کیا اس لیے ہے کہ وہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے یا دیگر صفات مثلاً علم و عبادت اور زہد وتقوی کی وجہ سے؟ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ یہ حدیث پاک تمام صحابہ کے بارے میں عام ہے یعنی اس کا اطلاق جس طرح خلفائے راشدین پر ہوتا ہے اسی طرح دوسرے صحابہ پر بھی۔ تو دوسروں کی ہدایت صحابہ کی پیروی سے ہوسکتی ہے اور ظاہر ہے کہ پیروی کرنے والے سے اس کا مرتبہ زیادہ ہوتا ہے تو جس کی پیروی کی جائے۔

تو صحابہ کرام کو جس طرح سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کی وجہ سے فضیلت ہے ویسے ہی دوسرے اوصاف میں بھی وہ افضل ہیں۔ پھر یہ حضرات صحابہ اگر چہ علم وتقوی، زہد و ورع اور توکل وغیرہ کے اوصاف بھی رکھتے ہیں لیکن حضور کی صحبت کا اثر اور اس کے فائدے دیگر تمام اوصاف سے بڑھ کر ہیں اس لیے اُن تمام حضرات کو صحبت پاک سے منسوب کیا جاتا ہے دوسرے اوصاف سے نہیں۔ چنانچہ صحابہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہا جاتا ہے تو ممکن ہے کہ دوسرے

اولیاءاللہ رحمۃ اللہ علیہم صحبت رسول پاک کے سوا دیگر اوصاف سے ایسے ہی متصف ہو جائیں جیسے حضرات صحابہ لیکن وہ دولت ونعمت جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں ہے وہ حضرات صحابہ کرام سے مخصوص ہے اور وہ دوسروں کو کہاں حاصل ہو سکتی ہے۔

سراج العوارف فی وصایا والمعارف، صفحہ ۶۳۔۶۲

پہلے نور کے تحت فرماتے ہیں:

آپ کے اصحاب تمام اُمت سے افضل ہیں، اُن کا فضل خلافت کی ترتیب پر ہے، فضیلت سے مراد کثرت ثواب ہے۔ (سراج العوارف فی وصایا والمعارف، صفحہ ۴۸)

ساتویں نور کے تحت فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ کوفی رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ کہ اہل سنت و جماعت کی کیا علامت ہے؟ فرمایا: تم ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو افضل جانو اور حضرت عثمان اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہما سے محبت رکھو اور موزوں پر مسح کو جائز جانو، یعنی ختنین (ہر دو آخر) کا فضل شیخین (ہر دو اول) کے فضل سے کم ہے مگر محبت چاروں سے رکھنا ضروری ہے۔ فقیر کے جد اعلیٰ سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ نے ''سبع سنابل،، میں یہی تحقیق فرمائی ہے۔

سراج العوارف فی وصایا والمعارف، صفحہ ۵۱۔۵۰

گیارہویں نور کے تحت فرماتے ہیں:

انبیاء کرام کے بعد تمام انسانوں میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں، پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان، پھر حضرت علی اور اسی ترتیب پر خلافت ہے رضی اللہ عنہم۔

سراج العوارف فی وصایا والمعارف، صفحہ ۵۳

مناظرہ کے حواشی میں ایک مسئلہ خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کے درمیان افضل ہونے کا ہے تو آپ اس سلسلے میں بارہویں نور میں فرماتے ہیں:

اہل جنت میں تمام عورتوں میں سب سے افضل حضرت فاطمہ، خدیجہ، عائشہ، مریم اور آسیہ رضی اللہ عنہن ہیں۔ ''قسطلانی''، میں شیخ تقی الدین کا مذہب یہ ہے کہ حضرت فاطمہ سب سے افضل ہیں پھر حضرت خدیجہ پھر حضرت عائشہ اور ایک قوم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سب سے افضل بتایا ہے اور اُن کی دلیل یہ حدیث ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا فضل دیگر عورتوں پر ایسا ہے جیسا ثرید کا فضل دوسرے کھانوں پر، اور ایک قوم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو فضیلت دی ہے کہ آپ ہی سب سے پہلے حضور پر ایمان لائیں، ایک قوم حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو سب سے افضل بتاتی ہیں کہ ارشاد ربانی ہے:

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ۔ (ال عمران ۳:۴۲)

اور جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! بیشک اللہ نے تجھے چن لیا اور تجھے خوب پاک کیا اور تجھے برگزیدہ کیا کل جہان کی عورتوں پر۔

لیکن ان میں کوئی دلیل قطعی نہیں اور بہتر یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو افضل جانیں اور ایک دوسرے کی فضیلت پر کوئی کلام نہ کریں۔

سراج العوارف فی وصایا والمعارف، صفحہ ۵۳

تیسرے نور کے تحت رقم طراز ہیں:

ہمارا عقیدہ ہے کہ سوائے نبیوں کے کوئی ولی بھی معصوم نہیں اگرچہ وہ قطبیت یا غوثیت کا درجہ رکھتا ہو حتی کہ صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم بھی معصوم نہیں ہیں مگر یہ حضرات اور اللہ کے تمام ولی محفوظ کہلائے جاتے ہیں۔

سراج العوارف فی وصایا والمعارف، صفحہ ۴۹

(مفید اور کارآمد سمجھتے ہوئے ''سراج العوارف''، کے تمام حوالے میں نے بڑھائے ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا اظہار افضلیت

المستدرک علی الصحیحین، تاریخ دمشق اور طبقات ابن سعد وغیرہ میں مذکور روایت کا خلاصہ ہے کہ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

هَلْ قُلْتَ فِي أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا؟ فَقَالَ: نَعَمْ! فَقَالَ: قُلْ وَأَنَا أَسْمَعُ-

کیا تم نے ابوبکر کی بھی کوئی منقبت کہی ہے؟ عرض کی: جی ہاں یارسول اللہ! فرمایا: کہو، میں سن رہا ہوں۔ چنانچہ سیدنا حسان رضی اللہ عنہ نے کچھ اشعار پڑھے۔

اِذَا تَذَكَّرتَ شَجْوًا مِنْ اَخِیْ ثِقَةٍ	فَاذْكُرْ اَخَاكَ اَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلَا
اَلثَّانِي التَّالِیْ الْمَحْمُوْدُ مَشْهَدُهٗ	وَ اَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا
وَالثَّانِي اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمَنِيْفِ وَقَدْ	طَافَ الْعَدُوُّ بِهٖ اِذْ صَعَّدَ الْجَبَلَا
وَ كَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللهِ قَدْ عَلِمُوْا	مِنَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْ بِهٖ رَجُلَا
خَيْرُ الْبَرِيَّةِ اَتْقَاهَا وَ اَرْءَفُهَا	بَعْدَ النَّبِيِّ وَ اَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا
عَاشَ حَمِيْدًا لِاَمْرِ اللهِ مُتَّبِعًا	بِهَدْيِ صَاحِبِهِ الْمَاضِيْ وَ مَا انْتَقَلَا

فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ. ثُمَّ قَالَ: صَدَقْتَ يَا حَسَّانُ هُوَ كَمَا قُلْتَ۔

(۱) جب تم کسی بااعتماد اور دل سے محبت کرنے والے شخص کے غم کو یاد کرنا چاہو تو تم اپنے بھائی ابوبکر اور اُن کے کارناموں کو یاد کرو۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دوسرا مرتبہ انھی کا ہے۔ وہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے ہیں، اُن کے اخلاق قابل تعریف ہیں اور وہ لوگوں میں سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

(۳) دشمن نے پہاڑ پر چڑھ کر جس غار کا چکر لگایا تھا اُس میں پناہ لینے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دوسرے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی تھے۔

(۴) وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب اور پیارے ہیں اور یہ بات تو سبھی جانتے ہیں کہ مخلوق میں کوئی اُن کے برابر نہیں ہوسکتا (چہ جائے کہ اُن سے افضل ہو)۔

(۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ساری مخلوق میں سب سے زیادہ متقی، پاکباز، وعدے کو پورا کرنے والے اور امانت داری کرنے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۶) انھوں نے قابل تعریف (اور قابل فخر) زندگی گزاری، ہمیشہ اللہ کے حکم اور اپنے ساتھی (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حکم کی اتباع کی اور اس سے کبھی روگردانی نہیں کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کلمات سن کر بہت خوش ہوئے اور اتنا مسکرائے کہ آپ کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں، پھر ارشاد فرمایا: ''اے حسان! تو نے سچ کہا ابوبکر ایسے ہی ہیں رضی اللہ عنہ۔

بھلائیوں کے جامع:

اللہ عز وجل نے تمام اولین وآخرین کے کمالات اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس میں جمع فرمادیئے اور کسی امتی میں جو کمالات پائے جاسکتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اللہ تعالیٰ نے وہ سب جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں جمع فرمادیئے۔

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خِصَالُ الْخَيْرِ ثَلَاثُمِائَةٍ وَّسِتُّوْنَ خَصْلَةً.إِذَا أَرَادَاللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِعَبْدٍ خَيْرًا جَعَلَ فِيْهِ خَصْلَةً مِنْهَا يُدْخِلُهُ بِهَا الْجَنَّةَ. قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ :أَفِيَّ مِنْهَا شَيْءٌ؟ قَالَ: نَعَمْ! جَمْعَاءٌ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ. (مكارم الأخلاق لابن أبي الدنيا. تاريخ دمشق)

یعنی بھلائی کے 360 اوصاف ہیں اللہ تعالیٰ جسے نوازنا چاہے اِن میں سے ایک وصف عطا کر دیتا ہے اور اِس وصف کے سبب اُسے جنت میں پہنچا دیتا ہے۔ یہ سن کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: کیا میرے اندر بھی ان میں سے کوئی وصف پایا جاتا ہے؟ فرمایا ''ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے تجھے وہ تمام اوصاف عطا کیے ہیں۔،،

حدیث سے متعلق نکات:

جس میں خیر کی ایک خصلت ہو وہ جنت کا حق دار ہوتا ہے اور جس میں ساری خصلتیں موجود تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے جنت کا سردار قرار دیا۔

کچھ لوگ روحانی اور ظاہری خلافت میں فرق کرتے ہیں، ان 360 خصال خیر کے بعد روحانیت کا کون سا وصف باقی رہ جاتا ہے؟

حرف آخر:

جو شخص کسی شے سے متعلق معلومات رکھتا ہو اُسے غلط راہنمائی کرنا مشکل ہوتا ہے، کیونکہ وہ پہلے سے جانتا ہے، اور جسے کچھ بھی معلومات نہ ہوں اسے بآسانی ورغلایا جاسکتا ہے ہمارے بڑے دین کو سمجھتے تھے، فتنہ پرور لوگوں کو اُنھیں دین سے بہکانا مشکل تھا، موجودہ دور میں دین سے دوری کا نتیجہ ہے کہ لوگ اپنی گمراہی آسانی سے پھیلاتے ہیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا افضل ہونا ایسا واضح اور اجماعی مسئلہ ہے کہ جس میں کسی بھی صاحبِ علم کو شک نہیں، مگر لوگ اس مسئلہ میں بھی گمراہی پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو اہل سنت نہیں ہیں ہمارا اُن سے کوئی لینا دینا نہیں وہ جانیں اور اُن کا عقیدہ، جو اہل سنت و جماعت کہلاتے ہیں آج کل اُن میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو جان بوجھ کر، یا انجانے میں، یا جہالت کی بنا کر خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے

گمراہوں سے ہمیں محفوظ رکھے اور ہمیشہ مسلک حق اہل سنت وجماعت پر قائم رکھے، آمین

افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے موضوع پر ہر دور میں علما نے قلم اُٹھایا ہے اور اس موضوع کا حق ادا کیا ہے، اگر اُن صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، محدثین، مفکرین، مجتہدین، فقہاء اور صوفیاء کرام کے اسماء اور اُن کی تصریحات وملفوظات یکجا دیکھنا ہوں تو نقاد العصر جناب فیصل خان رضوی مدظلہ العالی کی کتاب ''افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع اُمت،، کافی وافی ہے جس میں انھوں نے محنت شاقہ کے بعد سیکڑوں کتب کا مطالعہ کرکے چودہ صدیوں کے دوسو بزرگوں کے اقوال نقل کردیئے ہیں گویا انھوں نے دریا کو کوزے میں بند کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے، آمین

اس موضوع پر اگر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کی مندرجہ ذیل تین کتب کا توجہ سے مطالعہ کرلیا جائے تو اُمید ہے کہ انکار کی گنجائش نہیں رہے گی ورنہ ہٹ دھرمی کا کیا علاج۔

(۱) منتھی التفصیل لمبحث التفضیل

(۲) اس کی تلخیص۔۔مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین

(۳) الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی

بنیادی طور پر اس کتاب کے پانچ حصے ہیں پہلا حصہ ''پیش لفظ،، دوسرا حصہ سیدنا امام جعفر صداق رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی اور آپ کا موقف، تیسرا حصہ مخطوطہ کی تحقیق کے متعلق ہے، چوتھا حصہ مناظرہ ہے، پانچویں حصے میں خصائص سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور آخر میں ''حیات صدیقی،، کا اضافہ (شان صحابہ سے) میں نے خود کردیا ہے۔

''پیش لفظ،، کافی عرصہ پہلے لکھا تھا جس کے لیے مختلف کتب اور نیٹ سے مدد لی گئی تھی۔ اس کتاب کے محقق کے کام میں کانٹ چھانٹ، کمی بیشی، کچھ ردوبدل اور تصحیح سے کام لیا

ہے۔اس کتاب میں ایک مناظرہ کا ذکر ہے، ایک رافضی حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق ۱۴ سوال کرتا ہے اور آخر میں امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل سے قائل ہوکر اپنی بدعقیدگی سے توبہ اور رجوع کر لیتا ہے۔

دوسروں کاموں کے سبب اس کتاب کے ترجمہ کی تکمیل میں کافی سستی ہوئی، اب یہ کتاب منظر عام پر آئی ہے تو اس کے پیچھے فیصل آباد کے متصلب عالم دین برادرم علامہ علم الدین کوکب صاحب حفظہ اللہ کا اصرار ہے، وہ اکثر پوچھتے رہے، یاد دلاتے رہے اور اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر زور دیتے رہے کہ آج کل سادہ اور بھولے بھالے لوگوں کا عقیدہ بگاڑا جا رہا ہے جسے بچانے کے لیے ہمیں اپنے طور پر کردار ادا کرنا چاہیے، وہ ''اپنوں،، کی بدعقیدگی سے کڑھتے رہتے ہیں اور حسبِ طاقت کوشش بھی کرتے ہیں کہ خصوصاً نوجوانوں کو ان ''بدعقیدہ محققین،، کے شر سے بچائیں۔ اللہ تعالیٰ اُنھیں صحت وعافیت سے نوازے، سلامت رکھے اور اُن کے کام میں برکت عطا فرمائے، آمین

اس کتاب کے علاوہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کے چار رسائل کا مجموعہ بھی ہے، ہر رسالہ میں چالیس احادیث ہیں اس طرح ۱۶۰ احادیث کا مجموعہ بن گیا، گویا چار ''اربعین،، ہیں، یہ ترجمہ بھی اشاعت کے لیے بالکل تیار ہے۔

یہ دونوں کتابیں حسب سابق اہل السنہ پبلی کیشنز، دینہ ضلع جہلم کے مالک برادرم جناب محمد ناصر الہاشمی حفظہ اللہ تعالیٰ شائع کر رہے ہیں، کتابوں کی اشاعت میں وہ پوری لگن اور توجہ سے کام لیتے ہیں، پہلے بھی وہ میری چھوٹی بڑی تقریباً ۱۲ کتب شائع کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے کام، علم وعمل اور صحت میں برکتیں عطا فرمائے، اللہ عزوجل اسی طرح اُن سے مسلک کا کام لیتا رہے، آمین

ابتدائیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ لَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا ، وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ شَرِیۡکٌ فِی الۡمُلۡکِ ، وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ کَبِّرۡہُ تَکۡبِیۡرًا ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰٓی اِبۡرَاھِیۡمَ وَ عَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰٓی اِبۡرَاھِیۡمَ وَ عَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ۔

اَمَّا بَعۡد!

بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کا ایک حق ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بنیادی حق اورآپ سے وفاداری کی وجہ سے اُن کے لیے واجب ہے جیسا کہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے:

حَدَّثَنِیۡ اَبُوۡ حَیَّانَ، حَدَّثَنِیۡ یَزِیۡدُ بۡنُ حَیَّانَ، قَالَ: انۡطَلَقۡتُ أَنَا وَحُصَیۡنُ بۡنُ سَبۡرَۃَ، وَعُمَرُ بۡنُ مُسۡلِمٍ، اِلٰی زَیۡدِ بۡنِ أَرۡقَمَ فَلَمَّا جَلَسۡنَا اِلَیۡہِ قَالَ لَہٗ حُصَیۡنٌ: لَقَدۡ لَقِیۡتَ یَازَیۡدُ خَیۡرًا کَثِیۡرًا، رَأَیۡتَ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ، وَسَمِعۡتَ حَدِیۡثَہٗ

وَ غَزَوْتَ مَعَهٗ، وَ صَلَّيْتَ خَلْفَهٗ لَقَدْ لَقِيتَ، يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا، حَدِّثْنَا يَا زَيْدُ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي وَاللّٰهِ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّيْ وَ قَدُمَ عَهْدِيْ، وَ نَسِيتُ بَعْضَ الَّذِيْ كُنْتُ أَعِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ. فَمَا حَدَّثْتُكُمْ فَاقْبَلُوْا، وَمَا لَا. فَلَا تُكَلِّفُوْنِيْهِ. ثُمَّ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِيْنَا خَطِيْبًا. بِمَاءٍ يُدْعٰى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، وَوَعَظَ وَذَكَّرَ. ثُمَّ قَالَ:

أَمَّا بَعْدُ، أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَأُجِيْبَ، وَ أَنَا تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ۔

فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَ رَغَّبَ فِيْهِ. ثُمَّ قَالَ:

وَ أَهْلُ بَيْتِيْ أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ۔

فَقَالَ لَهٗ حُصَيْنٌ: وَ مَنْ أَهْلُ بَيْتِهٖ يَا زَيْدُ؟ أَلَيْسَ نِسَاؤُهٗ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ؟ قَالَ: نِسَاؤُهٗ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ، وَلٰكِنْ أَهْلُ بَيْتِهٖ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهٗ. قَالَ: وَ مَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ آلُ عَلِيٍّ وَآلُ عَقِيلٍ، وَ آلُ جَعْفَرٍ. وَ آلُ عَبَّاسٍ قَالَ: كُلُّ هٰؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ (مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل علی بن ابی طالب ؓ، نمبر ۶۲۲۵)

یزید بن حیان نے بیان کیا کہ میں، حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم، حضرت زید بن ارقم ؓ کے پاس حاضر ہوئے۔ پس جب ہم بیٹھ گئے تو (ہمارے ساتھی) حصین نے اُن سے کہا: اے زید (ؓ) آپ کو بہت زیادہ بھلائی نصیب ہوئی ہے، آپ نے رسول اللہ ﷺ

کی زیارت کی ہے، آپ نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبانی احادیث سنی ہیں، آپ کے ہمراہ غزوات میں شرکت کی ہے، آپ کے پیچھے نمازیں ادا کی ہیں، بیشک آپ نے خیر کثیر (بہت زیادہ بھلائی) حاصل کی ہے۔ آپ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے کوئی ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبانی سنی ہو۔

(حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: اے میرے بھتیجے! اللہ کی قسم! میری عمر زیادہ ہو چکی ہے (یعنی میں بوڑھا ہو چکا ہوں) کافی عرصہ گزر چکا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنی ہوئی بعض احادیث مَیں بھول چکا ہوں، اس لیے جو حدیث میں تمہارے سامنے بیان کروں اسے قبول کر لینا اور جو مَیں بیان نہ کر سکوں تو اُس کا مجھے مکلف نہ بنانا، پھر بتایا:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دن مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان خم نامی کنویں کے پاس ہمیں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ عزوجل کی حمد وثنا بیان کی اور وعظ ونصیحت کرنے کے بعد فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ، أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّيْ فَأُجِيبَ. وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللهِ فِيهِ الْهُدٰى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللهِ. وَاسْتَمْسِكُوا بِهٖ۔

امابعد: آگاہ ہو جاؤ، اے لوگو! بیشک میں ایک انسان ہوں عنقریب میرے رب کا بھیجا ہوا (فرشتہ) میرے پاس آئے گا تو میں موت کا پیغام قبول کر لوں گا۔ میں تمہارے درمیان دو اہل چیزیں چھوڑ رہا ہوں، اُن میں سے پہلی چیز اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن عظیم) ہے، اس میں ہدایت اور نور ہے، لہذا تم اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پکڑو (یعنی حاصل کرو) اور اسے مضبوطی سے تھام لو۔

راوی نے بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کرنے کی رغبت دلائی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي.

اور میرے اہل بیت ہیں میں اپنے اہل بیت کے متعلق تمہیں اللہ تعالیٰ کا حکم یاد دلاتا ہوں۔ (یہ بات آپ نے تین بار ارشاد فرمائی)

(راوی نے کہا) حصین نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اے زید! آپ ﷺ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ ﷺ کی ازواج مطہرات آپ کی اہل بیت میں شامل نہیں ہیں؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ کی ازواج آپ کے اہل بیت میں داخل ہیں لیکن یہاں اہل بیت وہ لوگ ہیں جن کے لیے صدقہ (اور زکوۃ) لینا حرام ہے۔

پھر حصین نے پوچھا: وہ کون لوگ ہیں؟

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آل، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی آل، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی آل اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آل ہے۔

حصین نے دریافت کیا: کیا ان سب کے لیے صدقہ (زکوۃ) قبول کرنا حرام ہے؟

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں۔

پس رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنے اہل بیت کے بارے میں وصیت فرمائی کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی رعایت کی جائے۔

اُن کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ اُن سے محبت کی جائے، اُن کی بزرگی کا لحاظ کیا جائے، اُن کی فضیلت و ولایت کا اعتقاد رکھا جائے، اُن کا ذکر خیر کیا جائے اور ہر تکلیف اور

بری بات اُن سے دور کی جائے۔ اُن میں سے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے اہل بیت پر جھوٹی بات اور تہمت لگا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا نہ دی جائے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ص وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ (النور 23:24)

بیشک جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاک دامن (برائی سے) بے خبر ایمان والی عورتوں پر وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔

اور سورہ احزاب کے آخر میں فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللهَ وَ رَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُّهِينًا ۝ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَّإِثْماً مُّبِينًا ۝ (الاحزاب 33:57-56)

بیشک جو لوگ اذیت دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اللہ نے ان پر لعنت فرمائی دنیا اور آخرت میں اور ان کے لیے خواری کا عذاب تیار کیا۔ اور جو لوگ ایمان والے مردوں اور عورتوں کو ستاتے ہیں بغیر اس کے کہ اُنہوں نے کوئی خطا کی ہو تو بیشک اُنہوں نے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ (اپنے سر پر) اُٹھایا۔

اُن کے حقوق سے ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول کے خُمس سے مال غنیمت اور مال فئی سے اُن کے لیے حصہ ہوتا ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ نے الانفال کی آیت میں فرمایا:

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَ لِلرَّسُولِ وَ لِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ لا إِنْ كُنتُمْ اٰمَنتُمْ بِاللهِ وَمَآ

أَنزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعَانِ ط وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۞ (الانفال 8:41)

اور (اے مسلمانو) جان لو کہ تم جو کچھ غنیمت حاصل کرو تو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کے لیے اور (رسول کے) قرابت داروں کے لیے ہے اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور اس پر جو ہم نے اپنے (مقدس) بندے پر فیصلے کے دن اُتارا جس دن دونوں لشکر مقابل ہوئے اور اللہ جو چاہے اس پر قادر ہے۔

اور سورہ حشر کی آیت فئی میں فرمایا:

مَآ أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ أَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ كَیْ لَا یَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَیْنَ الْأَغْنِیَآءِ مِنكُمْ ط وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ق وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوْا ج وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط إِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۞ (الحشر 59:7)

(اُن) بستیوں والوں سے (نکال کر) جو (مال) اللہ نے اپنے رسول پر لَوٹا دیئے تو وہ اللہ اور رسول کے لیے ہیں اور (رسول کے) قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے تا کہ وہ گردش نہ کرتے رہیں تمہارے مال داروں کے درمیان اور رسول جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

یہ غنیمت اور فئی سے خمس (پانچواں حصہ) ہے نہ کہ زکوۃ کے خمس سے، کیوں کہ زکوۃ گھٹیا مال ہے آل بیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دینا جائز نہیں ہے، بیشک اللہ تعالیٰ نے انہیں اس نسبت کے سبب شرف عطا فرمایا ہے پس دونوں وحیوں کی دلالت کے ساتھ اجماع منعقد ہو گیا ہے

کہ اُن پر زکوۃ حرام ہے۔

اور آل بیت کے حقوق سے ایک یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُن ازواج مطہرات کا کسی سے نکاح کرنا حرام ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت آپ کی زوجیت میں تھیں کیوں کہ وہ مؤمنوں کی مائیں ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اُن سے نکاح کرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اذیت کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب کے آخر میں آیت حجاب میں فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ إِنٰهُ لا وَ لٰكِنْ إِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ط إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ز وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ط وَإِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ط وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْآ اَزْوَاجَهٗ مِنْ م بَعْدِهٖ اَبَدًا ط إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۞ (الاحزاب 53:33)

اے ایمان والو نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک تمہیں کھانے کے لیے نہ بُلایا جائے (پہلے سے آکر) کھانا پکنے کا انتظار نہ کرتے رہو ہاں جب بلائے جاؤ تو آجاؤ پھر جب کھانا کھا چکو تو (فوراً) منتشر ہو جاؤ اور (وہاں بیٹھے) باتوں میں دل نہ بہلاؤ بیشک یہ (تمہارا طرزِ عمل) نبی کو تکلیف دیتا ہے تو وہ تم سے شرماتے ہیں اور اللہ حق فرمانے سے نہیں رُکتا اور جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو یہ تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے لیے بہت ہی پاکیزگی کا سبب ہے اور تمہیں لائق نہیں کہ اللہ کے

رسول کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ کہ ان کی بیویوں سے نکاح کرو (ابد تک) بیشک تمہاری یہ بات اللہ کے نزدیک بہت بڑی ہے۔

اور اس سورہ کے شروع میں فرمایا:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ط

(الاحزاب 6:33)

یہ نبی ایمان والوں کے ساتھ اُن کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں اور اُن کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔

اور کوئی شک نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجات آپ کے اہل سے ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سورت کے دوران اپنے اس قول کے ساتھ خطاب فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ ۔(الاحزاب 28:33)

اے نبی! آپ اپنی بیویوں سے فرمادیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا دومرتبہ قول: یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ ۔(الاحزاب 30:33)

اے نبی کی بیویو!

پھر انہیں فرمایا:

وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ط اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۞ وَاذْكُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِكُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا ۞

(الاحزاب 33:33-34)

اور ٹھہری رہو اپنے گھروں میں اور نہ بے پردہ ہو پرانی جاہلیت کی بے پردگی کی

طرح اور نماز پڑھتی اور زکوۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے رسول کے گھر والو تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور فرمادے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر کے خوب پاکیزہ کر دے۔اور یاد کرتی رہو جو تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتوں اور حکمت کی تلاوت کی جاتی ہے بیشک اللہ ہر باریکی جاننے والا اچھی طرح خبردار ہے

جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی زوجہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے متعلق سورہ ہود میں فرمایا:

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ط اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۞ (ہود 73:11)

فرشتوں نے کہا کیا اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہو؟ اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں تم پر اے ابراہیم کے گھر والو، بیشک وہی ہے بڑی تعریف کیا ہوا بڑی شان والا۔

یہ اہل بیت نبی کے حقوق اور مؤمنین پر اُن کے واجبات سے ہے کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک اُن کا بڑا مقام ہے۔البتہ اس سے اُن اہل بیت کی تمام مؤمنوں پر (بشمول خلفائے راشدین) تفضیل مراد نہ لی جائے بلکہ اُنہیں اُن کے لائق اور مناسب منازل پر بغیر کمی بیشی (اور افراط وتفریط کے) اُتارا (اور رکھا) جائے۔

یہ ایک مناظرہ ہے جس کی تحقیق کا ہم نے ارادہ کیا ہے، اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ شیعان علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے دعوی کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ،حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ یہ دعوی اُس شخص نے امام صالح عالم جعفر بن محمد بن علی ابن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عن الجمیع کے سامنے کیا جن کا لقب امام صادق ہے۔ جب اُس نے یہ دعوی کیا تو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اُس شخص کے ساتھ، بغیر افراط وتفریط

کے حق واضح کرنے کی حیثیت سے پیش آئے۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے فضیلت ہے لیکن آپ کی فضیلت سے ہی ہے کہ آپ کو اس شخصیت پر مقدم نہ کیا جائے جو آپ سے افضل ہے خصوصاً شیخین پر یا اُن میں سے کسی ایک پر، اور یہ کہ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کو آپ پر فضیلت دینا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی قدر اور فضیلت میں کبھی بھی کمی نہیں لائے گا بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کا ان شیخین کے بعد آنا بھی آپ کی فضیلت، قدر اور شرف سے ہے۔ اسی لیے آپ کا یہ قول منقول ہے:

مَنْ سَمِعْتُهٗ يُقَدِّمُنِيْ عَلَى الشَّيْخَيْنِ جَلَدْتُهٗ جَلْدَ الْمُفْتَرِيْ۔

جس سے میں نے یہ سنا کہ وہ مجھے شیخین پر مقدم کرتا ہے میں اُسے مفتری کی سزا دوں گا۔

اس کے ساتھ فضیلت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ترتیب میں اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ اُن میں سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں، پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان اور پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں۔

اس مناظرہ کے نتیجے میں اُس شخص نے رجوع کر لیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر مقدم کرنے اور فضیلت دینے سے توبہ کر لی۔

یہ تقریر ایک ایسے شخص کی طرف سے آئی ہے جن کے متعلق شک نہیں کیا جاتا، اور اُن کی قدر و منزلت، اُن کے علم اور اُن کے جد امجد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مرتبہ پر اُن کی حرص میں شک نہیں کیا جا سکتا اور وہ امامیہ کے نزدیک چھٹے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ہیں۔

اے قاری! (تجھ پر بات طویل نہ ہو جائے) جب میں نے اس سلسلے میں یہ اہم مناظرہ پایا جو ابھی تک طبع نہیں ہوا تھا یا مسلمان عوام و علما قارئین کی طرف نہیں نکالا گیا تھا تو میں نے دو اصل معتبر اور قابل اعتماد مخطوطوں کی تحقیق اور اُن پر ایسی تعلیق کی کوشش کی جو اس

مناظرہ کے مسائل کی توثیق پر مدد گار ہو، وہ مسائل جن میں مناظرہ ہوا۔

اس سے پہلے میں نے مختصر حالات زندگی لکھے جن سے آپ مناظر امام صادق، اُن کا فضل، مقام و مرتبہ اور کبار صحابہ کرام ﷺ سے شیخین سیدنا ابو بکر صدیق ﷺ اور سیدنا عمر فاروق ﷺ کے بارے میں آپ کا موقف پہچان لیں گے۔

مناظرہ کے آخر میں مَیں نے سیدنا ابوبکر صدیق ﷺ کے خصائص کی تلخیص کردی ہے جن کے ساتھ باقی صحابہ کرام ﷺ کے علاوہ صرف آپ خاص ہیں کیوں کہ آپ کا مقام اُن خصائص کے مناسب ہے، باوجود اس کے کہ خلفاء اربعہ سے ہر ایک کے لیے کچھ ایسے خصائص ہیں جن کے ساتھ وہی خلیفہ مختص ہے چہ جائیکہ باقی صحابہ کرام میں وہ خصائص پائے جائیں۔

محب طبری نے ''الریاض النضرہ،، میں اُن خلفاء میں سے ہر ایک کے حالات لکھنے کے بعد ان خصائص کے ذکر کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

اس کام میں جو درست ہے وہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اُس کی ہدایت سے ہے اور جو خطا اور کمی ہے وہ میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔ اس سے اور ہر قسم کی کمی کوتاہی سے مَیں اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہتا ہوں۔

میں اللہ عز وجل سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو اپنے لیے خالص، میرے لیے قدر و منزلت کا راستہ اور اپنے عذاب اور ناراضی سے دُور کرنے کا ذریعہ بنائے۔ ہمیں اپنے دین اور اپنے نبی کریم ﷺ کے طریقے کی اتباع اور پیروی کرنے والا بنائے اور یہ کہ ہم بدعت پر عمل کرنے والے یا (احکام شرع کو) بدلنے والے نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی محبت عطا فرمائے اور اُس کی محبت عطا فرمائے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے اور اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والے عمل کی محبت عطا فرمائے، اپنے رسول کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کی محبت عطا فرمائے جیسے ہمارا رب ہم سے محبت فرماتا ہے اور راضی ہوتا ہے۔

إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ط يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۞ (الاحزاب 33:56)

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے دُرود بھیجتے ہیں اس نبی پر اے ایمان والو تم ان پر دُرود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

الفقیر إلی ربہ الأجلّ
علی بن عبد العزیز العلی آل شبل
عصر الثلاثاء 28/6/1416ھ

تحقیق

اور اس میں ہے:

سیدنا امام جعفر بن محمد الصادق رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات

مخطوطہ کا تعارف

(1) مخطوطہ کا عنوان

(2) سیدنا جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کی طرف مناظرہ کی نسبت

(3) خطی نسخوں کا وصف اور کیفیت

(4) مخطوطہ ظاہریہ پر موجودہ سماعات اور قراءات

اُن کی تعداد آٹھ ہے

(5) مخطوطہ ظاہریہ اور مخطوطہ ترکیہ کی اسناد

سیدنا امام جعفر بن محمد الصادق رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات

آپ کا نام ونسب:

امام جعفر بن محمد بن علی زین العابدین بن الحسین بن سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔
سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی (خاتون جنت) سیدہ فاطمۃ البتول رضی اللہ عنہا وارضاہا کے شوہر ہیں۔

آپ کا یہ نسب آپ کے اُصول کی جہت سے ہے اور اپنے اخوال کی جہت سے آپ اولیاء اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دو جہتوں سے بیٹے ہیں۔

حضرت جعفر صادق کی نانی جان اور نانا جان دونوں امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق کے پوتی اور پوتے ہیں، اس طرح کہ خود آپ نے فرمایا:

وَلَدَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْق مَرَّتَيْن۔

مجھے ولادت میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دوہرا تعلق اور واسطہ ہے۔

اور یہ اس طرح کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی کا نام اسماءؓ بنت عمیس تھا جن سے محمد نام کا بیٹا پیدا ہوا، دوسری بیوی کا نام اُم رومان ہے جن سے عبدالرحمن پیدا ہوا۔ محمد کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جن کا نام قاسم رکھا گیا اور عبدالرحمن کے ہاں بیٹی کی ولادت

ہوئی جن کا نام اسماء رکھا گیا۔ عبدالرحمن نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے بھتیجے قاسم بن محمد سے کردیا اُن کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام اُم فروہ رکھا گیا۔

اس اُم فروہ کی شادی سیدنا علی المرتضیٰ کے صاحبزادے سیدنا حسین کے پوتے یعنی جناب زین العابدین کے بیٹے امام محمد باقر سے ہوئی۔ امام باقر اور حضرت اُم فروہ کے نکاح کے نتیجے میں دو بیٹے پیدا ہوئے ایک بیٹے کا نام عبداللہ اور دوسرے کا نام جعفر صادق ہے۔

آپ کی والدہ ماجدہ اُم فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق ہیں اور اُن کی ماں یعنی آپ کی نانی اسماء بنت عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے دو جہتوں سے دادا ہیں (حضرت امام جعفر صادق کی نانی اور نانا دونوں امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق کے پوتی پوتا ہیں۔ امام جعفر اور اُن کے بھائی عبداللہ حضرت سیدنا صدیق اکبر کے پڑنواسے ہیں اس طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سادات کے نانا ہیں) تو جعفر بن محمد باقر رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے شخص سے متصور نہیں ہوسکتا جبکہ آپ اپنے دین اور اپنے قرب میں اصل نبوی سے ہیں کہ آپ اپنے دادا کو گالی دینے والے، اُن سے بغض رکھنے والے یا اُن سے کینہ رکھنے والے ہوں کیوں کہ اس چیز کو آپ کی مروّت اور عادت ہی پسند اور اختیار نہیں کرتی چہ جائیکہ آپ کا دین اور آپ کے علم و فضل کا کمال اس بات کی اجازت دیتا ہو۔

ولادت، نام و کنیت:

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ولادت ۱۷ ربیع النور ۸۳ھ پیر شریف کے دن مدینہ منورہ میں ہوئی۔ (ایک قول ۸۰ ہجری کا ہے) اور ۱۴۸ ہجری میں وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۶۵ یا ۶۸ سال تھی۔ آپ کی ولادت اور وفات مدینہ طیبہ میں ہوئی یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کو منصور کے دور حکومت میں زہر دے کر شہید کیا گیا۔ بعد وفات جنت

البقیع میں اپنے آباؤ واجداد کے ساتھ دفن ہوئے۔

آپ حضرت سیدنا امام محمد باقر ؓ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔

آپ ؓ کی کنیت ابو عبداللہ، ابو محمد اور ابو اسماعیل ہے۔

آپ کا لقب:

آپ کا لقب ''صادق،، ہے جس طرح آپ کے جد مادری کا لقب ''صدیق،، ہے اس کا سبب یہ ہے کہ آپ اپنی حدیث (گفتگو) اور اپنے قول و فعل میں سچے تھے۔آپ صدق و سچائی کے ساتھ ہی معروف تھے اور آپ نے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا، جیسے آپ کے جد امجد سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جن کے بارے میں سورہ توبہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ کا قول نازل ہوا:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۔(التوبہ ۹:۱۱۹)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

آپ کا لقب مسلمانوں کے درمیان شہرت پا گیا۔شیخ ابن تیمیہ وغیرہ بھی آپ کو کثرت سے اسی لقب سے یاد کرتے ہیں۔

آپ کے القاب سے ''امام،، بھی ہے اور آپ اس کے لائق اور مستحق بھی ہیں آپ معصوم نہیں ہیں، عصمت تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہی ہے اور یہ اعزاز و شرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

آپ کی اولاد:

آپ کثیر اولاد والے باپ تھے، آپ نے اپنے پیچھے یہ اولاد چھوڑی:

(1) اسماعیل، آپ سب سے بڑے تھے۔آپ نے امام رضی اللہ عنہ کی زندگی میں

138 ھ میں وفات پائی۔ اور ایک بیٹا وارث چھوڑا جس کا نام محمد بن اسماعیل ہے، اور اُن کے کئی بیٹے صاحب نسل ہوئے۔

(2) عبداللہ، انہی کی وجہ سے آپ کی کنیت ''ابوعبداللہ،، ہے۔

(3) موسیٰ جن کا لقب کاظم ہے، اثنا عشریہ کے نزدیک آپ اپنے باپ کے بعد امام ہوئے۔ آپ کی امامت کے بارے میں امامیہ نے اسماعیلیہ کے ساتھ اختلاف کیا ہے کہ موسیٰ جن کا لقب کاظم ہے اور اسماعیل جن کا ذکر گزر چکا ہے ان میں امام کون ہے؟

(4) اسحاق (5) محمد (6) علی

(7) فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

آپ کے اہم شیوخ:

سیدنا جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ نے علما کے طبقہ عالیہ سے علم حدیث حاصل کیا اس طرح کہ آپ نے صحابہ کرام کا آخری دور پایا اُن صحابہ کرام میں حضرت سہل بن سعد ساعدی اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔ اکثر روایت اپنے والد ماجد سیدنا محمد بن علی باقر سے لی آپ ثقہ فاضل ہیں جن سے ایک جماعت نے روایت لی۔ آپ نے ۱۱۰ ھ کے بعد وفات پائی۔ آپ کی اکثر روایات عن أبیه عن جده الحسین بن علی أو علی بن أبی طالب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریق سے ہیں، یہ آپ کی سنداً اعلیٰ مرویات ہیں اور ابناء کی اپنے آباء سے روایت کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

آپ کے شیوخ میں سید التابعین عطاء بن ابورباح، محمد بن شہاب زہری، عروہ بن زبیر، محمد بن منکدر، عبداللہ بن ابورافع اور عکرمہ مولیٰ ابن عباس رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں۔

جیسا کہ آپ نے اپنے جدامجد حضرت قاسم بن ابوبکر رضی اللہ عنہ اور علمائے مدینہ کے اکثر

شیوخ سے علم حاصل کیا۔ اور یہ سب ائمہ ثقہ، دیانت وامانت وعدالت والے ہیں رحمہم اللہ۔

آپ کے نمایاں اور اہم شاگرد:

آپ سے روایت وفقہ کا علم علما اور ثقہ حفاظ کی ایک بڑی جماعت نے اخذ کیا اُن میں زیادہ مشہور یحییٰ بن سعید انصاری قطان، یزید بن عبداللہ بن الہاد لیثی مدنی، (وہ امام جعفر صادق سے عمر میں بڑے تھے اور آپ سے دس سال پہلے فوت ہوئے) عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج، (اور وہ آپ کے اقران سے تھے) ابان بن تغلب، ایوب سختیانی، ابو عمرو بن علاء ہیں، امام دار ہجرت حضرت مالک بن انس، سفیان ثوری، امام النقاد شعبہ بن حجاج، سفیان بن عیینہ اور محمد بن ثابت بنانی اور کثیر دوسرے محدثین۔ لیکن ان میں متفق علیہ، ان سے روایت کرنے والے اور آپ کی مجالست اختیار کرنے والے خصوصاً امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہا اللہ ہیں۔

سوائے بخاری کے کتب ستہ میں آپ کی روایات موجود ہیں، امام بخاری نے اپنی ''صحیح بخاری،، میں آپ سے کسی روایت کا اخراج نہیں کیا بلکہ اس کے علاوہ دوسری کتب میں اخراج کیا ہے۔ حالانکہ آپ رحمہ اللہ ثقہ، صدوق، امام، فقیہ تھے۔

آپ کا کرم وسخاوت:

سخاوت کرنے میں آپ عظیم شان کے مالک تھے اور یہ آپ پر اور بیت نبوی پر کچھ عجیب بھی نہیں ہے، آپ کے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس ہوا سے بھی زیادہ سخی اور جواد ہوتے تھے جو اللہ کی رحمت (بارش) کی خوشخبری کے لیے بھیجی جاتی ہے۔ تاریک راتوں میں متعدد مواقع اور غزوات وغیرہ اس خوب کرم فرمائی کی گواہی دیتے ہیں اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فقر کا خوف نہیں ہوتا تھا۔

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی کرم اور سخاوت کے متعلق آپ کے شاگرد ہیاج بن بسطام تمیمی لکھتے ہیں کہ حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے یہاں تک کہ اپنی عیال کے لیے کچھ باقی نہیں رہتا تھا۔ یہ اُس شخص کی عطا ہے جسے فقر کا خوف نہیں ہے۔

مروی ہے کہ آپ سے حرمتِ سود کی علت کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا: ''تا کہ لوگ نیکی اور مشروع چیز سے رک نہ جائیں،، یہ چیز نفس کی اچھائی اور سخاوت پر دلالت کرتی ہے اور یہ امر آپ کی سرعتِ بداہت اور بھرپور حکمت و دانائی سے ہے۔

آپ کے متعلق مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ خود نقصان اُٹھا کر لوگوں کو جھگڑا کرنے اور دشمنی سے روکتے تھے اور اُن کے درمیان صلح کو ترجیح دیتے تھے۔

فرماتے تھے: دین کے معاملے میں لڑائی جھگڑوں سے بچو کیوں کہ یہ دل کو مشغول اور نفاق پیدا کرتے ہیں۔

آپ کے دادا حضرت علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہ پوشیدہ طور پر خرچ کرتے تھے۔ جب رات ہوتی تو آپ اپنے کندھے پر ایک تھیلا اُٹھاتے جس میں روٹیاں، گوشت اور دراہم ہوتے تھے پھر آپ مدینہ منورہ کے حاجت مند فقیروں پر تقسیم فرما دیتے تھے اور انھیں پتہ نہ چلتا تھا کہ تقسیم کرنے والے کون ہیں یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ وصال کے بعد لوگوں کو پتہ چلا کہ کون اُن کی حاجتیں پوری کرتا تھا اور بن مانگے انھیں دیتا تھا۔

پس اللہ کی رحمت ہو اُن پر، میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ اُن لوگوں میں ہوں گے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ (الحشر ۵۹:۹)

اور جو اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا تو وہی لوگ کامیاب ہیں۔

آپ کی دانائی اور وسعتِ فہم:

امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات لکھنے والوں نے آپ کی دانائی کی باتیں اور مشکل سوالات کے مسکت جوابات نقل کیے ہیں۔وہ جوابات آپ کی وسعت علم اور سمجھ بوجھ پر دلالت کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو بدیہہ سرعت ،فصاحت لسان اور مقاصد تشریع اور اُس کے اسرار کی سمجھ عطا فرمائی تھی۔یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

کلام الٰہی کی باریکی اور معانی طریقت سے واقف ہونے کی وجہ سے آپ مشائخ عظام میں مشہور ہیں۔آپ تمام مشائخ کے سردار ہیں، ہر شخص کو آپ پر کامل اعتبار اور اعتماد ہے۔آپ وافر العلوم اور کثیر الفیوض ہیں۔آپ کی امامت، بزرگی اور سیادت پر جمہور کا اتفاق ہے۔

''حضرت سید علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آپ کا حال بلند، سیرت پاکیزہ، ظاہر و باطن آراستہ و پیراستہ اور شمائل و خصائل شستہ منور تھے۔آپ کے اشارات تمام علوم میں خوبی اور رقت کلام کی بنا پر مشہور ہیں اور مشائخ طریقت میں باعتبار لطائف ومعانی معروف ہیں جن سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔

کشف المحجوب اردو، صفحہ ۱۵۳۔سعیدی،،

آپ صاحبِ زہد کامل اور بڑے متقی تھے۔شہوات اور لذات سے پوری طرح بچنے والے اور نہایت ہی باحیا اور باادب بزرگ ،مقرب بارگاہِ الٰہی تھے۔ایک مدت تک مدینہ منورہ میں اقامت گزیں رہے اور اپنے علوم کا فیض اور فائدہ اہل ارادت کو پہنچاتے

رہے۔ پھر آپ عراق تشریف لے گئے اور ایک مدت تک وہاں بھی مقیم رہے۔

ابونعیم نے "الحلیہ" میں اپنی سند کے ساتھ احمد بن عمرو بن مقدم رازی نے روایت کیا، انھوں نے بیان کیا کہ عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور پر ایک مکھی بیٹھ گئی، اُس نے اُس مکھی کو ہٹا دیا، وہ پھر لوٹ آئی یہاں تک کہ اُسے تنگ اور زچ کر دیا، اتنے میں امام جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ دربار میں داخل ہوئے۔ انھیں منصور نے کہا: اے ابوعبداللہ! اللہ تعالیٰ نے مکھی کو کس لیے پیدا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تا کہ (ظالموں، مغروروں اور) جابروں کو ذلیل کرے۔

امام جعفر صادق نے اپنے شاگرد حضرت سفیان ثوری سے فرمایا: نیکی اُس وقت تک پوری نہیں ہوتی جب تک یہ تین چیزیں نہ ہوں (نیک کام تین اُمور سے انجام پاتا ہے) (۱) جلدی کرنے سے، (۲) مختصر کرنے سے (۳) اور اُسے پوشیدہ رکھنے سے۔

آپ کے شاگرد عائذ بن حبیب نے روایت کیا کہ حضرت جعفر صادق نے فرمایا: تقویٰ سے افضل اور بڑھ کر کوئی زاد (توشہ) نہیں ہے، خاموشی سے زیادہ کوئی اچھی چیز نہیں ہے، جہالت سے زیادہ نقصان دہ اور بڑا دشمن کوئی نہیں اور جھوٹ سے بڑی کوئی بیماری نہیں ہے۔

ایک مرتبہ آپ اپنے بیٹے حضرت موسیٰ کاظم رحمہ اللہ تعالیٰ کو وصیت فرما رہے تھے:

يَابُنَيَّ! مَنْ رَضِيَ بِمَا قُسِمَ لَهُ اسْتَغْنٰى.

اے میرے بیٹے! جو اُس پر خوش اور راضی ہو جائے جو اُس کے لیے مقرر اور تقسیم کیا گیا ہے تو وہ غنی اور (دوسروں سے بے پرواہ) ہے۔

وَمَنْ مَدَّ عَيْنَيْهِ إِلٰى مَا فِيْ يَدِ غَيْرِهٖ مَاتَ فَقِيْرًا.

جس نے اپنی آنکھیں اُس پر لگا دیں جو دوسرے کے ہاتھ میں ہے تو وہ فقیر اور

نادار ہوکر مرے گا۔

وَمَنْ لَمْ يَرْضَ بِمَا قَسَمَهُ اللّٰهُ لَهٗ اِتَّهَمَ اللّٰهَ فِيْ قَضَائِهٖ،

جوشخص اس پر راضی نہ ہوا جو اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے تقسیم اور مقرر کیا ہے تو وہ اللہ کے قضا (اور فیصلے) میں اُسے متہم ٹھہرائے گا۔

وَمَنِ اسْتَصْغَرَ زَلَّةَ غَيْرِهٖ اسْتَعْظَمَ زَلَّةَ نَفْسِهٖ،

جو دوسرے کی غلطی کو چھوٹا سمجھے وہ اپنی غلطی کو بڑا سمجھے گا۔

يَا بُنَيَّ! مَنْ كَشَفَ حِجَابَ غَيْرِهٖ انْكَشَفَتْ عَوْرَاتُ بَيْتِهٖ،

اے میرے بیٹے! جو دوسرے کا پردہ اُٹھائے گا تو اُس کے اپنے گھر کے پردے اُٹھیں گے۔

وَمَنْ سَلَّ سَيْفَ الْبَغْيِ قُتِلَ بِهٖ،

جو بغاوت کی غرض سے تلوار نکالے گا وہ اُسی تلوار سے قتل ہوگا۔

وَمَنِ احْتَفَرَ لِأَخِيْهِ بِئْرًا سَقَطَ فِيْهَا،

اور جو اپنے بھائی کے لیے گڑھا کھودے گا وہ خود اُس میں گرے گا۔

وَمَنْ دَاخَلَ السُّفَهَاءَ حُقِرَ،

جو بے وقوفوں (اور جاہلوں) سے میل جول رکھے گا وہ حقیر ہو جائے گا۔

وَمَنْ خَالَطَ الْعُلَمَاءَ وُقِرَ،

اور جو علما کے ساتھ مجالست رکھے گا (اُٹھے بیٹھے گا) وہ عزت ووقار والا بن جائے گا۔

وَمَنْ دَخَلَ مَدَاخِلَ السَّوْءِ اتُّهِمَ،

جو گناہوں اور برائی کی جگہوں میں جائے گا اُس پر (بھی) تہمت لگے گی۔

يَابُنَيَّ! إِيَّاكَ أَنْ تَزْرِيَ بِالرِّجَالِ فَيُزْرِيَ بِكَ.

اے میرے بیٹے! لوگوں پر عیب لگانے سے بچو ورنہ تم پر (بھی) عیب لگے گا۔

وَإِيَّاكَ وَالدُّخُولَ فِيمَا لَا يَعْنِيكَ فَتَذِلَّ لِذٰلِكَ.

فضول اور لایعنی کاموں میں داخل ہونے سے بچو ورنہ ذلت اُٹھانا پڑے گی۔

يَابُنَيَّ! قُلِ الْحَقَّ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ تُسْتَشَارُ مِنْ بَيْنِ أَقْرَانِكَ. (أَقْرِبَائِكَ)

اے میرے بیٹے! حق بات کہو وہ تمہارے حق میں (مفید) ہو یا نقصان میں اور تمھارے خلاف ہو تمھیں اپنے دوستوں اور عزیزوں سے ہی عیب لگے گا۔

يَابُنَيَّ! كُنْ لِكِتَابِ اللهِ تَالِيًا وَلِلْإِسْلَامِ فَاشِيًا، وَبِالْمَعْرُوفِ آمِرًا، وَعَنِ الْمُنْكَرِ نَاهِيًا، وَلِمَنْ قَطَعَكَ وَاصِلًا وَلِمَنْ سَكَتَ عَنْكَ مُبْتَدِئًا، وَلِمَنْ سَأَلَكَ مُعْطِيًا، وَإِيَّاكَ وَالنَّمِيمَةَ فَإِنَّهَا تَزْرَعُ الشَّحْنَاءَ فِيْ قُلُوبِ الرِّجَالِ.

اے میرے بیٹے! اللہ کی کتاب (قرآن کریم) کی پیروی (اور تلاوت) کرو، اسلام پھیلانے والے بنو، (لوگوں کو) نیکی کا حکم دو، برائی سے روکو، قطع رحمی کرنے والے سے صلہ رحمی کرو، جو خاموش رہے تجھ سے بات نہ کرے اُس کے ساتھ بات چیت کرنے میں پہل اور ابتداء کرو، جو تجھ سے (کچھ) مانگے اُسے (بخوشی) عطا کرو، چغلی سے بچو کیوں کہ یہ مردوں کے دلوں میں بغض پیدا کردیتی ہے۔

وَإِيَّاكَ وَالتَّعَرُّضَ لِعُيُوبِ النَّاسِ فَمَنْزِلَةُ التَّعَرُّضِ لِعُيُوبِ النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْهَدَفِ.

لوگوں کی عیب جوئی (غلطیاں اور عیب ڈھونڈنے) سے بچو کیوں کہ لوگوں کے عیبوں کے پیچھے پڑھنا اپنے آپ کو ہدف اور نشانہ بنانا ہے۔

يَا بُنَيَّ! إِذَا طَلَبْتَ الْجُوْدَ فَعَلَيْكَ بِمَعَادِنِهٖ، فَإِنَّ لِلْجُوْدِ مَعَادِنَ. وَلِلْمَعَادِنِ أُصُوْلًا. وَلِلْأُصُوْلِ فُرُوْعًا، وَلِلْفُرُوْعِ ثَمَرًا، وَلَا يَطِيْبُ ثَمَرٌ إِلَّا بِأُصُوْلٍ وَلَا أَصْلَ ثَابِتٌ إِلَّا بِمَعْدِنٍ طَيِّبٍ،

اے میرے بیٹے! جب تم جود وسخا اور بخشش کے طلبگار ہوتو اِس کے لیے اس کی اصل جگہ لازم ہے کیوں کہ بخشش کی بھی جگہیں ہوتی ہیں اور جگہوں کے اصول، اصل کی شاخیں ہوتی ہیں اور شاخوں کے پھل ہوتے ہیں پھل اُس وقت تک اچھا (اور عمدہ) نہیں ہوگا جب تک کہ اُس کی جڑ نہ ہواور جڑ اُس وقت ثابت اور مضبوط ہوگی جبکہ وہ عمدہ اور مناسب ہو

يَا بُنَيَّ! إِنْ زُرْتَ فَزُرِ الْأَخْيَارَ وَلَا تَزُرِ الْفُجَّارَ. فَإِنَّهُمْ صَخْرَةٌ لَا يَتَفَجَّرُ مَاؤُهَا، وَشَجَرَةٌ لَا يَخْضَرُّ وَرَقُهَا، وَأَرْضٌ لَا يَظْهَرُ عُشْبُهَا۔

اے میرے بیٹے! اگر تم ملنے جاؤ تو اچھے (اور بھلے) لوگوں سے ملو، بُرے اور فاسق و فاجر لوگوں سے میل ملاپ نہ رکھو کیوں کہ وہ چٹان کی مثل ہوتے ہیں جہاں سے کبھی پانی نہیں پھوٹتا، ایسے درخت ہوتے ہیں جو کبھی (پتوں والے اور) پھل دار نہیں بنتے اور ایسی زمین کی طرح ہوتے ہیں جس پر گھاس تک نہیں اگتی۔

درحقیقت مقاصدِ شرائع کی پہچان میں یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے شرح صدر کے ساتھ معلوم ہوتی ہیں، کسب اور سیکھنے سے حاصل نہیں ہوتیں، یہ محض فضل ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں جسے چاہے نوازتا ہے اور ہمارا رب عظیم فضل والا ہے۔

آپ کے ساکت کرنے والے جوابات میں ایک نادر بات یہ بھی ہے جسے ''ربیع الابرار،، کے مصنف نے لکھا ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق بن محمد رحمہ اللہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے وجود پر کیا دلیل ہے؟ آپ (میرے لیے) عالم، عرض اور جوہر کا ذکر نہ کریں۔

آپ نے اُسے فرمایا: کیا تو نے دریا کا سفر کیا ہے؟ اُس نے جواب دیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: کیا کبھی تم پر بہت تیز ہوا چلی یہاں تک کہ تمھیں غرق ہونے کا خوف ہوا ہو؟ اُس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے پوچھا: کیا کبھی سواری اور ملاحوں سے تیری اُمید کٹ گئی؟ اُس نے جواباً کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: کیا اُس وقت تیرا نفس اس تلاش اور جستجو میں رہا کہ کوئی تجھے نجات دلائے؟ اُس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: پس وہی اللہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ.

(بنی اسرائیل ۱۷:۶۷)

اور جب تمھیں دریا میں آفت پہنچتی ہے تو اللہ کے سوا جنھیں تم پوجتے ہو سب گم ہو جاتے ہیں۔

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ۔

(النحل ۱۶:۵۳)

اور تمھارے پاس جو نعمت ہے تو وہ سب اللہ کی طرف سے ہے پھر جب تمھیں تکلیف پہنچتی ہے تو اُسی کی طرف فریاد کرتے ہو۔

اسی لیے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انھوں نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔

آپ کی ہیبت:

اللہ تعالیٰ نے امام صادق رحمہ اللہ کو تواضع کے ساتھ ساتھ ہیبت اور وقار سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ اپنے وقت کے بہت بڑے عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور نے آپ کے سامنے

عجز اور تواضع کا اظہار کیا۔ خلیفہ منصور نے ایک شب اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ امام جعفر صادق کو میرے روبرو پیش کرو تا کہ میں انھیں قتل کر دوں۔ وزیر نے عرض کیا کہ دنیا کو خیر باد کہہ کر جو شخص گوشہ نشیں ہو گیا ہو اُس کو قتل کرنا قرین مصلحت نہیں لیکن خلیفہ نے غضب ناک ہو کر کہا کہ میرے حکم کی تعمیل تم پر ضروری ہے۔ چنانچہ مجبوراً جب وزیر امام جعفر صادق کو لینے چلا گیا تو منصور نے غلاموں کو ہدایت کر دی جس وقت میں اپنے سر سے تاج اُتاروں تو تم فی الفور امام جعفر صادق کو قتل کر دینا۔

لیکن جب آپ تشریف لائے تو آپ کی عظمت وجلال نے خلیفہ کو اس درجہ متاثر کیا کہ وہ بے قرار ہو کر آپ کے استقبال کے لیے کھڑا ہو گیا اور نہ صرف آپ کو صدر مقام پر بٹھایا بلکہ خود بھی مؤدبانہ آپ کے سامنے بیٹھ کر حاجات اور ضروریات کے متعلق دریافت کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ میری سب سے اہم حاجت وضرورت یہ ہے کہ آئندہ پھر کبھی مجھے دربار میں طلب نہ کیا جائے تا کہ میری عبادت وریاضت میں خلل واقع نہ ہو۔ چنانچہ منصور نے وعدہ کر کے عزت اور احترام کے ساتھ آپ کو رخصت کیا، لیکن آپ کے دبدبے کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ لرزہ براندام ہو کہ مکمل تین شب وروز بے ہوش رہا۔۔۔

اور جب خلیفہ سے اس کا حال دریافت کیا تو اُس نے بتایا کہ جس وقت امام جعفر صادق میرے پاس تشریف لائے تو اُن کے ساتھ اتنا بڑا اژدہا تھا جو اپنے جبڑوں کے درمیان پورے چبوترے کو گھیرے میں لے سکتا تھا اور وہ اپنی زبان میں مجھ سے کہہ رہا تھا کہ اگر تو نے ذرا سی گستاخی کی تو تجھ کو چبوترے سمیت نگل جاؤں گا۔ چنانچہ اُس کی دہشت مجھ پر طاری ہوگئی اور میں نے آپ سے معافی طلب کی۔(1)

---

(1) تذکرۃ الاولیاء، فرید الدین عطار، صفحہ ۸۔ ۷

یہ واقعہ امام ذہبی نے بھی ''سیر اعلام النبلاء،، میں اپنی سند کے ساتھ ذرا مختلف انداز میں نقل کیا ہے۔

جب آپ منصور کے دربار سے لوٹے تو ربیع وزیر نے کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے! میں آپ کے پاس حاضر ہوا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ منصور آپ کو قتل کرنے والا تھا پھر اُس کی طرف سے جو ہوا وہ میں نے دیکھا، میں نے دیکھا کہ جب آپ اندر تشریف لائے تو کچھ پڑھنے کی وجہ سے آپ کے ہونٹ ہل رہے تھے، فرمایا: میں کہہ رہا تھا:

اَللّٰهُمَّ احْرُسْنِیْ بِعَيْنِكَ الَّتِی لَا تَنَامُ ,وَاكْنُفْنِیْ بِرُكْنِكَ الَّذِی لَا يُرَامُ , وَاحْفَظْنِیْ بِقُدْرَتِكَ عَلَیَّ، لَا تُهْلِكْنِی وَاَنْتَ رَجَائِیْ رَبِّ كَمْ مِنْ نِعْمَةٍ أَنْعَمْتَ بِهَا عَلَیَّ قَلَّ لَكَ عِنْدَهَا شُكْرِیْ، وَكَمْ مِنْ بَلِيَّةٍ أَبْلَيْتَنِیْ بِهَا قَلَّ لَكَ عِنْدَهَا صَبْرِیْ،

فَيَا مَنْ قَلَّ عِنْدَ نِعْمَتِهٖ شُكْرِیْ فَلَمْ يَحْرِمْنِی ، وَيَا مَنْ قَلَّ عِنْدَ بَلِيَّتِهٖ صَبْرِیْ فَلَمْ يَخْذِلْنِی ، وَيَا مَنْ رَآنِیْ عَلَى الْمَعَاصِیْ فَلَمْ يَفْضَحْنِی ، وَيَا ذَا النَّعْمَاءِ الَّتِیْ لَا تُحْصَى أَبَدًا ، وَيَا ذَا الْمَعْرُوْفِ الَّذِیْ لَا يَنْقَضِیْ أَبَدًا أَعِنِّیْ عَلٰى دِيْنِیْ بِدُنْيَا وَعَلٰى آخِرَتِیْ بِتَقْوٰى، وَاحْفَظْنِیْ فِيْمَا غِبْتُ عَنْهُ وَلَا تَكِلْنِی إِلٰى نَفْسِیْ فِيْمَا خَطَرْتُ،

يَا مَنْ لَا تَضُرُّهُ الذُّنُوْبُ وَلَا تَنْقُصُهُ الْمَغْفِرَةُ اغْفِرْ لِی مَا لَا يَضُرُّكَ وَأَعْطِنِیْ مَا لَا يَنْقُصُكَ يَا وَهَّابُ أَسْأَلُكَ فَرَجًا قَرِيْبًا وَ صَبْرًا جَمِيْلًا وَالْعَافِيَةَ مِنْ جَمِيْعِ الْبَلَايَا وَشُكْرِ الْعَافِيَةِ۔

پس یہ چیز ہے جو واقع ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے دشمن کے دل کی ناراضی کو محبت میں اور دُوری کو نزدیکی میں بدل دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم اور اپنے اولیاء کے ساتھ عنایت اور لطف ہے پس پاک ہے وہ جو دلوں کو جیسے چاہے پھیرتا ہے۔

علمائے کرام کا خراجِ تحسین:

تیرے لیے اتنا کافی ہے کہ سوائے امام بخاری کے کتب ستہ کی ایک جماعت نے آپ کی روایات لی ہیں پس امام بخاری نے اپنی ''صحیح،، میں آپ سے کوئی روایت نہیں لی لیکن اپنی باقی کتب میں روایات درج کی ہیں۔

اسی لیے ابن حجر نے ''تقریب،، میں کہا: (امام جعفر صادق) صدوق فقیہ امام ہیں علمائے حدیث ونقد نے آپ کی مدح بیان کی ہے، آپ کو مناسب اوصاف سے متصف کیا ہے۔

پس ابو حاتم رازی نے کہا: آپ ثقہ ہیں آپ جیسی شخصیت کے متعلق سوال نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ ''الجرح،، (۲:۴۸۷) میں ہے۔

اور امام شافعی اور ابن معین وغیرہما نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے۔

ابن حبان نے کہا: آپ سادات اہل بیت، اتباع تابعین کے عابدین اور اہل مدینہ کے علما میں سے ہیں۔

شیخ ابن تیمیہ نے ''المنهاج،، (۲:۲۴۵) میں کہا: بیشک جعفر بن محمد رحمہ اللہ باتفاق اہل سنت ائمہ دین سے ہیں۔ اس پر ایک اور مقام (۴:۱۱۰۔۱۰۸) پر نص کی۔

فأهل السنة مقرون بإمامة هؤلاء فيما دلت الشريعة على الائتمام بهم فيه۔

امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمہ اللہ تعالیٰ سے جب سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے جعفر بن محمد سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا جب منصور نے انہیں شہر حیرہ میں آنے کی ترغیب دی تو میری طرف پیغام بھیجا کہ اے ابو حنیفہ! بیشک لوگ جعفر بن محمد کی وجہ سے آزمائش میں پڑے ہوئے ہیں تو اُن کے لیے مشکل مسائل لا (تا کہ اُن سے پوچھے

جائیں) میں نے اُن کے لیے چالیس سوال تیار کیے۔

پھر میں ابوجعفر کے پاس گیا، امام جعفر بن محمد رحمہ اللہ اُس کے دائیں جانب بیٹھے تھے۔ جب میں نے اُن دونوں کی طرف دیکھا تو حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی اِتنی ہیبت مجھ پر طاری ہوئی اُتنی ہیبت ابوجعفر منصور کی طاری نہیں ہوئی۔ میں نے سلام کیا اُس نے مجھے اجازت دی میں بیٹھ گیا۔

پھر ابوجعفر منصور امام جعفر کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے ابوعبداللہ! آپ انہیں پہچانتے ہیں؟ امام صاحب نے فرمایا: جی ہاں، یہ ابوحنیفہ ہیں یہ ہمارے پاس آتے ہیں۔ پھر ابوجعفر منصور نے کہا: اے ابوحنیفہ! اپنے مسائل لاؤ ہم ابوعبداللہ سے پوچھتے ہیں تو میں سوال کرنے لگا، آپ ہر مسئلہ کے متعلق فرماتے تھے کہ تم اس میں ایسا ایسا کہتے ہو، اہل مدینہ ایسا ایسا کہتے ہیں اور ہم ایسا ایسا کہتے ہیں، پس بسا اوقات یہ ہماری اتباع کرتے ہیں، کبھی مدینہ والوں کی پیروی کرتے ہیں اور کبھی ہم سب کی مخالفت کرتے ہیں یہاں تک کہ میں نے چالیس مسائل پیش کر دیئے اور کسی ایک مسئلہ کا جواب بھی کم نہیں پایا۔

پھر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا ہم نے یہ بیان نہیں کیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ علم والا وہ ہے جو لوگوں کے اختلاف کا سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

ائمہ کرام کی طرف سے یہ بہت کم مدح پیش کی گئی ہے۔ (اتنے پر ہی اکتفاء کیا ہے)

شیخین کریمین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق آپ کا موقف:

آپ نے فرمایا: میں نے اہل بیت میں سے نہیں دیکھا جو ان ہر دو حضرت صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے محبت نہ رکھتا ہو۔

امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں وزیروں (شیخین رضی اللہ عنہما)

سے محبت اور اُن کی تعظیم کرنے والے تھے، جو شخص اُن شیخین سے بغض رکھتا آپ اُس شخص سے بغض رکھتے تھے اسی لیے آپ رافضیوں سے بغض رکھتے تھے اور اپنے جد امجد حضرت ابو بکر صدیق اور اُن کے ساتھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے متعلق رافضیوں کے موقف کی وجہ سے اُن سے نفرت کرتے تھے۔

عبد الجبار بن عباس ہمدانی نے کہا: حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ اُن کے پاس تشریف لائے جس وقت وہ مدینہ منورہ سے کوچ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا: بیشک تم ان شاء اللہ اپنے شہر کے صالحین سے ہو، تم میری طرف سے انہیں یہ پیغام پہنچا دو: جس نے یہ گمان کیا کہ میں معصوم امام ہوں اور میری اطاعت فرض ہے پس میں اُس سے بری ہوں اور جس نے یہ گمان (بد) کیا کہ میں سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے بری ہوں تو میں ایسا (کہنے والے) شخص سے بھی بری اور بیزار ہوں۔

ابن ابی عمر عدنی امام جعفر بن محمد صادق سے وہ اپنے والد حضرت امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک عہد میں آل ابوبکر کو آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا اور پکارا جاتا تھا۔

زہیر بن معاویہ نے کہا: میرے والد نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے کہا: میرا ایک پڑوسی یہ گمان رکھتا ہے کہ آپ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے بیزار ہیں۔ حضرت جعفر نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تیرے اُس پڑوسی سے نجات دے اللہ کی قسم! میں ضرور اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قرابت کی وجہ سے مجھے نفع دے گا۔

محمد بن فضیل، سالم بن ابو حفصہ (۱) سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت

(۱) ابو یونس عجلی کوفی حدیث میں صدوق ہے لیکن غالی شیعہ ہے اس پر ابن حجر نے ''التقریب،، میں نص فرمائی ہے، ذہبی نے ''تاریخ الاسلام،، (۶:۲۶) میں اس خبر کے بارے میں کہا: ---

ابو جعفر اور اُن کے صاحبزادے حضرت جعفر سے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: اے سالم! اُن دونوں سے محبت رکھ اور اُن دونوں کے دشمن سے بیزار ہو، بیشک یہ دونوں ہدایت کے امام ہیں۔ پھر حضرت جعفر نے (اپنے والد ماجد کی موجودگی میں) فرمایا: اے سالم! کیا کوئی شخص اپنے جد (دادا یا نانا) کو گالی دیتا ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تو میرے جد ہیں۔ اگر میں ان دونوں سے محبت نہ رکھوں اور ان کے دشمن سے بیزار اور بری نہ ہوں تو مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔

امام صادق کی طرف سے یہ قول اپنے والد ماجد حضرت امام محمد بن علی باقر کے موجودگی میں تھا اور انھوں نے اس کا انکار نہیں کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حفص بن غیاث، امام صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کے ثقہ شاگرد ہیں انھوں نے کہا کہ میں نے جعفر بن محمد کو یہ کہتے ہوئے سنا: میں اگر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے شفاعت کی اُمید رکھتا ہوں تو اسی طرح سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بھی شفاعت کی اُمید رکھتا ہوں بیشک اُن سے میرا دہرا رشتہ اور تعلق ہے۔

آپ کے ایک ثقہ اور پختہ شاگرد عمرو بن قیس مُلائی نے روایت کیا کہ میں نے جعفر ابن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اُس شخص سے بری اور بیزار ہے جو سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے بیزار ہے (اور اُن کی شان میں بے ادبی کرتا ہے)

---اس کی اسناد صحیح ہے۔ اور سالم اور ابن فضیل دونوں شیعہ ہیں، اور یہ خبر خلفائے راشدین کے متعلق اہل بیت اطہار کا موقف ظاہر کرتی ہے، جو اقوال اس کے مخالف اُن ائمہ کی طرف منسوب ہیں وہ اُن اہل بیت پر محض افتراء ہے۔

یہ نص اپنی اسناد اور متن کی جہت سے رافضیوں کو ذلیل کرتی ہے، پس وہی اس کے راوی ہیں اور یہ اُن کے پانچویں اور چھٹے امام کا قول ہے۔

پس امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ نصوص آپ کی شیخین سے محبت میں اور اس چیز کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنے میں صریح اور واضح ہیں نیز یہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جو اُن سے بغض رکھے امام صاحب ایسے (بد بخت) شخص سے بغض رکھتے ہیں اور جو اُن سے بیزار ہے آپ بھی اُس سے بری اور بیزار ہیں، یا یہ کہ (معاذ اللہ) آپ نے خود معصوم ہونے کا دعویٰ کیا ہے جیسے آپ نے اللہ سے دعا کی کہ وہ ایسے شخص سے بری ہو جو اُن شیخین سے بری اور بیزار ہے۔

یہ چیز اُن لوگوں کے ایک عظیم اُصول کو منہدم کرتی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں وزیروں کے متعلق (غلط) اعتقاد رکھتے ہیں یہیں سے آپ کے جد امجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باقی جمہور صحابہ کرام کے متعلق بھی معلوم ہو گیا (کہ اُن کی عظمت وشان بھی بڑی بلند ہے)

نیز آپ نے اُن دونوں کے لیے جنتی ہونے کی گواہی دی اور یہ بد بخت اُن شیخین کے خلاف (معاذ اللہ) جہنمی ہونے کی گواہی دیتے ہیں اور یہ کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

دار قطنی نے حنان بن سدیر تک اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے سنا، اُن سے سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا: تو مجھ سے اُن دو مردوں کے متعلق پوچھتا ہے جنھوں نے جنتی پھل کھائے ہیں۔ یعنی اُن کی روحیں جنت میں ہیں صبح وشام گھومتی ہیں جیسے چاہتی ہیں، اس کے پیچھے کوئی شے نہیں سوائے محض تقیہ کے اور وہ محض نفاق ہے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

تفضیل شیخین کی حضرت جناب مرتضوی اور جملہ اہل بیت وصحابہ وتمام امت پر حق ہے جو اس کا منکر ہے وہ گمراہ ہے اور مراد تفضیل سے اکرمیت عند اللہ وزیادت تقرب باطن و کثرت ثواب اُخروی میں ہے نہ صرف اُمور دنیویہ مثل منصب خلافت وحکومت کے۔

(رد الروافض، مکتوب گرامی حضرت تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر محب رسول قادری بدایونی، ص ۱۱۴)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نظر میں

ایک شخص نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا چاندی کا قبضہ تلوار میں ڈالنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا: جائز ہے کیونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ڈالی تھی۔ اس نے کہا: کہ آپ اُن کو صدیق فرمار ہے ہیں؟ آپ غصہ میں آگئے اور تین بار فرمایا: کہ ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، جو شخص اُن کو صدیق نہ کہے دین و دنیا میں خدا اُس کو سچا نہ کرے گا۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم پر والی ہوئے اس شان سے کہ مخلوق الٰہی میں سب سے بہتر تھے ہم پر زیادہ مہربان اور سب سے زیادہ خوش۔

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف منسوب کچھ جھوٹی کتب

آپ کی طرف کچھ کتابیں منسوب ہیں جو کہ حقیقت میں آپ کی نہیں ہیں:

(1) رسائل اخوان الصفاء، یہ کتاب آپ نے تالیف نہیں بلکہ تیسرے قرن میں بنی بویہ کی دور میں لکھی گئی۔

(2) کتاب الجفر، یہ کتاب حوادث اور مستقبل کا علم غیب بتاتی ہے۔(۱)

---

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمہ المنان علم جفر کے متعلق فرماتے ہیں:

یہ علم علوم انبیائے علیہم التحیۃ والسلام سے ہے جو ان نفوس قدسیہ سے نقل ہوتا ہوا امیر المؤمنین مولی المسلمین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تک آیا، یعنی اس علم خاص میں آپ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث و جانشیں ہیں، پھر آپ سے ائمہ اہل بیت اطہار میں نقل ہوتا رہا، خاص طور پر سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اس فن میں سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعلیمات کو قلم بند فرمایا اور ایک کتاب تصنیف کی۔

ایک جگہ لکھتے ہیں:

---

(3) کتاب علم البطاقة

(4) کتاب الهفت

(5) کتاب اختلاج الاعضاء، اور یہ حرکات سفلیہ ہیں۔

(6) کتاب الجد اول یا جدول الہلال، یہ کتاب مشہور کذاب عبداللہ بن معاویہ نے آپ کی منسوب کی ہے۔

(7) احکام الرعود والبروق، افلاک کی حرکات اور جو عالم میں ہوگا۔

(8) منافع القرآن

(9) قراءة القرآن فی المنام

(10) تفسیر القرآن، صاحب حقائق التفسیر ابوعبدالرحمن سلمی صوفی نے اس میں

--- غرض جفر سے جواب جو کچھ نکلے گا ضرور حق ہوگا کہ علم اولیائے کرام کا ہے، اہل بیت عظام کا ہے، امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ہے۔

علم جفر پر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی یہ چند کتابیں ہیں:

(۱) مجتلی العروس و مراد النفوس (تاریخ وقواعد)

(۲) اطائب الاکسیر فی علم التکسیر

(۳) سفر السفر عن الجفر بالجفر

ملفوظات اعلیٰ حضرت، مؤلف مفتی اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان رحمہ اللہ، صفحہ ۲۱۰ تا ۲۱۴

پیش لفظ ''مجتلی العروس،، علامہ محمد حنیف خان رضوی بریلوی مدظلہ العالی، صدر المدرسین جامعہ نوری رضویہ بریلی شریف

اس حوالے کی روشنی میں محقق کا ''کتاب الجفر،، کو امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف غلط منسوب سمجھنا درست نہیں ہے۔ باقی کتب پر بھی تحقیق ہوسکتی ہے۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے کثیر حصہ نقل کیا ہے اور یہ جھوٹ ہے۔

(11) الکلام علی الحوادث اس کا موضوع کتاب الجفر ہے۔

(12) تفسیر قراءۃ السورۃ فی المنام

(13) قوس قزح اور یہ قوس اللہ کہلاتی ہے۔

اگرچہ یہ کتابیں مکتبات میں متفرق مخطوطات کی شکلوں میں موجود جیسا کہ انھیں بروکلمان اور سزکین نے جمع کیا ہے لیکن بندہ ان کے جھوٹ کے اعتقاد سے بے پرواہ نہیں ہو سکتا۔ یہ امام جعفر رضی اللہ عنہ کی زبان پر لکھی گئیں اور آپ کی طرف منسوب کر دی گئیں۔ یہ کام آپ کی پیروی کرنے والوں اور غالی لوگوں نے کیا یا زنادقہ اور باطنیہ نے سرانجام دیا۔

اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ لائبریرین، مترجمین اور مکتبات کے مالکان کو اپنے مصنفین سے کتابوں کے انتساب کی تصدیق کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ وہ تو مترجمین (حالات زندگی لکھنے والوں) نے جو ذکر کر دیا یا جو مخطوطہ کی پیشانی پر پایا کہ یہ کتاب کسی شخص کی طرف منسوب ہے تو اُسی کی طرف نسبت کر دی اور بس۔ (۱)

نیز رافضہ امام صادق رضی اللہ عنہ کی کثرت مؤلفات پر دلیل پیش کرتے ہیں کہ ابو موسیٰ جابر بن حیان صوفی مشہور کیمیائی فلسفی (متوفی ۲۰۰ھ) نے انھیں جمع کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ فلسفی امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا اور اُن سے رسائل لکھے۔ ایک ہزار ورقوں میں اُن رسائل کی تعداد پانچ سو ہیں جیسا کہ ابن خلکان نے ذکر کیا ہے۔

---

(۱) مثلاً ایک کتاب مکتبہ الدولۃ برلن میں ابن قیم کی طرف منسوب ہے وہ ''الإعلام فی بیان أدیان العالم و فرق الإسلام''، ہے، اس غلط نسبت کا سبب یہ ہے کہ مخطوطہ کی پیشانی پر لکھا ہوا تھا کہ یہ عنوان ابن قیم کی طرف منسوب ہے حالانکہ حقیقت میں وہ ابو عبداللہ شہرستانی کی کتاب ''الملل والنحل''، ہے۔

یہ بڑے شک کا مقام ہے کیوں کہ اِس جابر پر اُس کے دین اور امانت کے سلسلے میں بڑی تہمت لگائی گئی ہے۔ نیز امام صادق (المتوفی ۱۴۸ھ) کی صحبت و مجالست بھی مشکوک ہے جبکہ اس جابر کی صحبت جعفر بن یحییٰ برمکی کے ساتھ مشہور و معروف تھی نہ کہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے ساتھ۔ یہ امام مدینہ میں رہتے تھے اور وہ جعفر بن یحییٰ بغداد میں تھا۔ نیز جابر کا اشتغال علوم طبیعیہ میں تھا شاید یہی چیز ہے جو اُس کے اور جعفر صادق رحمہ اللہ کے درمیان ربط کا فائدہ دیتی ہے جس کی وجہ سے علوم طبیعیہ ،فلک ، کیمیاء اور جداول میں اُن تالیفات اور آراء کو امام صاحب کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے۔

بہرحال ممکن نہیں ہے کہ ان رسائل کی نسبت کا اعتقاد امام صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف رکھا جائے۔ دیکھیں: الاعلام زرکلی (۲: ۱۰۴۔ ۱۰۳)

اور اگر نسبت صحیح ہے تو اُن کے بیٹوں اور شاگردوں نے اُن سے یہ علوم و رسائل حاصل کیے ہوں گے اور اس طرح یہ پھیل گئے۔ اسی طرح دوسری صدی کے شروع میں تصنیف کی اس مقدار کو حاصل کرنے کے بعد اس سلسلہ نسب میں بہت سی باتیں شک پیدا کرتی ہیں۔

مصادر و مراجع ترجمہ

تهذيب الكمال للمزی ص202

تهذيب التهذيب لابن حجر (105-103/2)

تقريب التهذيب لابن حجر رقم950

التاريخ الكبير للامام البخاری (198/2)

التاريخ الصغير للامام البخاری (91/2)

تاريخ خليفة بن خياط ص.424

طبقات خليفة بن خياط ص269

تاريخ ابن جرير الطبری فی حوادث سنة 145ھ

تاريخ ابن كثير-البداية والنهاية (108/10)

تذكرة الحفاظ للذهبی (166/1)

تذهيب التهذيب للذهبی. عند اسمه جعفر بن محمد

خلاصة التذهيب للزركشی 63

الجمع بين كتابی الكلاباذی و الاصبهانی فی رجال البخاری و مسلم.

حلية الاولياء لابی نعيم (206-192/3)

الجرح والتعديل لابن ابی حاتم (487/2)

تاریخ الاسلام للذهبی (45/6)

صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی (94/2)

تاریخ التراث العربی لسزکین (273-267/3)

طبقات الحفاظ للسیوطی ص79

شذرات الذھب لابن العماد الحنبلی (20/1)

الکامل فی التاریخ لابن الاثیر حوادث سنۃ 145ھ

الکامل لابن عدی (134-131/2)

مشاہیر علماء الامصار لابن حبان 127

وفیات الاعیان لابن خلکان (328-327/1)

سیر اعلام النبلاء للذہبی (270-255/6)

طبقات القراء لابن الجزری (196/1)

دول الاسلام للذہبی (102/1)

طبقات علماء الحدیث لابن عبدالہادی رقم 152

الثقات للعجلی ص98

فرق الشیعۃ للنوبختی ص55-66

المعارف لابن قتیبۃ ص87 و110

الاعلام للزرکلی (126/1)

معجم المؤلفین لکحالۃ (495/1)

میزان الاعتدال للذہبی (415-414/1)

و مواضع من منہاج السنة النبوية و مجموع الفتاوی و رد بعضہا
خلال الترجمة

الانساب للسمعانی (8/8)

اللباب فی تہذیب الانساب لابن الاثیر (299/2)

العبر فی خبر من غبر للذہبی (209/1)

الامام الصادق: حیاتہ و عصرہ و آراؤہ و فقہہ لمحمد ابی زہرۃ. و ہو
اوسع الدرسات المعاصرۃ

جعفر بن محمد الصادق-لعبد العزیز الاہل

بروکلمان (181/1)

دراسة المخطوطة

(1) مخطوطہ کا عنوان

(2) سیدنا جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کی طرف مناظرہ کی نسبت

(3) خطی نسخوں کا وصف

(4) مخطوطہ پر موجودہ سماعات اور قراءات

(5) دو اصلی مخطوطوں کے نمونے

(6) مخطوطوں کی اسناد:

سند النسخة الظاهرية

سند النسخة التركية

مخطوطہ کا عنوان (ٹائٹل):

اس مخطوطہ کے تین عنوان ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) مخطوطہ ترکیہ کی پیشانی (ٹائٹل) پر ہے:

جعفر بن محمد صادق رضی اللہ عنہ کا یہ مناظرہ ایک رافضی کے ساتھ ہے۔

اور اسی طرح اس کے آخر سماع میں آیا ہے۔

(۲) نسخہ ظاہر یہ پر ہے:

صادق ابوعبداللہ جعفر بن محمد بن علی بن حسین ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے مناظرے کا ذکر جو سیدنا ابوبکر اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کے درمیان تفضیل کے مسئلے پر ایک شیعہ کے ساتھ ہوا۔

(۳) تاریخ التراث العربي کے آثار صادق کے اسماء کی فہرست میں اس طرح ہے:

سیدنا ابوبکر اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کے درمیان تفضیل میں جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا مناظرہ۔

مناظرہ کے مشتملات کی طرف دیکھتے ہوئے اور عنوان رسالہ کے اختصار کی مناسبت سے میں نے اس عنوان کا انتخاب کیا۔

"مناظرة جعفر بن محمد الصادق مع الرافضي في التفضيل بين أبي بكر وعلي رضي الله عنهما"

کیونکہ یہ عناوین (ٹائٹل) یہاں تک کہ جو عنوان مخطوطات پر ہیں ان مخطوطات والوں کی طرف سے اجتہادی طور پر وضع کیے گئے ہیں یہ عنوان امام صادق رحمہ اللہ نے نہیں دیا

سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف مناظرہ کی نسبت:

یہ قضیہ (اور معاملہ) تحقیق کے اہم مسائل سے ہے اسی غرض سے میں کہتا ہوں:

زیادہ مناسب (اور قرین قیاس) بات یہ ہے کہ جن دو بندوں نے مناظرہ کو حضرت جعفر صادق کی طرف منسوب کیا ہے وہ یہ ہیں: بروکلمان نے ''تاریخ الادب العربی،، میں اور د۔فؤادسزکین نے ''تاریخ التراث العربی،، میں۔انھوں نے بروکلمان کے اوہام اور غلطی کو بیان کیا ہے جیسا کہ (۳:۱۷۲) میں ہے اُس نے اس مناظرہ کو امام صادق کے آثار سے نمبر ۱۲ کے تحت شمار کیا ہے۔

اور کہا: ابوالقاسم عبدالرحمن بن محمد انصاری بخاری نے اس کی تہذیب کی،

میں کہتا ہوں: یہ درست نہیں ہے کیوں کہ ابوالقاسم انصاری نے اس کی تہذیب نہیں کی بلکہ انھوں نے اِسے اِس کی اسناد کے ساتھ روایت کیا جیسا کہ آپ مناظرہ کی اسانید میں دیکھ رہے ہیں۔

ایک اور جہت سے مناظرہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ اسانید ہیں جو دونوں مخطوطوں کی پیشانی (ٹائٹل) پر اور اس کے شروع میں درج ہیں اور تیسری اسناد جونسخہ ظاہریہ کے آخری ورق پر ہے اور وہ اس سے پہلے والی اسناد مذکور کے لیے متابع ہے۔

تیسری جہت: وہ مخطوطہ کے اول اور آخر پر سماعات اور قراءات مقیدہ ہیں جونو سماعات سے زائد ہیں، ان پر کبار ائمہ اور حفاظ مسندین کی طرف سے اجازات ہیں۔اُن میں سب سے زیادہ مشہور اور جس پر سماعات کا دارمدار ہے وہ ''المختارہ،، کے مؤلف حافظ ضیاء

الدین محمد بن عبدالواحد مقدسی کی اسانید سے ایک ادنی سند ہے اور تجھے یہی کافی ہے۔

نیز نسخہ ترکیہ کا کاتب علما سے ہے، نسخہ ظاہریہ کو اس کے اصل ماخذ سے نقل کرنے، اس کا معارضہ و مقابلہ کرنے، اس کے حاشیہ میں اختلاف (وفرق) اور تصیح کے نقطہ نظر سے خیال رکھتے ہیں۔

یہ شواہد اور قرائن اس بات پر دلالت اور اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اس کا تعلق غالباً آپ ہی کی طرف ہے۔ جیسا کہ ان دلائل و قرائن نے اس حفاظت اور اس مناظرے کے ضبط کی طرف اشارہ کیا ہے جو اُن علما کی طرف سے ہے۔

یہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے طریقہ کار اور اُن کے جد امجد حضرت ابو بکر ﷺ کے عقیدہ کے لیے کوئی اجنبی بات نہیں ہے۔ اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق ﷺ کو سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ پر فضیلت دی جاتی ہے۔ پس یہی بات عام اور تمام علما کے نزدیک مقرر اور طے شدہ ہے، اس پر اُن کا اجماع منعقد ہے، ہر موقع پر اہل بیت اطہار کی زبانیں جس بات کی عادی ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے۔

جہاں تک مناظرہ (و بحث) پیش کرنے میں اختصار کی نوعیت اور بعض اوقات جواب سے انحراف کا تعلق ہے، تو یہ استدلال اور مناظرہ کے طریقوں میں ایک فطری امر ہے، اور یہ واضح اور ظاہر ہے۔

خطی نسخوں کا وصف وتعارف:

حضرت جعفر صادق ﷺ اور رافضی کے درمیان مناظرے کے دو نفیس نسخے ہیں:

(۱) نسخہ ترکیا، استنبول کی شہید علی پاشا لائبریری میں ایک مجموع کے ضمن میں جس کا نمبر (۲۷۶۴) ہے جو عقیدہ اور علم حدیث میں متعدد رسائل پر مشتمل ہے۔ یہ گیارھواں

رسالہ صفحہ ۱۵۲ تا ۱۵۷ پر ہے۔

یہ رسالہ دس صفحات پر مشتمل ہے، ہر صفحہ میں ۱۴ سطریں ہیں اور ہر سطر میں اوسطاً ۱۵ کلمات ہیں۔

مکمل مجموعہ شیخ یوسف بن محمد بن یوسف ہکاری کے قلم سے لکھا ہوا ہے، انھوں نے اسے ۶۶۹ ہجری میں لکھا، ہمارے اس رسالے میں اُسی پر اعتماد اور بھروسہ کیا گیا ہے۔

انھوں نے اسے قلم نسخی کے ساتھ لکھا ہے، بعض کلمات میں حرکات (تشدید، رفع اور مدوغیرہ) لکھے گئے ہیں جو کلمہ کے نطق کو واضح کرتے ہیں۔

انھوں نے صلی اللہ علیہ وسلم کو اختصار کے طریقہ پر (صلعم) لکھا ہے میں نے اسے مکمل طور پر لکھا ہے جیسا کہ مروج ہے۔

اور رسالہ کا عنوان اس طرح لکھا ہے:

''ھذہ مناظرۃ جعفر بن محمد الصادق رضی اللہ عنہ مع الرافضی''

چوڑی قلم کے ساتھ حرکات کا ضبط کیا ہے اور لفظ محمد کے تحت بقیہ نسب لکھا ہے اور اُس میں ہے: ابن علی بن الحسین بن علی بن أبی طالب، جیسا کہ آپ اسے دِراسہ کے ساتھ منسلک نمونہ میں دیکھ رہے ہیں۔

نسخہ کے آخر میں ناسخ کا نام، نسخ کا سن، اپنے لیے، اپنے والدین اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا بھی لکھی ہے۔ ناسخ کے حالات مخطوطہ کے آخر میں آئیں گے ان شاءاللہ تعالیٰ۔

اور اس میں اپنی جماعت کے ایک عالم سے اُسی سال اس مناظرہ کی قراءت ہے جس سال یہ مناظرہ لکھا گیا، اور یہ کہ قراءت فقط ایک مجلس میں ہے۔ اس کی تاریخ ۱۲-۱۰-۶۶۹ ہجری ہے۔

نیز کچھ دوسرے رسائل ہیں جن میں صرف پڑھنے کے دن کی تاریخ میں فرق ہے
اور یہ ترکی نسخہ ہے جس پر مناظرہ میں اعتماد کیا گیا ہے کیوں کہ وہی پہلا ہے پھر اس کے بعد مخطوطہ ظاہریہ آیا۔

(۲) نسخہ ظاہریہ، یہ مجموعہ نمبر ۱۱۱ کے ضمن میں آیا ہے، یہ اُس مجموعہ کا انیسواں رسالہ ہے۔(۲۲۷ تا ۲۳۵) نو اوراق میں ہے، اور یہ ظاہریہ کے مدرسہ عمریہ میں ہے دارالکتب ظاہریہ میں مخطوط کا نمبر ۳۸۴۷ عام ہے۔

اس نسخے کے لکھنے کی تاریخ مجہول ہے مگر یہ کہ اس پر سماع مقدم ہے جس کی تاریخ سنہ ۵۸۸ ہجری ربیع الآخر کے مہینے میں ہے۔ خط اور ورق قدیم ہیں، کیوں کہ روایت کا قلم سماعات کے قلموں سے مختلف ہے۔

یہ نسخہ قلم نسخی معتاد کے ساتھ لکھا ہوا ہے بعض کلمات معجم ہیں اور بعض اس طرح نہیں ہیں جیسا کہ بعض غلطیوں اور نقائص سے نسخہ کی تصحیح کی گئی ہے، اس کے آخر میں وضاحت کی گئی ہے کہ اصل پر مقابلہ ہے جو اس سے منقول ہے۔ اور اس کے آخر میں وضاحت کی گئی ہے کہ یہ اُس اصل کے مقابل ہے جس سے یہ منقول ہے۔

یہ نسخہ قابل اعتماد اور قابل بھروسہ ہے، یہ بات ناسخ کے قلم کے ضبط اور وضاحت سے ظاہر ہوتی ہے، نیز اس پر سماعات کی کثرت ہے جو نسخہ کے اول اور آخر میں لکھی ہوئی ہیں بلکہ یہ سماعات نسخہ کے آخر میں دو ورقوں میں ہیں۔ ان سماعات کی تعداد سماعاً و قراءۃ گیارہ ہے
نسخہ کا ہر ورق یا لوحہ دو صفحات پر مشتمل ہے پس اس کے صفحات کا مجموعہ ۱۸ ہے، ہر صفحہ میں ۱۷ سطریں ہیں ہر سطر میں اوسطاً ۱۱ الفاظ ہیں۔

اس نسخہ کا عنوان:

مناظرہ کا عنوان اس نسخہ کی پیشانی (ٹائٹل) پر اس طرح آیا ہے:

ذکر مناظرة الصادق أبي عبد الله جعفر

ابن محمد بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب رضي الله عنهم

لبعض الشيعة في التفضيل بين أبي بكر و علي رضي الله عنهما

صفحہ کے اوپر والے حصے میں، عنوان کی پہلی سطر کے وسط میں دائرہ میں مہر ہے جس کے درمیان لکھا ہوا ہے: دار الكتب الأهلية الظاهرية۔

اور اس کے نیچے چند سطریں ہیں:

وقف

الشيخ علي الموصلي (1) بسفح قاسيون (2)

اور اس کے درمیان یوسف بن عبد الہادی کی سماعات اور اجازات ہیں۔

---

(1) میں نے اُسے نہیں پایا، اور موصل عراق کے شمال میں ایک شہر ہے اس کے اکثر باشندے کرد ہیں اور اس شہر میں علما کی کثیر تعداد ہے۔

(2) قاسیون، دمشق میں ایک پہاڑ ہے جو جبل صالحیہ کہلاتا ہے یہاں حنبلی رہتے ہیں اس میں اُن کے کثیر مدارس ہیں۔ نعیمی نے اپنی کتاب ''الدارس فی تاریخ المدارس،، میں کثیر جگہوں پر اس کا ذکر اور تعارف کروایا ہے۔ بلکہ کئی علما نے اس کا تعارف کروایا ہے اُن میں احمد بن قاضی الجبل (۷۷۱ھ) ہیں اور وہ حافظ ابن رجب کے اور اپنے وقت کے حنبلیوں کے شیخ مذہب ہیں۔

مقصود یہ ہے کہ یہ پہاڑ اور (دامن کوہ) پہاڑ کا دامن اہل علم کا مسکن اور منزل تھا خصوصا حنبلیوں کا رحمہ اللہ الجمیع۔

مخطوطہ ظاہریہ کے کاتب کا نام:

مناظرہ کے آخر میں اس کا نام مقرر نہیں ہے۔ مخطوطہ کے اول میں آیا ہے کہ یہ شیخ علی موصلی پر موقوف ہے اور آخری دو ورقوں میں سماعات کے آخر میں یہ بات آئی ہے کہ اس پورے کا ناقل (باتفاق رائے) علی ابن مسعود موصلی ہے جیسا کہ انھوں نے اِسے پایا ہے۔

اور یہ دو احتمالات (وامکانات) فراہم کرتا ہے:

(۱) یہ کہ مناظرہ باوجود اس کے کہ اس کے اول و آخر میں سماعات ہیں، یہ اُس شیخ علی موصلی کے نسخ سے ہے۔

لیکن اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ مناظرہ کا قلم، مہر اور سماعات کے قلم کے علاوہ کوئی اور ہے جو ایک اور احتمال کو ترجیح دیتا ہے۔

(۲) یہ کہ یہ شخص علی بن مسعود موصلی نسخہ کا مالک ہے اُس نے اس نسخہ پر سماعات لکھے ہیں اور میری نظر میں یہ قابل ترجیح ہے (اس کا زیادہ امکان ہے) کیوں کہ موصلی کا قلم، یوسف بن عبدالہادی کے سماع اور اجازت کے قلم کے مشابہ ہے پس اس کا احتمال ہے کہ وہ موصلی کا معاصر (ہم زمانہ) ہو۔

اور یہ نسخہ ظاہریہ اُس وقت تک میرے پاس نہیں پہنچا جب تک کہ میں نے دوسرے ترکی نسخہ سے مناظرہ کی تحقیق (وتصدیق) نہیں کر لی۔ میں نے اسے طباعت کے لیے تیار کیا، لیکن میں نے اس پر دوبارہ نظر ڈالنا مناسب سمجھا تا کہ اس کا اصل کے ساتھ مقابلہ ہو سکے۔ اور بیشک اس کا فائدہ ہوا، مناظرہ کی توثیق اور اصل کی تحریر پر اللہ کا شکر ہے (مناظرہ کی توثیق) جو آپ اس کے حواشی میں دیکھ رہے ہیں۔

اور یہ پورا مجموعہ ۲۵۷ اوراق پر مشتمل ہے، خطوط مختلف ہیں، اُن میں سے بعض کے ناسخ (کاتب) مجہول ہیں اور بعض وہ رسائل واَوراق ہیں جن پر اس کے ناسخ کا نام ضیاء مقدسی (۶۴۳ھ)، حافظ عبدالغنی مقدسی (۶۰۱ھ) اور علی بن سالم عربانی حصینی (تاریخ ۶۵۰ھ) لکھا ہوا ہے۔ اس مجموعہ کے ہر صفحہ پر اوسطاً ۱۴ سے ۲۶ سطریں ہیں اور الفاظ ۸ سے ۱۴ ہیں۔

فائدہ کے لیے میں مجموعہ نمبر ۱۱۱ میں موجود رسائل ذکر کرتا ہوں(۱) جو مجموعہ اس مناظرہ پر مشتمل ہے، اس مجموعہ میں فنون وعظ اور حدیث (زیادہ تر علم حدیث ہی پر ہیں) تاریخ، تراجم اور قرآن کریم کے علوم میں ۲۲ رسائل ہیں، مجموعہ کے رسائل مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) کتاب التوکل علی اللہ عز و جل، ابن ابی الدنیا، (۱۔۱۵) ۱۵ اوراق میں، علی بن سالم عربانی حصینی سنہ ۶۵۰ھ کے خط سے۔

(۲) حدیث میں ایک جزء، ۳ اَوراق میں خط جمیل میں ورقہ (۱۶۔۱۸)

(۳) حدیث ابوالعباس محمد بن یعقوب اصم (۳۴۶ھ) ۱۶ اوراق میں (۲۰۔۳۵) صاحب العمدہ حافظ عبدالغنی مقدسی کے خط اور علی بن سالم عربانی کے سماع سے۔

(۴) الحربیات، اور یہ ابوالحسن حربی کی اپنے شیوخ سے احادیث ہیں روایت احمد نقور بزار (۴۷۰ھ) اور یہ اس کا دوسرا جزء ہے ۱۴ اوراق میں (۳۷۔۵۰)

(۵) ذکر ابن أبي الدنیا و حاله و ما وقع له عالیا، ابوموسیٰ مدینی (ت ۵۸۱ھ) ۱۲ اوراق میں (۵۳۔۶۴)

(۶) أمالي الحسن بن أحمد مخلدی (ت ۳۸۹ھ) ۱۱ اوراق میں (۶۶۔۷۶)

---

(۱) دیکھیں: فہرس مجامیع المدرسہ العمریہ ظاہریہ، ص ۶۰۲

اور یہ تین مجلسوں کے امالی ہیں۔

(۷) عمدة المفيد وعدة المستفيد في معرفة التجويد، ابوالحسن علی بن محمد ہمدانی سخاوی شافعی (ت ۶۴۳ھ) کی تصنیف ہے، ۴ اوراق میں ۱۶۴ اشعار پر مشتمل ہے (۸۳۔۸۴)

(۸) درة القاری للفرق بین الضاد والظاء، صاحب تفسیر المفتاح عزالدین عبدالرزاق رسعنی حنبلی (ت ۶۶۰ھ) دو ورقوں میں (۸۶۔۸۸) یہ ۱۳۱ اشعار میں نظم ہے۔

(۹) قطعة من صحيح ابن حبان (التقاسيم والأنواع) ۱۰ اوراق میں نوع ۷۰ اور ۷۱ پر مشتمل ہے (۸۳۔۹۴)

(۱۰) كتاب النصيحة، ضیاء مقدسی محمد بن عبدالواحد (ت ۶۴۳ھ) ۵ اوراق میں (۱۰۶۔۱۱۰)

(۱۱) حدیث ابن لال ہمدانی: احمد بن علی (ت ۳۹۸ھ) اپنے شیوخ سے ۱۰ اوراق میں (۱۱۴۔۱۲۳)

(۱۲) الفوائد الحسان المنتقاة الصحاح على شرط الشيخين، تخریج احمد بن محمد بردانی (ت ۴۹۸ھ) ۱۰ اوراق میں (۱۲۵۔۱۳۹) اور اس پر سنہ ۵۰۶ھ کا سماع ہے

(۱۳) الاحاديث والحكايات، ضیاء الدین مقدسی (ت ۶۴۳ھ) اور یہ اُن کے اپنے خط سے، ۲۵ اوراق میں (۱۴۔۱۵۵) اور (۱۶۶۔۱۷۸) دو جزوں میں (۱۳۔۱۴)

(۱۴) من حديث البغوي وابن صاعد وابن عبد الصمد المقدسي، روایۃ ابن زنبور محمد بن عمر (ت ۳۹۶ھ) ۳ اَوراق میں (۱۵۹۔۱۶۱)

(۱۵) الفوائد المنتقاة من أمالي النجاد أحمد بن سليمان (ت ۳۴۸ھ) ۷

اوراق میں (۱۸۲۔۱۸۸) سنہ ۵۶۴ھ میں عبدالعزیز بن ثابت خیاط کے خط سے۔

(۱۶) المذکر والتذکیر والذکر ، احمد بن عمرو بن ابو عاصم قاضی (ت ۲۸۷ھ) ۸ اَوراق میں (۱۹۰۔۱۹۷)

(۱۸) من الجماھر ،علی بن احمد بن فنون، ۴ اَوراق میں (۲۰۲۔۲۰۵)

(۱۹) سؤالات الدارقطنی فی الجرح والتعدیل ، ابوالحسن علی بن عمر سہمی (ت ۳۸۵ھ) ۱۱ اَوراق میں (۲۰۵۔۲۱۵)

(۲۰) البردۃللبوصیری (۶۹۶ھ) ۷ اَوراق میں (۲۱۹۔۲۲۵)

(۲۱) مناظرۃالصادق للرافضی ،اوروہ یہی آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

(۲۲) منتھی رغبات السامعین فی عوالی أحادیث التابعین، ابوموسیٰ مدینی (ت ۵۸۱ھ) ۲۲ اَوراق میں (۲۳۶۔۲۵۷) اور یہ اس کا پہلا جزء ہے۔اسے انھوں نے سنہ ۵۵۹ اور ۵۶۰ھ میں املاء کروایا۔

نمبر ۱۷ نہیں لکھا اس طرح یہ ۲۲ کی بجائے ۲۱ رسائل کی فہرست ہے۔(سعیدی)

نیز ''نسخہ ترکیہ،، کا مجموعہ جن رسائل پر مشتمل ہے میں مناسبت کی وجہ سے اُن کا ذکر کرتا ہوں، یہ مجموعہ استنبول شہید علی پاشالائبریری میں نمبر (۲۷۶۴) کے تحت محفوظ ہے جو ۱۸۹ اوراق میں ۱۶ رسائل پر مشتمل ہے۔نمونوں کے صفحہ میں آپ کو اس کے خط کی تصویر ملے گی۔اور مجموعہ سنہ ۶۲۹ھ میں شیخ یوسف بن محمد ہکاری کے خط سے ہے۔

اس مجموعہ میں مندرجہ ذیل رسائل ہیں:

(۱) کتاب الإعتقاد المروی عن الإمام أحمد فی أصول الدین، (۱)

---

(۱) ابن ابی یعلی کی ''طبقات الحنابلہ،، (۲:۲۹۱) میں حامد الفقی کا طبع ہے، ابن تیمیہ نے وضاحت کی ہے کہ یہ امام احمد کا اعتقاد نہیں ہے بلکہ یہ وہ چیز ہے جو ابوالفضل نے امام احمد کے ---

ابوالفضل عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی کی املاء ہے۔(۱۔۲۹)

(۲) مقدمة فی اعتقاد الإمام أحمد بن حنبل،
ابوعلی محمد بن احمد ہاشمی (۳۰۔۳۳)

(۳) معتقد الإمام أبی إبراهیم إسماعیل بن یحییٰ المزنی (۳۳۔۳۷)

(۴) جزء فیه أجوبة العالم الإمام أبی العباس أحمد بن عمر بن سریج فی أصول الدین۔(۳۷۔۴۱)

(۵) اعتقاد أهل السنة والجماعة، عدی بن مسافر شامی۔(۴۱۔۵۰)

(۶) جزء فیه امتحان السنی مع البدعی، اور یہ قرآن وسنت کے واضح دلائل کے ساتھ ۲۷ مسائل ہیں، شام میں مذہب حنابلہ کے ناشر، ابوالفرج عبدالواحد بن محمد شیرازی، (۵۱۔۷۰)

(۷) اس کا ایک اور نسخہ ہے، (۷۰۔۷۶)

(۸) فصل فی السنة من شرح السنة، للبغوی، (۷۶۔۸۲)

(۹) فصل فی بیان اعتقاد أهل الإیمان من کتاب الهدایة والإرشاد، ابراہیم بن احمد قرشی۔(۸۲۔۸۳)

---اعتقاد سے سمجھا اور اسے اپنے الفاظ میں ذکر کر دیا۔

دیکھیں اُن کا ''مجموع الفتاوی'' (۴:۱۶۸۔۱۶۶)۔ اور اس پر نص کی ہے کہ ابوالفضل اور رزق اللہ تمیمین کا اعتقاد، امام احمد کا اعتقاد نہیں ہے اگرچہ بیہقی وغیرہ نے اسے اُن سے جلدی سے لے لیا اور اسے امام احمد کے مناقب میں اُن کی طرف منسوب کر دیا۔

دیکھیں ابن تیمیہ کا کلام ''المجموع'' (۱۲:۳۶۷) اور (۶:۵۳)

(۱۰) کتاب فیه أصول الدین و منهاج الحق و سبیل الهدی و مصباح أهل السنة والجماعة، عبدالقادر جیلی رحمہ اللہ (۸۴-۱۳۹) اور یہ آپ کی کتاب "الغنیة لطالبی طریق الحق"، کا ایک جزء ہے۔

(۱۱) هدیة الأحیاء للأموات و ما یصل إلیهم من الثواب علی مر الأوقات۔ علی بن احمد قرشی، (۱۳۹-۱۵۲)

(۱۲) مناظرة جعفر الصادق مع الرافضی، اور اسی پر تحقیق ہے۔

(۱۳) امتحان الإمام أحمد، آپ سے قرآن کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا وہ مخلوق ہے یا منزل؟ ابراہیم بن احمد قرشی، (۱۵۷-۱۶۲) (۱)

(۱۴) استخراج علی القرشی لفضائل القرآن، اسانید محذوف ہیں۔ (۱۶۲-۱۶۴)

(۱۵) فصل فی إعراب القرآن و فصول فی العقیدة والقرآن، (۱۶۴-۱۷۸)

(۱۶) تنزیه خال المؤمنین معاویة بن أبی سفیان من الظلم والفسق فی مطالبته بدم أمیر المؤمنین عثمان، قاضی ابویعلی حنبلی۔ (۱۷۸-۱۸۳)

---

(۱) یہ رسالہ زیر تحقیق ہے اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل میں آسانیاں پیدا فرمائے۔

مخطوطہ پر موجود سماعات اور قراءات:

مخطوطہ کے اول اور آخر میں متعدد سماعات، اجازات اور قراءات موجود ہیں وہ سب اس مناظرہ کی اہمیت اور علمائے کرام کی طرف سے واضح حفاظت پر دلالت کرتی ہیں۔

اُن توثیقات میں سے جو میں پڑھ سکا وہ یہ ہیں: الحمدللہ:

(۱) اس مناظرہ کو سُنا اُمہات اولادی (　　　) (۱) اُم حسن، جوہرہ ام عبداللہ، حلوہ ام جویریہ، غزال اُم عیسیٰ نے اور اس کا بعض حصہ شقر اللہ علی سقباون نے سنا۔

۱۴۔۵۔۸۸۹ھ کو جمعرات کے دن اس کی تصحیح کی، اجازت دی اور یوسف ابن عبدالہادی نے لکھا۔ (۲)

---

(۱) یہاں ایک کلمہ ہے جو میں پڑھ نہ سکا۔ دیکھیں نسخہ ظاہریہ کے نمونوں کے صفحہ اول پر۔

(۲) وہ شیخ جمال الدین یوسف بن حسن بن احمد بن عبدالہادی المعروف بابن المبرد صالحی حنبلی، اپنے وقت کے شیخ الحنابلہ، ولادت سنہ ۸۴۰ھ میں اور وفات ۱۶ محرم سنہ ۹۰۹ھ میں ہوئی۔ اور دمشق کے جبل قاسیون کے دامن میں مدفون ہیں۔

علمائے کرام کی ایک جماعت کی شاگردی اختیار کی اُن میں سے کچھ نام یہ ہیں:
علاء الدین مرداوی حنبلی، برہان ابن مفلح، ابن قندس تقی الدین، تقی الدین جراعی، ابن ناصر الدین، حافظ ابن حجر اور اُن کے شیخ حافظ عراقی کے کچھ اصحاب کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے۔

اُن کی تالیفات اور مختصرات چار سو سے زائد ہیں اُن کے زیادہ تر فنون تفسیر، حدیث اور فقہ ہیں اُن کے شاگرد ابن طولون نے ایک ضخیم جلد میں اُن کے حالات لکھے ہیں۔

دیکھیں: الکواکب السائرۃ (۱:۳۱۶)، والشذرات (۸:۴۳)، الضوء اللامع (۱۰:۳۰۸) الاعلام (۸:۲۲۶۔۲۲۵)،، مکتبہ ظاہریہ، دار الکتب مصریہ اور عراق کے مکتبۃ الاوقاف وغیرہ میں اُن کے کثیر مخطوطات ہیں۔

(۲) میں نے ان مذکورین کے لیے (اللہ تعالیٰ انہیں اپنی اطاعت کی توفیق دے) اُن تمام باتوں کی اجازت دی جن کی روایت کرنا میرے لیے جائز ہے اور وہ اصحاب حدیث کے نزدیک معتبر شرط پر ہیں۔

یوسف بن ہبۃ اللہ بن محمود بن طفیل دمشقی نے لکھا: (۱)

اور یہ ربیع الاول ۵۸۸ھ میں ہوا۔

حامداً الله و مصلياً على نبيه محمد و آله أجمعين۔

اور اس کے نیچے کسی اور قلم کے ساتھ اس طرح لکھا:

جعفر بن محمد علیہ السلام کا تمام مناظرہ سماعت کیا شیخ اصل معین الدین ابو یعقوب یوسف بن ہبۃ اللہ بن طفیل دمشقی پر، اللہ تعالیٰ اُن کی زندگی لمبی کرے۔

الشيخ الصالح أبو سعد بن أبي الكرم بن محمد بن علي بن موسى المصعي الفارسي الأباذهي غفر له۔

و عبد الله بن إبراهيم بن يوسف الأنصاري، اور اُن کا یہ خط قاہرہ کے رباط الصوفیہ میں ربیع الآخر سنہ ۵۸۸ھ میں ہے۔، و صلى الله على محمد و آله۔

اور اس کے نیچے تین سطروں میں پہلے مذکورہ اجازت والی قلم سے اس طرح لکھا:

اس کی تصحیح کی اور لکھا یوسف بن ہبۃ اللہ بن محمود بن طفیل (اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فقیر) نے۔ و ذلك في (۲) حامداً الله و مصلياً على نبيه و آله أجمعين۔

(۱) ذہبی نے السیر (۲۳: ۴۳) میں اپنے بیٹے کے لیے اُن کے حالات لکھے کہا:

الشيخ المسند الثقة أبو القاسم عبد الرحمن بن المحدث يوسف بن هبة الله بن محمود بن الطفيل الدمشقي ثم المصري، عرف بابن المكيس الصوفي۔

(۲) اس کے بعد ورق کی حد کے ساتھ سطر مکمل ہوگئی جیسا کہ تصویر میں ظاہر ہوتا ہے۔

(۳) مخطوط کے آخر میں اس طرح آیا ہے:

میں نے اصل کا مشاہدہ کیا کہ وہ اس نسخہ کے خلاف ہے جس کی مثال یہ ہے:

میرے بھتیجے فقیہ ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحیم بن عبدالواحد بن احمد مقدسی، عبدالرحیم بن علی بن احمد بن عبدالواحد بن احمد، علی بن حراج بن عثمان مقدسیان اور علی بن حسن بن داؤ د جزری نے اس تمام مناظرہ کی سماعت کی، جمادی الآخرہ سنہ ۶۳۳ ھ کے پہلے عشرے میں پیر کے دن۔

اسے محمد بن عبدالواحد بن احمد مقدسی نے لکھا۔(۱)

---

(۱) امام حافظ ضیاء الدین مقدسی جماعیلی دمشقی حنبلی، سنہ ۵۶۹ ھ میں جبل قاسیون میں آپ کی ولادت ہوئی، اور سنہ ۶۴۳ ھ میں وفات پائی۔ ''الاحادیث المختارۃ،، کے مؤلف ہیں، الموافقات فضائل الأعمال. کتاب الأحکام،، وغیرہ کثیر اجزاء آپ کی تصنیفات میں شامل ہیں۔

کبار علما کی ایک جماعت نے انھیں اجازت دی اُن میں: حافظ سلفی، ابن صیدلانی، صاحب عمدہ حافظ عبدالغنی مقدسی وغیرہم ہیں۔ آپ نے بغداد، ہمذان، اصفہان اور بلا دمشرق کا سفر کیا۔

ذہبی نے آپ کے متعلق کہا: حافظ ضیاء الدین نے اصول کثیرہ حاصل کیے، جرح وتعدیل سے کام لیا، احادیث کی تصحیح کی، علل بیان کیے، اور قید واہمال سے کام لیا، یہ سب کام دیانت، امانت، تقوی، حفاظت، ورع، تواضع، صدق، اخلاص اور صحت نقل کے ساتھ کیے۔

آپ اُن لوگوں میں سے تھے جن سے ابن نقطہ، ابن نجار اور آپ کے بھتیجوں نے روایت بیان کی۔ ومنهم المذکورون بالسماع أعلاه۔

السیر (۲۳:۱۲۶)، تذکرۃ الحفاظ (۴:۱۴۰۵)، الوافی بالوفیات (۴:۶۵)، ذیل طبقات الحنابلۃ (۲:۲۳۶) نمبر ۳۴۵، فوات الوفیات ابن شاکر (۳:۴۲۶)، الدارس للنعیمی (۲:۹۱) اور جو اس کے بعد ہے۔

والحمد للہ وحدہ، وصلی اللہ علی محمد وآلہ وسلم ----

(۴) میں نے یہ پورا جزء امام عالم ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد بن احمد مقدسی پر ۲۰-۱۲-۶۳۴ھ کو بدھ کے دن پڑھا۔

اور محمد بن عمر بن عبدالملک دمواری نے لکھا۔

(۵) یہ تمام جزء میرے الفاظ سے شیخ محمد بن صالح بن محمد البقعی ، (بغیر نقطوں کے)(۱) عمر بن ابوالفتح بن سعد دمشقی ، شاور بن عبداللہ بن محمد ، احمد بن عبدالرحمن بن ابوبکر مقدسیان اور طرخان بن نصر ابن طرخان حورانی نے سماعت کیا۔

اور لکھا: محمد بن عبدالواحد بن أحمد المقدسی ، والحمد للہ وحدہ. وصلی اللہ علی محمد وآلہ وسلم -

(۶) میں نے یہ پورا جزء اپنے شیخ امام حافظ ضابط ضیاء الدین ابوعبداللہ محمد بن عبدالواحد پر پڑھا، پس اسے میرے بھائی! موسیٰ نے سنا، اور اسحاق بن ابراہیم بن یحییٰ نے لکھا۔ اور یہ ۱۹-۳-۶۴۰ھ میں ہوا۔

والحمد للہ وحدہ، وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وسلم -

(۷) میں نے یہ پورا جزء شیخ امام حافظ بقیۃ المشائخ ضیاء الدین ابوعبداللہ محمد بن عبدالواحد پر پڑھا، (اللہ تعالیٰ اُن کی عمر دراز فرمائے) سنہ ۶۴۲ھ جمادی الآخرہ جمع کے دن

والحمد للہ وحدہ -

---

(۱) میں یہ لفظ نہیں جانتا کیوں کہ یہ سماعات میں غیر معجمہ (اعراب اور نقاط کے بغیر) وارد ہوا ہے اور بغیر اعراب اور نقطوں کے یہ لفظ متعدد احتمال رکھتا ہے اس لیے میں نے اسے ایسے ہی چھوڑ دیا۔ ان کے حالات میں اپنے پاس موجود مصادر میں کسی میں بھی مجھے کامیابی نہیں ملی۔

مناظرہ کے آخری صفحہ کے شروع میں لکھا، اور یہ ورق نمبر ۲۳۵ ہے:

و صلی الله علی سیدنا محمد و علی آله وسلم تسلیما. و حسبنا الله و نعم الوکیل. کتبه أبو بکر بن محمد بن طرخان. حامدا الله، و مصلیا علی رسوله و مسلما ۔ اسے اُس شخص سے نقل کیا جسے علی بن مسعود موصلی نے پایا۔ (۱)

(۸) میں نے اس مناظرہ کی اس کے معارض نسخہ سے شیخین امامین: عالم زاہد عابد شمس الدین ابو عبداللہ محمد (۲) بن عبدالرحیم بن عبدالواحد بن احمد بن عبدالرحمن مقدسی اور مقری زین الدین (۳) ابوبکر محمد بن طرخان بن ابوالحسن بن عبداللہ دمشقی پر قراءت کی۔

حافظ ضیاء الدین ابو عبداللہ محمد بن عبدالواحد بن احمد مقدسی پر اس کے سماع اور قراءت کے ساتھ۔ (۴)

کہا: ہمیں ابوالحسین عبدالحق بن عبدالخالق بن احمد بن عبدالقادر ابن یوسف (۵)

---

(۱) یہ وہی موصلی ہے جس نے مناظرہ کا یہ نسخہ وقف کیا جیسا کہ اس کے آغاز میں موجود ہے اور وہ یہاں سماعات کا ناقل ہے۔ اور تعارفِ نسخہ پر بات کرتے وقت دیکھیے کہ اس مخطوطہ کے لکھنے والے کے نام کا اس سے کیا تعلق ہے۔

(۲) وہ حافظ ضیاء الدین مقدسی کے بھتیجے ہیں، قراءت میں نمبر ۳ پر اس کی صراحت کی جیسا کہ گزر گیا۔

(۳) وہ صالح مرد ابوبکر بن محمد بن طرخان بن ابوالحسن دمشقی ثم صالحی ہیں، سنہ ۶۱۰ھ میں ولادت ہوئی۔ ابن الملاعب، موسیٰ بن عبدالقادر اور شیخ موفق ابن ابی لقمہ وغیرہم سے سماعت کی۔ کثیر احادیث روایت کیں، آپ بزرگ مشائخ سے تھے۔ جمادی الآخرہ سنہ ۶۷۹ھ میں وفات پائی۔ ذہبی کو اپنی مرویات کی اجازت دی۔ دیکھیں: معجم الشیوخ للذہبی، ترجمہ نمبر ۱۰۲۰ (۲:۱۵۴) میں۔

(۴) حافظ ضیاء الدین مقدسی کے قریب ہی حالات گزرے ہیں۔

(۵) وہ حافظ مسند ثقہ عبدالحق بن حافظ عبدالخالق بن احمد بن عبدالقادر ابن محمد بن یوسف، ---

نے خبر دی کہ قاضی محمد بن عبدالباقی بن محمد انصاری (۱) نے اپنی کتاب میں انہیں خبر دی کہ ابو اسحاق ابراہیم بن عمر بن احمد برمکی (۲) نے انھیں روایت میں اجازت دی،

---ابوالحسین بغدادی یوسفی، حدیث اور فضل والے گھر سے تعلق رکھتے ہیں۔ سنہ ۴۹۴ھ میں ولادت ہوئی اور سنہ ۵۷۵ھ میں وفات پائی۔

اپنے والد حافظ عبدالخالق، جعفر سراج، ابوالقاسم رُبعی اور محدثین کی ایک جماعت سے حدیث حاصل کی۔ آپ سے عبدالغنی مقدسی، ابن قدامہ موفق الدین اور ضیاء مقدسی نے روایت لی۔

آپ کے متعلق ابن جوزی نے کہا: آپ قرآن کے حافظ، متدین ثقہ تھے، ابوالفضل بن شافع، ابن الاخضر اور بہاء الدین عبدالرحمن نے آپ کی مدح سرائی کی اور ذکر کیا کہ سماع میں بہت سخت تھے۔

دیکھیں: السیر (۲۰:۵۵۲)، النجوم الزاہرۃ (۶:۸۶)، شذرات الذہب ابن العماد (۴:۲۵۱)، العبر (۴:۲۲۴)، دول الاسلام (۲:۸۸)

(۱) حافظ قاضی محمد بن عبدالباقی بن محمد انصاری، اپنے زمانے کے قابل اعتماد عالم فرضی عادل شخص تھے۔ سنہ ۴۴۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۵۳۵ھ میں وفات پائی۔ انھیں اُن کے باپ نے برمکی سے (حدیث) سماعت کروائی جس وقت ان کی عمر چار سال تھی۔ قاضی ابویعلی حنبلی، خطیب بغدادی اور خلق کثیر سے سماعت کی۔ اس طرح ان کے کثیر مشائخ ہیں جنھیں انہوں نے تین اجزاء میں درج کیا۔

بیس سال کی عمر میں اپنے شیخ خطیب بغدادی کی زندگی میں حدیث بیان کرنا شروع کی۔ اُس زمانے میں خطیب بغدادی کی طرف علو اسناد منتہی ہوتی تھی۔ اُن سے حافظ سلفی، سمعانی، ابن عساکر، ابن جوزی اور ابوموسیٰ مدینی وغیرہم نے روایت کیا۔

ابن جوزی نے اُن کے متعلق کہا: ثقہ سمجھ دار، ثبت، حجت، متفنن اور فرائض میں منفرد تھے۔ ابن نقطہ، سمعانی اور مدینی ابوموسیٰ نے اُن کی تعریف کی۔

اُن کے حالات کے لیے دیکھیں: السیر (۲۰:۲۸-۲۳)، ذیل طبقات الحنابلہ ابن رجب (۱:۱۹۸-۱۹۲)، لسان المیزان (۵:۲۴۱)، ذیل تاریخ بغداد، ص ۲۰ و ۲۱، المنتظم (۱۰:۹۲)

(۲) شیخ حافظ ابواسحاق ابراہیم بن عمر بن احمد برمکی بغدادی حنبلی سنہ ۳۶۱ھ میں ولادت ہوئی، ---

کہا: اجازۃً حدیث بیان کی ہم سے ابوالفتح یوسف بن عمر بن مسرور قواس نے ،(۱) انھوں نے کہا: حدیث بیان کی ہم سے ابوبکر بن صدیق مؤدب اصبہانی نے ،انھوں نے کہا: حدیث بیان کی ہم سے املاء ابوبکر احمد بن فضلان بن عباس بن راشد بن حماد مولیٰ محمد بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب نے ،کہا: حدیث بیان کی ہم سے بصرہ میں

---ابوبکر قطیعی سے "مسند امام احمد،، کی روایت لی، ابوالفتح ازدی موصلی حافظ اور ابن بطہ عکبری وغیرہم سے بھی روایت لی۔ سنہ ۴۴۵ھ میں وفات پائی۔

خطیب بغدادی، ہبۃ اللہ بن احمد طبری اور ان کے علاوہ ایک بڑی جماعت نے ان سے روایت لی۔ اُن کے متعلق خطیب نے کہا: برگی صدوق دین دار امام احمد کے مذہب کے فقیہ تھے۔ فتوی میں اُن کا ایک وسیع حلقہ تھا، ترویہ کے دن فوت ہوئے۔

اُن کے بارے میں ذہبی نے کہا: امام مفتی بقیۃ المسندین تھے۔

اُن کے حالات کے لیے دیکھیں: تاریخ بغداد (۶:۱۳۹)، طبقات الحنابلہ (۲:۱۹۰)، السیر (۱۷:۶۰۵)، الانساب سمعانی (۲:۱۶۸)، النجوم الزاہرہ (۵:۵۵)، المنتظم (۸:۱۵۸)

(۱) امام پیشوا ابوالفتح قواس بغدادی ، سنہ ۳۰۰ھ میں ولادت ہوئی اور سنہ ۳۸۵ھ میں وفات پائی۔

عبداللہ بن محمد بغوی، ابوبکر بن ابوداؤد، ابن صاعد اور اُن کے طبقہ سے روایت لی۔

اُن سے ابومحمد خلال اور ابوذر عبد ہروی نے حدیث حاصل کی۔

ان کے بارے میں خطیب نے کہا: قواس ثقہ زاہد اور صادق تھے، اُن کا اول سماع سنہ ۳۱۶ھ میں تھا۔ اُن کے تلمیذ ابوالحسن عتبی نے کہا: قواس مستجاب الدعوات تھے میں نے اس بات میں اُن جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ دارقطنی، ازہری اور سمسار علی نے اُن کی مدح کی۔

اُن کے حالات کے لیے دیکھیں: تاریخ بغداد (۱۴:۳۲۵)، الانساب (۱۰:۲۵۷)، السیر (۱۶:۴۷۴)، العبر (۳:۳۱)، الشذرات (۳:۱۱۹)

احمد بن عبدالعزیز جوہری نے ،(۱) انھوں نے کہا: حدیث بیان کی ہم سے علی بن محمد کندی نے ، انھوں نے کہا: حدیث بیان کی ہم سے علی بن محمد طنافسی نے ،(۲) انھوں نے کہا: حدیث بیان کی ہم سے خالد بن محمد قطوانی نے ،(۳) انھوں نے کہا: حدیث بیان کی ہم سے علی بن صالح نے ،(۴) انھوں نے کہا:

---

(۱) ابن العدیم (ت ۶۶۰ ھ) نے ''بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب،، میں احمد بن محمد بن یعقوب انطا کی کے حالات میں کہا: انھوں نے بصرہ میں احمد بن عبدالعزیز جوہری سے سماعت کی اور دمشق میں اُن سے حدیث روایت کی۔ اھ

(۲) ابوعبداللہ ذہبی نے ''السیر،،(۶:۲۵۹) میں ترجمۃ الصادق میں سنداً لکھا اور اُس میں ابوالحسین علی بن محمد طنافسی ہیں انھوں نے حنان بن سدیر سے روایت لی۔ اُن سے ابو یحییٰ جعفر بن محمد رازی زعفرانی نے روایت لی اور وہ ثقہ مفسر ہیں ، سنہ ۲۷۹ھ میں وفات پائی۔

(۳) سند میں اسی طرح آیا ہے اور میں نے اسم خالد کے ساتھ یہ نام نہیں پایا، بحث وتلاش کے بعد میرے نزدیک اس بات کو ترجیح ہے کہ یہ خالد بن مخلد ہے'' اور وہ ابن محمد۔ قطوانی۔ نہیں ہے اور شاید اس کے باپ کے نام میں غلطی ہے۔

اُن کے بارے میں ''تقریب،، میں کہا: خلاد بن مخلد قطوانی ، (قاف اور طاء کے زبر کے ساتھ) ابو ہیثم بجلی ولاء کی وجہ سے ہے، کوفی۔ دسویں طبقہ کے کبار راویوں میں سے صدوق شیعہ راوی ہے، اس سے متفرد احادیث مروی ہیں ، سنہ ۲۱۳ھ میں فوت ہوا۔ اور کہا گیا ہے کہ بعد میں وفات پائی۔

اُن سے شیخین نے ''صحیحین،، میں، ترمذی ، نسائی ، ابن ماجہ ، ابو داؤد نے مسند مالک میں روایت لی۔ اور وہ آنے والے شیخ علی بن صالح کے تلمیذ ہیں۔

(۴) علی بن صالح بن صالح بن حی ہمدانی ، ابومحمد کوفی حسن کا بھائی ، ساتویں طبقہ کا ثقہ عابد راوی ہے، سنہ ۱۵۱ھ میں وفات پائی اور یہ بھی کہا گیا کہ اس کے بعد وفات ہوئی۔

مسلم اور اربعہ نے اُن سے روایت لی۔

دیکھیں: تہذیب الکمال (۲۰: ۴۶۴)، نمبر ۴۰۸۴، جہاں اُن لوگوں کا شمار کیا ---

ایک رافضی شخص حضرت جعفر بن محمد صادق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اُس نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اے ابن رسول اللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں کون افضل ہے: پھر پورا مناظرہ ذکر کیا۔

سمع أبو بكر أحمد بن المسمع الأول، وأحضر بنت أخته خديجة بنت عبدالحميد بن محمد بن عسم في الثالثة، وأحمد بن المسمع الثاني، ومحمد بن الشيخ تقي الدين إبراهيم بن على الواسطي، ومحمد بن أحمد بن عبدالرحمن بن عياش السوادي الأصل-

اس کی تصحیح کی اور سنہ ۶۷۴ھ کو ربیع الآخر پیر کے دن دمشق قاسیون ظاہر کے دامن میں مدرسہ ضیائیہ(۱) میں لکھا۔

---جن سے اُن کے سابق الذکر تلمیذ خالد بن محمد قطوانی نے روایت کی۔

(۱) اسے حافظ امام ضیاء الدین مقدسی نے بنایا جن کے حالات گزر چکے، اور یہ شرقی جامع مظفری ہے، آپ نے اسے وقف کر دیا یہاں درس دیا تو اِسے آپ کی طرف منسوب کر دیا گیا، اس میں اپنا کتب خانہ اور مؤلفات وقف کر دیں۔ نیز آپ کے شاگرد اور بھتیجے محمد بن کمال عبدالرحیم بن عبدالواحد مقدسی (ت ۶۸۸ھ) نے بھی یہاں درس دیا، اُن کے حالات گزر گئے ہیں۔ نیز اس کے مشائخ ابوالعباس احمد بن عبداللہ سعدی (ت ۷۰۳ھ) اور فرضی فقیہ زین الدین عمر بن سعد اللہ حرانی (ت ۷۴۹ھ) نے بھی اس کا انتظام سنبھالا جو شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے شاگرد ہیں۔ وہاں اس مدرسہ کے لیے اوقاف تھے جو زیادہ تر دکانیں اور زمینیں تھیں، اس مدرسے کے رہائشیوں کے لیے بعض حصہ، گھروں اور دوسرے مقررہ مدارس کے اوقاف سے لیا جاتا ہے۔ مدرسہ کا عہدہ سنبھالنے والا آخری شخص شیخ مرداوی کا شاگرد شمس الدین الدین محمد قباقبی صالحی (ت ۸۲۶ھ) تھا۔

دیکھیں: "الدارس في تاريخ المدارس،، للنعیمی دمشقی (۲:۹۹_۹۱) نمبر ۱۴۹

اُن کے ساتھ خلیل بن عبدالقادر بن ابوالمحارم صدفی نے سماعت کی۔
اسے اللہ تعالیٰ کے فقیر علی بن مسعود موصلی حلبی عفا اللہ عنہ نے لکھا۔
حامدا اللہ تعالی علی نعمہ، مصلیا علی نبیہ و آلہ و مسلما۔

دو اصل مخطوطوں کے نمونے
ہر مخطوطے کا اول و آخر سماعات کے ساتھ
اگلے صفحات پر

نماذج من المخطوطة التركية

هذه مناظرة جعفر بن محمد الصادق [illegible]

رضي الله عنه مع الرافضي

تصنيف الشيخ الإمام أبي القسم عبد الرحمن بن محمد الأنصاري البخاري

قدس الله روحه

[illegible] الفقيه أبو القسم عبد الرحمن بن محمد بن سعيد الأنصاري البخاري قراءة

عليه بمكة حرسها الله تعالى [illegible] الشيخ الإمام الأجل الأوحد العالم أقضى

القضاة مجد الدين أبي الفتح مسعود بن أبي البشر بن سهل بن علي بن شداد البزدي

[illegible] روايته عن الشيخ أبي محمد عبد الرحمن بن أبي القسم بن أبي الفضل بحق روايته

عن القاضي أبي البشر سعد بن علي بن شداد رحمه الله عن المصنف [illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم رب يسر واعن

حدثنا الشيخ الفقيه ابو القسم عبد الرحمن بن محمد بن محمد بن سعيد الانصاري

البخاري قراءة عليه بمكة حرسها الله تعالى انا سنة خمس وثلاثين واربعمائة

قال اخبرنا ابو محمد عبد الله بن مسافر [illegible] قال نا ابو بكر خلف بن عمر بن خلف

الهمذاني قال حدثنا ابو الحسن احمد بن محمد بن ابراهيم قال حدثنا ابو محمد بن

بن علي الطنافسي قال حدثنا خلف بن محمد القطواني قال حدثني علي بن صالح قال

جاء رجل من الرافضة الى جعفر بن محمد الصادق كرم الله وجهه فقال

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته فرد عليه السلام فقال له الرجل يا ابن رسول الله

من خير الناس بعد رسول الله فقال جعفر الصادق رحمة الله عليه

ابو بكر الصديق رضي الله عنه قال وما الحجة في ذلك قال قوله عز وجل الا تنصروه

فقد نصره الله الاية فمن يكون افضل من اثنين الله ثالثهما وهل يكون

احد افضل من ابي بكر الا النبي صلعم قال له الرافضي فان علي بن ابي طالب عليه السلام بات على

فراش رسول الله صلعم غير جزع ولا فزع فقال له جعفر وكذلك ابو بكر

كان مع النبي صلى الله عليه وسلم غير جزع ولا فزع فقال له الرجل فان الله تعالى

يفرق بخلاف ما تقول قال له جعفر وما قال الله اذ يقول لصاحبه

لا تحزن ان الله معنا فلم يكن ذلك الحزن جزعا قال له جعفر لا لان الحزن

غير الجزع والفزع كان حزن ابي بكر ان يقتل النبي صلى الله عليه وسلم ولا

يدان بدين الله فكان حزنه على دين الله وعلى نبي الله صلعم ولم يكن حزنه

على نفسه كيف وقد لسعته اكثر من مائة حية فما قال حس ولا اوه

فقال الرافضي فان الله تعالى قال انما وليكم الله ورسوله والذين امنوا الذين

يقيمون الصلوة نزلت في علي بن ابي طالب تصدق بخاتمه وهو راكع فقال

النبي صلى الله عليه وسلم الحمد لله الذي جعلها فيّ وفي اهل بيتي فقال له جعفر

الاية التي قبلها في السورة اعظم منها قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا

من يرتد منكم عن دينه فسوف ياتي الله بقوم يحبهم ويحبونه وكان

الى ان ارتد بعد رسول الله صلعم ارتدت العرب بعد رسول الله صلعم

الكفار بنهاوند فقالوا الرجل الذي كانوا ينتصرون به يعنون النبي

قد مات حتى قال عمر رضي الله عنه اقبل منهم الصلوة ودع لهم الزكوة

فقال لو منعوني عقالا لما كان ... صلى الله عليه وسلم

فصل في امتحان احمد بن
محمد بن حنبل رضي الله عنه مع امير المؤمنين
وقد سأله عن القرآن أهو مخلوق ام لا

تأليف الشيخ الامام شيخ الاسلام ابي طاهر ابراهيم بن احمد
بن يوسف المقدسي قدس الله روحه ونور ضريحه

صورة سماعات وأوائل مخطوطة الظاهرية

بسم الله الرحمن الرحيم

اخبرنا الشيخ الجليل معين الدين ابو يعقوب يوسف
ابن هبة الله بن محمود الدمشقي ابقاه الله قال الشيخ
الاجل العالم الفقيه ابو الفرج عبد الخالق بن الشيخ الزاهد
ابي الحسين احمد بن عبد القادر بن محمد بن يوسف البغدادي
قراءة عليه ونحن نسمع في ثاني شهر ربيع الاخر من سنة
ست واربعين وخمسمائة فاقر به قال قرات على
الشيخ الفقيه ابي القاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن ابي
الفضل بن الحسن المرندي قراءة اسمعه ومنه
نقلت قلت له اخبركم القاضي ابو الحسين [illegible] علي
ابن بنداد رحمه الله في شوال سنة ثلاث وخمسين
واربع مائة فاقر به قال كتب الينا واجاز لنا الشيخ
الفقيه ابو القاسم عبد الرحمن بن محمد بن محمد بن سعيد
الاسفرايني البجلي يذكر سماعه في ذي القعدة سنة
خمس وثلاثين واربع مائة قال اخبرنا ابو محمد عبد الله بن
مسافر الشيباني قال انبا ابو بكر خلف بن محمد بن

٢٢٩

خلف الهمداني قال نا ابو الحسن احمد بن محمد بن زرمه
قال نا ابو الحسين بن علي الطنافسي قال نا خلف بن
محمد القطواني قال حدثني علي بن صالح قال جاء رجل
[illegible] الى جعفر بن محمد الصادق عليه السلام
فقال السلام عليك ورحمة الله وبركاته فرد عليه
السلام فقال له الرجل يا ابن رسول الله من خير
الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم قال جعفر الصا[دق]
رحمه الله ابو بكر الصديق رضي الله عنه قال وما الحجة
في ذلك قال قول الله عز وجل الا تنصروه فقد نصره الله
الآية فمن يكون افضل من اثنين الله ثالثهما لا احد
افضل من ابي بكر الا النبي صلى الله عليه وسلم
فقال له الرافضي فان علي بن ابي طالب عليه السلام بات
على فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم غير جزع ولا فزع قال له
جعفر وكذلك ابو بكر كان مع النبي صلى الله عليه وسلم
غير جزع ولا فزع قال له الرجل فان الله يقول خلاف
ما تقول قال له جعفر وما قال الله قال قال الله اذ يقول
لصاحبه لا تحزن ان الله معنا افلم يكن ذلك الحزن

وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله [illegible] وسلم حسبنا الله ونعم
الوكيل كتبه أبو بكر بن محمد بن طرخان حامدا لله ومصليا على
رسوله ومسلما نقله أحمد ما وجده على [illegible] مسعود الموصلي

ترجمة هذه [illegible]

على السماع من الإمام [illegible] العالم الزاهد العابد شمس الدين
أبي عبد الله محمد بن عبد الرحيم بن عبد الواحد بن أحمد بن عبد الرحمن
المقدسي [illegible] أبي بكر محمد بن طرخان بن أبي الحسن
بن عبد الله الدمشقي بسماعهما بقراءة على الحافظ ضياء الدين
أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد المقدسي قال أخبرنا أبو
الحسن عبد الحق بن عبد الخالق بن أحمد بن عبد القادر بن يوسف
أن القاضي أبا بكر محمد بن عبد الباقي بن محمد الأنصاري أخبرهم
في كتابه أن أبا إسحاق إبراهيم بن عمر بن أحمد البرمكي أذن
لهم في الرواية قال أنا أبو الفتح يوسف بن عمر بن مسرور
القواس إجازة قال أنا أبو بكر بن صدقة المؤدب
الأصبهاني نا أبو بكر أحمد بن [illegible] بن العباس بن
راشد بن [illegible] مولى محمد بن سليمان بن علي بن عبد الله بن
العباس بن عبد المطلب إملاء قال أنا أحمد بن عبد العزيز
الجوهري بالبصرة قال أنا [illegible] محمد [illegible]

نسخہ ظاہریہ کی سند

یہ نسخہ ظاہریہ کی سند ہے جو اُس کے اول صفحہ پر ثبت ہے۔

خبر دی ہمیں شیخ جلیل معین الدین ابو یعقوب یوسف ہبۃ اللہ ابن محمود دمشقی (اللہ تعالیٰ انھیں باقی اور سلامت رکھے) (۱) نے، انھوں نے کہا: شیخ اجل عالم ثقہ ابو الفرج عبدالخالق بن شیخ زاہد ابوالحسین احمد ابن عبدالقادر بن محمود بن یوسف بغدادی (۲) نے اُن پر قراءت کی اور ہم سماعت کر رہے تھے ''یہ سنہ ۵۴۶ھ ۱۲ ربیع الآخر کی بات ہے،، انھوں نے

---

(۱) دمشقی شافعی، حافظ مسند ابو الفرج عبدالحق بن ابو الحسین احمد بغدادی یوسفی (۴۶۴ھ۔۵۴۸ھ) کے شاگرد۔ دیکھیں: السیر (۲۰: ۲۷۹)، تذکرۃ الحفاظ (۴: ۱۳۱۳) مشیخۃ ابن عساکر (۱: ق ۱۰۴)

(۲) شیخ حافظ مسند ابو الفرج عبدالخالق ابن شیخ زاہد ورع ابو الحسین احمد بن عبدالقادر بغدادی یوسفی سنہ ۴۶۴ھ میں ولادت اور سنہ ۵۴۸ھ میں وفات ہوئی۔ اپنے والد اور شیخ رزق اللہ تمیمی حنبلی سے سماعت کی، سلفی، ابن عساکر، سمعانی، ابن جوزی اور بڑوں چھوٹوں کی ایک جماعت نے اُن سے روایت لی۔

اُن کے متعلق اُن کے تلمیذ حافظ سلفی نے کہا: ابو الفرج عبدالخالق فضل، متدین، جحت اور جواں مردی میں مسلمانوں کے سردار اور شریفِ قوم تھے۔ میرے ساتھ کئی محدثین سے سماعت کی۔ اُنھی کے ساتھ میں بغداد میں رہتا تھا۔ جب میں نے حج کیا تو اپنی کتابیں اُنھی کے پاس امانت رکھیں۔

آپ حافظ محدث عبدالحق کے والد ہیں جن کے حالات گزر گئے۔

نیز دیکھیں: المنتظم ابن جوزی (۱۰: ۱۵۴)، النجوم الزاہرہ ابن تغری بردی (۵: ۳۰۵)

بہر حال آپ کے والد شیخ ثقہ صالح ابو الحسین احمد بن عبدالقادر بغدادی یوسفی ہیں۔ انھوں نے مکہ میں ابو نصر سجزی اور ابو القاسم حُرفی سے سماعت کی۔ اُن سے اُن کے بیٹوں وغیر ہم نے روایت کیا۔ وہ سنہ ۴۱۱ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۴۹۲ھ میں فوت ہوئے۔ ---

اسے مقرر رکھا اور باقی رکھا، انھوں نے کہا: میں نے اُن کے اصل سماع سے شیخ صالح ابونصر (۱) عبدالرحیم بن عبید اللہ بن ابوالفضل بن حسین یزدی پر قراءت کی، اور وہیں سے میں نے نقل کیا۔ انھیں کہا گیا: تمھیں کتابت کی خبر دی قاضی ابوالحسن سعد بن علی بن بندار رحمہ اللہ نے شوال سنہ ۴۵۳ھ میں، پس انھوں نے اس کا اقرار کیا (اور اسے باقی رکھا)۔ کہا: ہماری طرف لکھا اور ہمیں ذی القعدہ سنہ ۴۳۵ھ میں اجازت دی شیخ فقیہ ابوالقاسم عبدالرحمن بن محمد بن محمد بن سعید انصاری بخاری (۲) نزیل مکہ نے، انھوں نے کہا: ہمیں ابومحمد عبداللہ بن مسافر نے اس کی خبر دی۔

--- اُن کے حالاتِ زندگی اِن کتب میں بیان کیے گئے ہیں:

السیر (۱۹: ۱۶۳)، عیون التاریخ (۱۳: ۹۰)، العبر (۳: ۳۳۳) الشذرات (۳: ۳۹۷)

(۱) یہاں اُن کا نام اُس نام کے مخالف ہے جو تر کی مخطوطہ کی اسناد میں ہے، وہاں اس طرح ہے:

ابونصر عبدالرحمن بن قاسم بن ابوالفضل، نیز اُن کے درمیان تحدیث کے طبقہ میں بھی اختلاف ظاہر ہوتا ہے۔

(۲) اُن کے حالات ابن عساکر نے تاریخ دمشق (۱۰: ۱۷۶-۱۷۷) میں بیان کیے، اور اُس میں ہے:

عبدالرحمن بن محمد بن محمد بن احمد بن سعید، ابوالقاسم بخاری حنفی نے کہا: انھوں نے سفر کیا، سماعت کی اور ایک کتاب "عدۃ المسترشد فی الترغیب فی فضائل الأعمال" کے نام سے لکھی۔ آپ کے شاگردوں میں سے اِن کا ذکر کیا: عباد بن عمر بن محمد عسقلانی، ابوالقاسم حمزہ بن محمد بن حسن حنفی اور مکہ میں عبدالعزیز بن احمد کنانی۔

دیکھیں: مختصر التاریخ ابن بدران (۱۵: ۳۲)، اور اُس میں اُن کی سند سے تین احادیث کا ذکر کیا، میں نے اس کے علاوہ اُن کے حالات نہیں پائے۔

نسخہ ترکیہ کی سند اور عنوان

یہ حضرت جعفر بن محمد صادق ﷺ کا ایک رافضی کے ساتھ مناظرہ ہے۔

تصنیف شیخ امام ابوالقاسم عبدالرحمن بن محمد انصاری بخاری قدّس اللہ روحہ

فقیہ ابوالقاسم عبدالرحمن بن محمد بن محمد ابن سعید انصاری بخاری نے مکہ مکرمہ (اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے) میں اُن پر قراءت کی ،

شیخ امام اجل یکتائے عالم قاضی القضات مجد الدین ابوالفتح مسعود بن حسین بن سہل بن علی بن بندار یزدی (۱) کی روایت کے ساتھ،

اس کی مثل روایت شیخ ابونصر عبدالرحمن بن القاسم بن ابوالفضل سے ہے،

مصنف ﷺ سے اس کی مثل روایت قاضی ابوالحسن سعد بن علی بن بندار رحمہ اللہ کی ہے۔

---

(۱) تراجم میں اُن کی کنیت ابوالحسن مسعود بن حسین بن سعد بن بندار یزدی حنفی موصلی ہے، آپ وہاں سنہ ۵۷۱ھ میں فوت ہوئے۔

المنتظم میں کہا: آپ ۵۰۵ھ میں پیدا ہوئے، علم فقہ حاصل کیا، فتوی نویسی کی، قضا میں نائب ہوئے، مدرسہ ابی حنیفہ اور مدرسہ سلطان میں درس دیا، پھر موصل کی طرف نکلے اور ایک مدت تک قیام کیا تدریس کرتے تھے اور قضا میں نائب بنے۔

دیکھیں: ذیل تاریخ بغداد ابن دبیثی (۳:۱۸۸) نمبر ۱۱۹۱، المنتظم فی حوادث سنتی ولادتہ ووفاتہ، الطبقات السنیہ نمبر ۲۴۷۹، تاج التراجم نمبر ۲۹۴

مناظرہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

رَبِّ اَعِنۡ

روایت بیان کی ہم سے شیخ فقیہ ابوالقاسم عبدالرحمن بن محمد بن محمد بن سعید الانصاری البخاری (1) نے سنہ 435 ہجری میں مکہ مکرمہ میں (اللہ تعالیٰ اُس کی حفاظت فرمائے)، انھوں نے فرمایا: ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن مسافر نے، انھوں نے فرمایا: ہمیں خبر دی ابوبکر بن خلف بن عمر بن خلف الہمذانی (2) نے، انھوں نے فرمایا: ہم سے روایت بیان کی

---

(1) ان کے حالات سابق اسناد میں گزر گئے۔

(2) اسی طرح اصل میں ہے: ابوبکر بن خلف، اور ایسے ہی نسخہ ظاہریہ میں ہے، اور جو بات میں نے پائی ہے وہ یہ ہے کہ ابوبکر کنیت، خلف کی ہے، بسا اوقات کلمہ ''ابن'' زائدہ ہوتا ہے۔

''اللسان'' میں کہا: خلف بن عمر الهمدانی، عن الزبیر بن عبدالواحد الأسدآبادی، متہم ہے اور وہ المدائنی الخیاط ابوبکر ہے۔

بیشک جعفر الخلدی، ابوالطیب محمد بن محمد بن عبداللہ النیسابوری از محمد بن اشرس، وابوالعباس الاصم، ابوبکر الشافعی اور متعدد سے روایت کیا ہے۔

اُنھوں نے اپنے والد محمد بن عبداللہ بن المبارک الحناط سے روایت کیا۔ اُن کا یہ لقب نون کے ساتھ ہے۔ ''اللسان'' میں خیاطۃ سے الخیاط، یاء کے ساتھ ہے، شاید وہ غلط ہے۔

اسے ذہبی نے السیر (17 / 348) میں ذکر کیا اور فرمایا: الامام المحدث الرحال ابوبکر بن عمر بن خلف بن عمر بن ابراہیم الہمذانی الحناط، عظیم مشائخ سے تھے۔ اُن سے جعفر الابہری، الحسین بن محمد البزار اور الخلیلی وغیرہم نے روایت کی، اور کہا: ان کا ذکر شیرویہ نے کیا اور فرمایا: صادق حافظ تھے، یہ شان اچھی ہوتی ہے۔

ابوالحسن احمد بن محمد بن ازمہ نے، انھوں نے فرمایا: روایت بیان کی ہم سے ابوالحسین بن علی الطنافسی نے، انھوں نے فرمایا: روایت بیان کی ہم سے خلف بن محمد القطوانی (1) نے،

---- حافظ نے کہا: اُن سے ہمدان کے محتسب ابومنصور نے روایت کی۔ فرمایا: ہم سے روایت کی ابو محمد عبداللہ ابن ہلال الریحانی نے، ہم سے روایت کی ابومسلم الکجی نے، ہم سے روایت کی ابوعاصم نے، ہم سے روایت کی سفیان نے اعمش سے انھوں نے زر سے اور انھوں نے حضرت عبداللہ ؓ سے مرفوعاً روایت کیا: ابوبکر تاج الاسلام، عمر رحلۃ الاسلام ہیں اور عثمان اکلیل الاسلام ہیں۔ اور یہ جھوٹ ہے اھ۔

ابن النجار نے کہا: میں نہیں جانتا کہ آفت اُن کی طرف سے ہے یا اُن کے شیخ سے۔ اھ

دیکھیں: اللسان (2/403) الانساب (4/431) تاریخ جرجان نمبر 997، توضیح المشتبہ لابن ناصر الدین (3/346) اور الاکمال (3/379)

(1) میں نے یہ نام نہیں پایا، الانساب (1/196) میں (قطوان) مادہ کے تحت اس علاقے کی طرف منسوب ایک جماعت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور وہ دو جگہیں یہ ہیں:

(1) کوفہ میں ایک جگہ ہے، شاید یہ کسی مرد کا نام ہے یا قبیلہ کا جہاں اس کی سکونت تھی۔

(2) سمرقند سے پانچ فرسخ کے فاصلے پر ایک جگہ ہے۔

اور اس نام کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو ان دو جگہوں میں سے کسی ایک کی طرف منسوب ہو۔ لیکن ساعات نمبر 8 میں ان کے حالات کا ذکر گزرا ہے۔ مجھے ان کے باپ کے نام میں غلطی ہونے کا غالب گمان ہے وہاں راوی کا نام اس طرح گزرا ہے: خالد بن محمد القطوانی اور یہ بذاتہ وہی شخص ہے جو علی بن صالح سے روایت کرتا ہے اور اس (خالد) سے اُن کا شاگرد الحسین بن علی الطنافسی روایت کرتا ہے، جس سے یہ بات پختہ ہو جاتی ہے کہ مذکورہ بالا وہی شخص ہے جس کے حالات میں کلام ہے،

حافظ ابن حجر نے التقریب میں فرمایا: خلد بن مخلد قطوانی، ابو الھیثم البجلی ولا کی وجہ سے ہے، الکوفی۔ دسویں طبقہ کے کبار راویوں میں سے "صدوق شیعہ،، راوی ہے، اس سے کچھ متفرد احادیث مروی ہیں۔ سنہ 213 ہجری میں وفات پائی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے بعد فوت ہوا۔

بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابوداؤد نے مسند مالک میں ان کی روایت لی۔

فرمایا: روایت بیان کی مجھ سے علی ابن صالح نے (1)، انہوں نے فرمایا:

ایک رافضی شخص حضرت جعفر بن محمد الصادق کرم اللہ وجہہ (2) کے پاس آیا اور کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ آپ نے اُس کے سلام کا جواب دیا۔

اُس شخص نے کہا:

(1) اے رسول اللہ کے بیٹے! (3) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں کون بہتر ہے؟

حضرت جعفر الصادق رحمہ اللہ نے فرمایا: (سیدنا) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ (4)

---

(1) ان کے بارے حافظ کا قول ''التقریب،، میں گزرا کہ آپ ساتویں طبقہ کے ثقہ عابد راوی ہیں، سنہ 151 ہجری میں وفات پائی اور کہا گیا ہے کہ اس کے بعد۔ مسلم اور چاروں ائمہ نے اُن کی روایت لی۔

دیکھیں: تہذیب الکمال (20 / 464) نمبر 4084 اُن کے وسیع حالات ہیں۔

(2) نسخہ الظاہریہ میں ہے: الصادق علیہ السلام۔

(3) نسخہ الظاہریہ میں ہے: یابن ابن رسول اللہ۔

(4) یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام نے آپ کی حیات طیبہ میں اور وصال کے بعد اجماع کیا۔ خلفاء راشدین، پھر تابعین پھر فضیلت والے قرون کے تمام مسلمان لوگ آج تک اسی (عقیدے اور نظریے) پر گزرے ہیں۔

اُن کی استناد قرآن سے ہے جس کا استدلال امام صادق رحمہ اللہ نے اس آیت سے اور اس کے بعد والی آیت سے کیا ہے۔ سنت سے کثیر احادیث ہیں۔ اُن میں ایک وہ حدیث ہے جو صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ ذٰلِكَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ فَبَكَىٰ أَبُوْ بَكْرٍ فَعَجِبْنَا لِبُكَائِهِ اَنْ يُّخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خُيِّرَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرَ، وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ أَعْلَمَنَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا غَيْرَ رَبِّي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ. (البخاری، کتاب فضائل الصحابہ، 3654)

بیشک اللہ نے ایک بندے کو دنیا اور اپنے پاس رہنے کے درمیان اختیار دیا تو اُس بندے نے اس اجر کو اختیار کرلیا جو اللہ عز وجل کے پاس ہے۔ آپ نے بیان کیا کہ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے، ہمیں آپ کے رونے پر تعجب ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اُس بندے کی خبر دی ہے جس کو اختیار دیا گیا (پھر ہمیں معلوم ہوا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار دیا گیا تھا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ علم والے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک ابوبکر سب لوگوں سے زیادہ اپنی مصاحبت اور اپنے مال سے مجھ پر احسان کرنے والے ہیں اور اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اسلام کی اخوت اور محبت ہے (جو ہر بھائی چارے اور محبت سے اعلیٰ اور افضل ہے) مسجد میں کھلنے والا کسی کا دروازہ باقی نہیں رکھا جائے گا مگر بند کر دیا جائے گا سوائے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دروازے کے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے، آپ نے فرمایا:

كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ. (البخاری، کتاب فضائل الصحابہ، 3655)

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں لوگوں کے درمیان فضیلت دیتے تھے، پس ہم حضرت ابوبکر کو فضیلت دیتے، پھر حضرت عمر بن خطاب کو پھر حضرت عثمان بن عفان کو رضی اللہ عنہم۔

بخاری نے صحیح میں اس کا اخراج کیا۔

اور صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا:

أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: عَائِشَةُ.

قُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: أَبُوهَا.

البخاری، کتاب فضائل الصحابہ، 3654. کتاب المغازی، 4358- مسلم، کتاب فضائل الصحابہ 2384

آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عائشہ۔

عرض کیا گیا: اور مردوں میں سے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اُن کے والد۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب وہ بلاشک افضل ہیں۔

یہی کافی نہیں ہے بلکہ آل بیت کے بڑے ائمہ کرام نے گواہی دی ہے بلکہ (۸۰ سے زیادہ وجہ سے) سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے آپ کا قول کوفہ کے منبر پر تواتراً ثابت ہے کہ: خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ۔ اِس اُمت کے نبی کے بعد اِس امت کے بہتر ابوبکر پھر عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

ابن تیمیہ نے ''منہاج،، کے چند مقامات پر محدثین واہل اصول کے نزدیک قاعدہ تواتر پر چلتے ہوئے اس روایت کے تواتر پر صراحت کی ہے۔

نیز حضرت محمد بن حنفیہ ابن علی بن ابی طالب نے اپنے والد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا:

أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَبُوْ بَكْرٍ

قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ.

وَخَشِيْتُ أَنْ يَقُوْلَ عُثْمَانُ، قُلْتُ: ثُمَّ أَنْتَ؟ قَالَ: مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل اور بہتر کون ہے؟

آپ نے فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔

میں نے کہا: پھر کون؟ انھوں نے فرمایا: پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔

مجھے یہ خوف ہوا کہ اب آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے تو میں نے کہا: پھر آپ ہیں؟

تو آپ نے فرمایا: میں تو مسلمانوں میں سے ایک مرد ہوں۔

اسے بخاری نے ''صحیح،، میں روایت کیا۔

کیا کسی باپ کے لیے اپنے بیٹے سے تقیہ صحیح ہے جبکہ وہ اُن کی ملت (اور طریقے) پر ہو؟

عَنِ الْحَكَمِ بْنِ جَحْلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: لَا يُفَضِّلُنِيْ أَحَدٌ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ إِلَّا جَلَدْتُهُ حَدَّ الْمُفْتَرِيْ۔

حکم بن جحل سے مروی ہے، انھوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی بھی مجھے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت اور فوقیت دے گا میں اُسے حد مفتری نافذ کرتے ہوئے (اسی) کوڑے لگاؤں گا۔

امام احمد نے ''فضائل الصحابہ رضی اللہ عنہم،، میں اور ابن ابی عاصم نے ''السنہ،، میں اس کا اخراج کیا۔

ابن السمان نے اپنی کتاب ''الموافقۃ بین اہل البیت و الصحابۃ،، میں حضرت جعفر بن محمد الصادق سے اخراج کیا کہ آپ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: میں آپ کے بارے میں کیا کہوں؟ میں اُن کے بارے میں (إِلَّا خَيْرًا) سوائے خیر کے کچھ نہیں کہتا، یا فرمایا: (إِلَّا الْخَيْر)، اس حدیث کے بعد جو مجھ سے میرے والد ماجد نے حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے والد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَلَا غَرَبَتْ بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ عَلَى أَفْضَلِ مِنْ أَبِيْ بَكْرٍ۔

انبیائے کرام اور مرسلین عظام کے بعد ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے افضل شخص پر نہ سورج طلوع ہوا اور نہ غروب ہوا۔

پھر حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو میں تجھ سے (افضلیت ابوبکر رضی اللہ عنہ) بیان کر رہا ہوں اگر میں اُس میں جھوٹ کہہ رہا ہوں تو مجھے میرے نانا جان کی شفاعت نہ ملے، اور بیشک میں قیامت کے دن ضرور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی امید رکھتا ہوں۔

اسے آپ سے ابن المحب الطبری نے ''الریاض النضرۃ،، 1/ 136 میں نقل کیا۔

اور ائمہ آل بیت وغیرہم سے بلکہ صحابہ کرام سے بلکہ کبار صحابہ سے اس مسئلہ میں نقول بہت زیادہ ہیں اور وہ نقول صحاح اور سنت کی کتابوں میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وارضاہ کے---

(2) اُس نے پوچھا: اِس پر کیا دلیل ہے؟

آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل کا قول:

إِلاَّ تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لاَ تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا فَأَنزَلَ اللهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا. (التوبہ 40:9) (1)

اگر تم نے رسول کی مدد نہ کی تو بیشک اللہ نے اُن کی مدد فرمائی جب کافروں نے رسول اللہ کو بے وطن کیا اس حال میں کہ وہ دو میں سے دوسرے تھے جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے غمگین نہ ہو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اُن پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور ایسے لشکروں سے اُن کی مدد فرمائی جنہیں تم نے نہ دیکھا۔

---ابواب مناقب میں بکھری ہوئی ہیں۔ ابن المحب الطبری نے اکتالیس (41) ایسی خصوصیات ذکر کی ہیں جن کے ساتھ صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی خاص ہیں (نہ کہ دوسرے اصحاب)۔

اسی لیے پہلے شیعہ حضرات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیخین یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر مقدم نہیں سمجھتے تھے۔ لیکن اُن کے متاخرین کے اصول اس پر ہمیشہ مستقیم (اور درست) نہیں رہے بلکہ اُن کے قواعد اصول منہدم ہو گئے پس وہ شیخین رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہنے میں اپنی بری تاریک بات کی طرف مائل ہو گئے چہ جائیکہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اُن پر فضیلت دیتے۔ یہ (طرز عمل) واضح نصوص، قول علی و آل بیت اور امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اولین و آخرین کے اجماع کی مخالفت ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔

(1) یہ آیت اُن آیات میں سے ہے جن سے علمائے اسلام نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اُن کے غیر پر فضیلت پر استدلال کیا ہے، اور یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرب دوسروں سے زیادہ ہے، آپ رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، آپ کے دین اور دعوت پر خوف (اور احتیاط)، اور آپ کا نبی کریم---

---صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی جان و مال قربان کرنا ثابت ہوتا ہے۔

اور یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ دونوں کے ساتھ تھا۔ اپنے اولیاء اور احباب کے ساتھ یہ معیت خاصہ، اُن کی تائید، اعانت اور اُن کی حفاظت کا تقاضا کرتی ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کے لیے فرمایا:

لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَ اَرٰی۔ (طٰہٰ 20:46)

اندیشہ نہ کرو (اس لیے کہ) یقیناً میں تمھارے ساتھ ہوں (سب کچھ) سنتا اور (سب کچھ) دیکھتا ہوں۔

اور یہ کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسے حال میں مدد کی جس میں کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پریشان (اور تنگ) کیا تھا، اس طرح کہ کافروں نے آپ دونوں کو قلت تعداد کی وجہ سے نکال دیا، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نکالا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک ہی شخص تھا، وہ وہی شخص تھا جو آپ کی صحبت میں آپ کا مددگار اور محافظ بن کر نکلا۔

اور یہ کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شفقت کرنے والے، آپ پر خوف زدہ ہونے والے، آپ سے محبت کرنے والے اور آپ کی حفاظت کرنے والے تھے۔

یہ اُن اُخص اصحاب میں سے اُس خاص کا حال ہے جو زیادہ محبت کرنے والا اور اپنی مودّت صحبت کی وجہ سے زیادہ سخت ہے، بلکہ اُسے مطلقاً کمال صحبت ہے اور یہ حالت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض رکھنے والے یا آپ کے سلسلے میں منافق سے متصور نہیں ہو سکتی چہ جائیکہ آپ رضی اللہ عنہ سے واقع ہو۔

اور کمال صحبت و مودت کی یہ حالت، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غم اور خوف کو واجب کرتی ہے۔

پس ان وجوہ سے (اور جو اِن کے علاوہ وجوہ ظاہر ہوں گی) واضح آیت کی دلالت اس بات پر صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحب اور تابع، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دوسروں پر تقدم حاصل ہے اور یہ آپ کی خصوصیت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس بات کے مستحق ہیں کہ آپ لوگوں پر اُن کے رسول کے بعد بہتر اور افضل ہوں۔ اول عہد سے اس دور تک تمام مسلمانوں کے نزدیک اس بات پر اجماع ہے، وللہ الحمد والمنہ۔

پس اُن دو سے افضل کون ہوگا جن کا تیسرا اللہ ہے؟(1) اور کیا کوئی ایک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہوگا (2) سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے؟!

(3) رافضی نے آپ سے کہا: بیشک حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر بغیر جزع اور فزع (ڈر اور گھبراہٹ) کے رات گزاری۔

حضرت امام جعفر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ایسے ہی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، ڈر اور گھبراہٹ کے بغیر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔

---

(1) یہ آپ کے جدِ امجد سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کی تضمین ہے جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نَظَرْتُ إِلٰى أَقْدَامِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى رُءُوسِنَا وَنَحْنُ فِي الْغَارِ. فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ إِلٰى قَدَمَيْهِ أَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَيْهِ. فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا.

بخاری، 3653-4663 -- مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، 2381

جب ہم غار میں موجود تھے میں نے مشرکین کے قدموں کو اپنے قریب دیکھا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر ان میں سے کوئی اپنے قدموں کی طرف دیکھے تو ہمیں اپنے قدموں کے نیچے دیکھ لے گا۔ آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! ان دو کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے؟

بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس کا اخراج کیا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول "اَللّٰهُ ثَالِثُهُمَا"، کا معنی ہے: یعنی اُن دو کے ساتھ تیسرا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ معیت خاصہ اُس کے اولیاء اور خاص مومن بندوں کے لیے ہوتی ہے۔ اور یہ معیت حقیقیہ اس بات پر ہے جو اللہ کی ذات مقدسہ اور اُس کے جلال عظیم کے لائق ہے جس میں آمیزش یا کسی حال میں ملاوٹ کا شائبہ بھی نہیں ہوتا۔ اور یہ اُن دونوں کے ساتھ عنایت، حفاظت اور اُن کی مدد و تائید کا تقاضا کرتی ہے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اُن دونوں کے قریب ہے اور انھیں اُس چیز سے محفوظ رکھے گا جو انھیں برائی اور نقصان پہنچائے۔ پس اللہ تعالیٰ اس عظیم شرف اور منفرد حال پر بہت بڑا ہے۔

(2) نسخہ ظاہریہ میں ہے: وَهَلْ يَكُوْنُ اَحَدًا خَيْرٌ مِنْ اَبِيْ بَكْرٍ اِلَّا النَّبِيّ ﷺ وَحْدَهٗ؟

(4) اُس شخص نے کہا: آپ جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تو اِس کے خلاف فرماتا ہے!
امام جعفر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُس سے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے؟
اُس شخص نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:
إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۔ (التوبہ 9:40)
جب وہ اپنے ساتھی سے فرمار ہے تھے غمگین نہ ہو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔
تو کیا یہ خوف، جزع (ڈر) نہیں ہوگا۔(1)

حضرت امام جعفر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُسے فرمایا: نہیں! کیونکہ حزن، جزع اور فزع (ڈر اور گھبراہٹ) کا غیر ہے۔ (حزن، ڈر اور گھبراہٹ کے علاوہ اور چیز ہے)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حزن (غم)(2) یہ تھا کہ کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید نہ کر دیا جائے۔ اللہ کے دین کے ساتھ کمزور نہیں ہوا جاتا۔ پس آپ کا حزن (غم)(3) اللہ کے دین اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تھا، آپ کا حزن اپنے نفس پر نہ تھا۔ آپ کو سو سے زائد اژدہوں نے ڈسا(4) لیکن آپ نے کوئی آواز نہیں نکالی اور نہ اُنھیں جھاڑا (اور نہ اپنی مجلس سے اُٹھے بلکہ حرکت بھی نہیں کی)(5)

---

(1) نسخہ ظاہریہ میں ہے: أَفَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ الْحُزْنُ جَزَعًا؛ اور یہ زیادہ ظاہر ہے۔
(2) نسخہ ظاہریہ میں كَانَ حُزْنُ أَبِي بَكْرٍ کی بجائے وَإِنَّمَا حُزْنُ أَبِي بَكْرٍ ہے۔
(3) نسخہ ظاہریہ میں فَكَانَ حُزْنٌ کی بجائے فَكَانَ حُزْنُهُ ہے۔
(4) یعنی بچھو اور سانپ نے آپ کو ڈسا۔

اور اس میں وہ بات ہے جسے نسائی وغیرہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اُن کے پاس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا تو وہ رونے لگے اور فرمایا: میری خواہش ہے کہ کاش میرے تمام نیک اعمال کے بدلے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایک دن اور ایک رات کا عمل ہو جاتا۔ ---

---رہا رات کا عمل تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار میں گئے جب وہ دونوں غار تک پہنچ گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! آپ غار میں داخل نہ ہوں حتیٰ کہ آپ سے پہلے میں داخل ہو جاؤں، پس اگر اس میں کوئی ضرر ہو تو وہ آپ کے بجائے مجھے پہنچے، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے، اُسے صاف کیا، پھر انھوں نے دیکھا کہ اس کی ایک جانب سوراخ ہے تو انھوں نے اپنے تہہ بند کو پھاڑ کر اس کے سوراخ کو بند کیا۔، اس میں دو سوراخ پھر بھی باقی رہ گئے۔انھوں نے ان سوراخوں پر اپنے دونوں پیر رکھ دیئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: اب آپ آ جائیں۔سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار میں داخل ہو گئے اور آپ نے اپنا سر ان کی گود میں رکھ دیا اور سو گئے، اُس سوراخ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیر میں ڈنگ مارا گیا۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہلے بھی نہیں کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار نہ ہو جائیں۔لیکن آپ کا آنسو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ پر گرا، آپ بیدار ہوئے اور پوچھا: اے ابوبکر! تم کو کیا ہوا؟ عرض کیا: آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، مجھے ڈنگ مارا گیا ہے۔پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب لگایا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تکلیف جاتی رہی۔پھر (بعد میں) جب زخم خراب ہوا تو وہی زہر اُن کی موت کا سبب بن گیا۔

(اور رہی اُن کی دن کی نیکی) تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا بعض عرب مرتد ہو گئے اور انھوں نے کہا: ہم زکوۃ ادا نہیں کریں گے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر یہ ایک رسی دینے سے بھی انکار کریں تو میں اُن کے خلاف جہاد کروں گا، میں نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ! لوگوں کے ساتھ نرمی کریں تو انھوں نے مجھ سے کہا: کیا تم جاہلیت میں سخت تھے اور اسلام میں کمزور ہو گئے ہو! بے شک وحی منقطع ہو چکی ہے اور دین مکمل ہو چکا ہے، کیا میرے زندہ ہوتے ہوئے دین میں کمی کی جائے گی؟

اس کی مثل وہ روایت ہے جسے ابن بشران اور ملا عمر بن خضر نے اپنی سیرت میں ضبہ بن محصن عنزی سے روایت کیا ہے، فرمایا: بصرہ میں ہمارے امیر (گورنر) حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ تھے۔جب انھوں نے ہمیں خطبہ دیا تو اللہ عز وجل کی حمد و ثنا بیان کی (پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پیش کیا) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کرنے لگے اور آپ اُن دنوں امیر المؤمنین تھے۔ضبہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس بات نے مجھے غصہ دلایا۔میں نے کھڑے ہو کر آپ سے کہا: آپ رسول اللہ ---

--- صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی (صحابی، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کا ذکر کیوں بھول گئے؟ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دے رہے ہیں؟ ضبہ کہتے ہیں کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے تین جمعوں تک اس طرح کیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے میری شکایت لگائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے واپس بلایا، میں حاضر ہوا، آپ مجھ سے سختی سے پیش آئے اور فرمایا: آپ کے اور آپ کے گورنر کے درمیان کیا جھگڑا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا: اب میں آپ کو خبر دیتا ہوں۔ اے امیر المؤمنین! جب انھوں نے ہمیں خطبہ دیا تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج کر آپ کے لیے دعا کرنے لگے تو اُن کی طرف سے اس عمل نے مجھے غصہ دلایا۔ میں نے کہا: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کا ذکر کیوں بھول گئے؟ (وہ کہاں ہیں؟) آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دے رہے ہیں؟ انھوں نے تین جمعوں تک اس طرح کیا، پھر آپ کے پاس میری شکایت لگائی۔

ضبہ نے کہا: پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت روئے مجھے آپ پر رحم آنے لگا۔ پھر آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تو ابو موسیٰ سے زیادہ مضبوط، معتبر اور ہدایت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے کیا تم میرے لیے میرے گناہ کو معاف کرتے ہو؟ میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔ پھر آپ بہت روئے اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کی ایک رات عمر سے بہتر ہے۔ پھر آپ نے مجھے اُس غار والی رات کے واقعہ کی خبر دی اور اُس میں فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو راتیں اپنے قدموں کے کناروں پر چلے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں گھس گئے (اور قدمین شریفین ننگے ہو گئے) جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ پاؤں ننگے ہو گئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے کندھوں پر اُٹھا لیا۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر تیز دوڑنے لگے یہاں تک کہ آپ کو لے کر غار کے منہ تک آ گئے اور آپ کو اُتارا، پھر عرض کیا: اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے آپ ابھی داخل نہ ہوں یہاں تک کہ میں داخل ہو جاؤں۔ اگر کوئی شے ہو گی تو آپ سے پہلے مجھ پر واقع ہو گی (مجھے نقصان پہنچائے گی) پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ غار کے اندر داخل ہوئے تو اس میں کوئی شے نہ دیکھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو داخل ہونے میں مدد دی۔ غار کے اندر کچھ سوراخ تھے جن میں سانپ اور بچھو تھے۔ پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ڈرے کہ کوئی شے اس سوراخوں سے نکل کر ---

رسول اللہ ﷺ کو تکلیف نہ پہنچائے ،آپ نے اپنے پاؤں سے وہ سوراخ بند کیے۔ وہ بچھو اور سانپ آپ کو ڈنگ مارنے اور ڈسنے لگے، اور آپ کے آنسو بہنے لگے۔ الحدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جس کے آخر میں آپ نے فرمایا: جب صبح نمودار ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اے ابوبکر! تمھارا کپڑا کہاں ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سارا ماجرا سنایا تو نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ اُٹھائے اور دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَبَابَكْرٍ فِيْ دَرَجَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ-

اے اللہ! قیامت کے دن ابوبکر کو (جنت میں) میرے درجے میں جگہ عطا فرما۔

اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمالی ہے۔

اس کا اخراج ابونعیم نے الحلیہ (1 / 33) میں اور ابن الجوزی نے صفۃ الصفوۃ (1 / 240) میں کیا۔ اور اس کی مثل آثار ابن الحب کی "الریاض النضرۃ"، (1 / 104) میں اور اس کے بعد دیکھیں۔

اگر طوالت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں آپ رضی اللہ عنہ کا درجہ، آپ کا مبلغ ایمان اور رسول اللہ ﷺ سے محبت بیان کرنے کے لیے اُن آثار کو یہاں وارد کرتا۔

(4) مائۃ خُرَیشٍ۔ اصل میں اس کلمہ کے لکھنے کے دو انداز ہیں:

(1) حُنَیش، حاء مہملہ کے ساتھ حنش کی تصغیر ہے، اور یہ سانپ کا نام ہے اور وہ جانور جس کا سر سانپ کے سر کے مشابہ ہو۔

(2) اور بسا اوقات خاء معجمہ پھر یاء کے ساتھ خریش لکھا جاتا ہے، یعنی: خرشتہ، اور اس کا معنی ہے: خدشتہ و ھرشتہ، اُس کو نوچا، اُس پر حملہ کیا۔

نسخہ ظاہریہ میں آیا ہے: حریش، حاء مہملہ کے ساتھ۔

قاموس میں ہے: کثیر پیروں والا انگلی کی مقدار کیڑا (کنکھجورا) یا وہ کان میں گھسنے والا، اور پہلا معنی زیادہ ظاہر اور غار کے حال کے مناسب ہے۔

(5) متن میں ہے: فَمَا قَالَ: حَسْ. وَلَا نَافَ۔ اس کا معنی ہے: اور نہ آپ نے کپڑا جھاڑا اور نہ اپنی مجلس سے کھڑے ہوئے بلکہ حرکت بھی نہیں کی۔

نسخہ الظاہریہ میں ہے: آپ نے آہ نہیں کی۔

(5) رافضی نے کہا: بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ۔ (المائدہ 5:55)

تمہارا دوست صرف اللہ ہے اور اس کا رسول اور ایمان والے جو قائم کرتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ (اللہ کے حضور) عاجزی سے جھکنے والے ہیں۔

یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب انہوں نے اپنی انگوٹھی صدقہ کی جبکہ آپ رکوع کرر ہے تھے۔

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَهَا فِيَّ وَفِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ۔

سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے اس آیت کو مجھ میں اور میرے اہل بیت میں رکھا۔(1)(2)

---

(1) یہ سورہ مائدہ کی آیت نمبر پچپن ہے اور اس شخص کا دعوی کہ یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اور آپ نے رکوع کی حالت میں اپنی انگوٹھی صدقہ کر دی، باطل ہے، سند کے اعتبار سے صحیح ہے اور نہ متن ونظر کے اعتبار سے۔ کیونکہ اہل علم نے نقل کے ساتھ اس بات پر اجماع کیا ہے کہ یہ آیت خاص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل نہیں ہوئی، اور اس پر اجماع کیا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نماز میں اپنی انگوٹھی صدقہ نہیں کی، اور اس پر بھی اجماع کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی یہ قصہ جھوٹ اور موضوع ہے۔ ابن تیمیہ نے ''منہاج السنہ،، (7/ 11) میں اجماع نقل کیا ہے۔

(اس آیت کی تفسیر میں مولانا نعیم الدین مرادی آبادی لکھتے ہیں: بعض کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں ہے کہ آپ نے نماز میں سائل کو انگشتری صدقۃً دی تھی وہ انگشتری انگشت مبارک میں ڈھیلی تھی بے عمل کثیر کے نکل گئی لیکن امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں اس کا بہت شد و مد سے رد کیا ہے اور اس کے بطلان پر بہت وجوہ قائم کیے ہیں۔ سعیدی) ---

--- آیت کے نزول کا سبب اور ہے، اس کا سبب مومنوں کے ساتھ دوستی رکھنے کا حکم اور یہود وغیرہ کافروں سے دوستی کو منع کرنا ہے جیسا کہ بعض منافقین کی طرف سے تھا جیسے ابن اُبی۔ جب حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے یہود سے براءت ظاہر کی (یعنی میں اُن کی دوستی سے بیزار ہوں) اور کہا: میں اللہ، اُس کے رسول اور ایمان والوں کو دوست بنا تا ہوں تو اُن کے حق میں اول ربع میں یہ آیت نازل ہوئی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ۔ (المائدہ 5:51)

اے ایمان والو! یہود ونصاری کو دوست نہ بناؤ۔

یہاں سے لے کر اللہ تعالیٰ کے اس قول تک،

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ۔ (المائدہ 5:55)

تمہارا دوست صرف اللہ ہے اور اس کا رسول اور ایمان والے جو قائم کرتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ (اللہ کے حضور) عاجزی سے جھکنے والے ہیں۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وغیرہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آیا ہے، پس آیت سے مراد: پہلے سبب نزول والے اصحاب ہیں، پھر جس نے صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل عمل کیا، پھر مومنوں میں سے جنھوں نے اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اقتداء کی۔ صحابہ کے علاوہ اُن میں سے کسی ایک فرد کی اس کے ساتھ تخصیص نہیں ہے۔

اور یہ بات جسے رافضی نے ذکر کیا اسے ثعلبی نے اپنی تفسیر میں نقل کیا اور اس کی سند ذکر نہیں کی حالانکہ اُن پر اپنی تفسیر میں موضوعات اور ضعیف روایات درج کرنے کی تہمت ہے اور وہ حاطب لیل ہیں (یعنی اندھیری رات میں لکڑیاں تلاش کرنے والے کی طرح ہے جو تاریکی کی وجہ سے کئی دوسری فضول چیزیں بھی اُٹھا لیتا ہے)۔

اسی طرح ثعلبی نے اس آیت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا:

یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی، اور عبدالملک سے نقل کیا---

---انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابو جعفر محمد الباقر رضی اللہ عنہ سے پوچھا، انھوں نے فرمایا: وہ مؤمن ہیں، میں نے عرض کیا: کہ لوگ کہتے ہیں: وہ علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ فرمایا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ (بھی) مؤمنوں میں سے ہیں۔

جیسا کہ یہ قول ابن جریر نے اپنی تفسیر (10/ 426-425) میں نقل کیا: تابعین سے پانچ آثار اُن کی اسناد کے ساتھ، نمبر 12210 - 12214، اُن میں سے پہلا اثر سدی سے ہے کہ انھوں نے آیت کے متعلق کہا: وہ تمام مؤمنین ہیں لیکن حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس سے ایک سائل گزرا جس وقت آپ رکوع کر رہے تھے تو آپ نے اُسے اپنی انگوٹھی دے دی۔

یہ تمام آثار جنھیں ابن جریر نے اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں ان میں سے کوئی شے بھی صحیح نہیں ہے۔ علما کی ایک جماعت نے اس پر نص فرمائی ہے جیسے ابن کثیر نے سورہ مائدہ کی اس آیت کی تفسیر میں اپنی تفسیر (2/ 71) میں، اور شیخ احمد شاکر نے تفسیر ابن جریر پر اپنی تعلیق میں ذکر کیا، ابن تیمیہ نے المنہاج میں چند مواضع میں ان دونوں قولوں کو قبول کیا جن میں اہم مقام (7/ 11-31) میں ہے۔ اور اس میں اس آیت کے تحت رافضیوں کے استدلال کو خصوصاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق اُنیس وجوہ سے باطل کیا۔ (2/ 30-32) میں نو وجوہ سے اور (3/ 404) میں، باوجود خود سدی کے کہ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں اِس آیت کی خصوصیت کی تصریح نہیں کی بلکہ اُن کی جملہ مؤمنین سے مثال دی، اور سدی فی نفسہ متہم ہے۔

نیز وہ حدیث جسے اُس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَهَا فِیَّ وَفِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ سے نقل کیا، میں نے اسے کتب مسندہ میں سے کسی میں نہ پایا۔ اور یہ بھی بعید نہیں ہے کہ یہ قول قوم نے وضع کیا ہو، پس یہ اُن کی طبیعت اور خصلت ہے اور یہ شے قوم کے معدن اور کان سے عجیب نہیں۔

(2) امام صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس قول کے جواب کو اس سے قبل دوسری آیت تک چھوڑنا، گویا یہ مناظر کے ساتھ تنزل ہے اور یہ جدل اور مستعملہ مناظرہ کے مناہج اور طریقوں سے ہے۔

اور آپ کے والد ماجد حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے استدلال کے لیے مسند مفصل جواب وارد ہوا ہے۔ امام ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں سند متصل کے ساتھ عبد الملک ابن ابی سلیمان---

حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُسے فرمایا: سورت میں اس سے پہلی آیت اس سے بڑی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ۔ (المائدہ54:5) (1)

اے ایمان والو! تم میں سے جو مرتد ہو جائے اپنے دین سے تو عنقریب لائے گا اللہ ایسی قوم کو کہ اللہ اُن سے محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ارتداد واقع ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد عرب مرتد ہو گئے اور کفار نہاوند میں جمع ہوئے، (2)

--- سے روایت کیا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا: وہ ایمان والے ہیں۔ میں نے کہا: کیا یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی؟ انھوں نے فرمایا: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایمان والوں سے ہیں۔

اسی طرح سدی وغیرہ تابعین سے روایت کیا گیا ہے، اسے اُن کی تفسیر سے ابن تیمیہ نے ''منہاج السنۃ،، (7/15) میں نقل کیا۔

(1) نسخہ الظاہریہ میں آیت پوری ہے:

أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ز يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ط ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (المائدہ54:5)

نرم ہوں گے مومنوں پر، سخت ہوں گے کافروں پر، جہاد کریں گے اللہ کی راہ میں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا بہت علم والا ہے۔

(2) یہ کلمہ نسخوں میں متفق علیہا ہے اور یہ غریب ہے کیونکہ نہاوند فارس کے بڑے شہروں میں سے ایک شہر ہے اور فارس ابھی تک فتح نہیں ہوا تھا، یہ شہر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں فتح ہوا۔۔

اہل سیر کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ سب سے پہلے مرتدین کی طرف نکلنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر آپ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو طیئ کے دو پہاڑوں میں بنی اسد کی طرف امیر بنایا جب طلیحہ نے نبوت کا دعوی کیا۔

اور کہا: وہ شخص فوت ہو گیا لوگ جس کے سبب غالب آتے اور کامیاب ہوتے تھے۔ (اس سے اُن کی مراد نبی کریم ﷺ کی ذات تھی) یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اُن کی طرف سے نماز قبول کریں اور اُن کے لیے زکوۃ چھوڑ دیں تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر وہ مجھ سے ایک رسی بھی روکیں گے جو وہ رسول اللہ ﷺ کو ادا کرتے تھے تو میں اس پر اُن سے جنگ کروں گا اگرچہ میرے خلاف پتھر اور ڈھیلے، کانٹے اور درخت، جن اور انسان جمع ہو جائیں، میں اکیلا ہی اُن سے قتال (لڑائی) کروں گا۔ (1)

(1) اس حدیث کے اصل کی صحیحین (بخاری و مسلم) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے تخریج کی گئی ہے، اور اس میں ہے: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ۔

فَقَالَ: وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا. قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَوَاللهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَدْ شَرَحَ اللهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ۔

جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور عرب میں سے جس نے کفر کرنا تھا اُس نے کفر کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ لوگوں سے کس طرح قتال (لڑائی) کریں گے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک وہ کہیں: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللہ، پس جس نے یہ کلمہ کہہ لیا، اُس نے مجھ سے اپنے مال اور اپنے نفس (جان) کو بچا لیا سوائے اس کے جو اس پر اسلام کا حق ہو، اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ان لوگوں سے ضرور قتال کروں گا جو نماز اور---

اور یہ آیت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے افضل تھی۔(1)

---زکوۃ میں فرق کریں گے، کیونکہ زکوۃ مال کا حق ہے اور اللہ کی قسم! اگر انھوں نے مجھے اس بکری کے بچے کو دینے سے انکار کیا (ایک روایت میں رسی ہے) جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیتے تھے تو میں اس کو روکنے کی وجہ سے ضرور ان سے قتال کروں گا۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ وہی چیز تھی جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینے کو کھول دیا تھا، پس میں نے پہچان لیا کہ یہی حق ہے۔

حدیث کے اور الفاظ کثیر ہیں۔بیشک مسلمانوں (اور اُن میں اول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں) کا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کام کی درستی پر اجماع منعقد ہو گیا ہے۔

(1) یہ اس بات پر نص ہے کہ اس قوم سے مراد وہ لوگ ہیں جن سے اللہ محبت فرماتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور آپ کے وہ اصحاب ہیں جنھوں نے مرتدوں اور زکوۃ نہ دینے والوں سے قتال کیا۔اس پر امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نص فرمائی۔

ابن جریر نے اپنی تفسیر (10 / 411) میں از مثنی از عبداللہ ابن ہاشم از سیف بن عمر از ابی روق از ضحاک از ابی ایوب کی سند سے روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ. (المائدہ5:54)

کے بارے میں فرمایا: اللہ تعالیٰ مومنوں کو جانتا ہے، اور برائی کا معنی منافقین سے رذیل لوگوں میں پایا گیا، اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے علم میں تھے جو مرتد ہو جائیں گے۔پس فرمایا:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ (المائدہ5:54)

اے ایمان والو! تم میں سے جو مرتد ہو جائے اپنے دین سے (اپنے دور میں مرتد لوگ) تو عنقریب لائے گا اللہ، ایسی قوم کو کہ اللہ اُن سے محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے۔

نیز اس پر قتادہ، حسن، ضحاک اور ابن جریج نے نص کی۔ ---

(6) رافضی نے آپ سے کہا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً ۔(1)

(البقرہ2:274)

جولوگ اپنے مال رات، دن، پوشیدہ اور ظاہر (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔

یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی، آپ کے پاس چار دینار تھے آپ نے ایک دینار رات کو خرچ کیا، ایک دینار دن کو، ایک دینار پوشیدہ اور ایک دینار علانیہ خرچ کیا۔(2)

---اور کوئی شک نہیں کہ مرتدوں سے قتال کرنے والے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے اور یہ وہ لوگ ہیں جن سے اللہ محبت فرماتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو اس آیت میں داخل ہونے والے سب سے بہتر ہیں۔

کہا گیا ہے: آیت سے مراد اشعری یمانی لوگ ہیں اور کہا گیا ہے کہ وہ انصار ہیں۔

حقیقت میں آیت ان سب کو شامل ہے کیونکہ ان سب نے پہلے عرب کے مرتدین سے قتال کیا اور دوسری بار اُن کے غیر نے مجوسی اور رومی کافروں وغیرہم سے قتال کیا۔ پس دونوں حالوں میں آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو شامل ہے جنھوں نے سب سے پہلے حصہ لیا اور اس اعزاز کو پایا۔

(1) نسخہ الظاہریہ میں پوری آیت ہے: فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۔ (البقرہ2:274)

تو اُن کے لیے ان کا ثواب ہے ان کے رب کے پاس اور ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(2) نسخہ الظاہریہ میں وَ دِیْنَارًا سِرًّا ، وَ دِیْنَارًا عَلَانِیَةً ، کی بجائے وَ دِیْنَارًا بِالسَّرَّاءِ ، وَ دِیْنَارًا بِالْعَلَانِیَةِ ہے۔ (معنی وہی ہے)

پس اس سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی۔(1)

(1) اس آیت کے نزول کا دعوی خصوصاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں صحیح نہیں۔ کچھ ضعیف پہلو وارد ہوئے ہیں خصوصاً وہ صورت جسے اُس رافضی شخص نے ذکر کیا کہ آپ نے چار درہم یا دینار خرچ کیے۔ اسے عبدالرزاق، ابن ابی حاتم، ابن جریر اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ اسی طرح سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی انھوں نے کثیر دینار اہل صفہ کی طرف بھیجے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آدھی رات کو ایک وسق کھجوریں بھیجیں۔ جیسا کہ اس کا اخراج ابن المنذر وغیرہ نے کیا۔ جیسا کہ اس روایت کا اخراج کیا کہ یہ آیت حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی جب انھوں نے جیش العسرۃ پر خرچ کیا۔

(حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے 900 اونٹ، ایک سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار پیش کیے جس کی وجہ سے انھیں مُجَهِّزُ جَيْشِ الْعُسْرَةِ کا خطاب ملا، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم پیش کیے، دیگر متمول صحابہ کرام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، سعیدی)

(اس آیت کی تفسیر میں مولانا نعیم الدین مرادی آبادی لکھتے ہیں: یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب کہ آپ نے راہ خدا میں چالیس ہزار دینار خرچ کیے تھے دس ہزار رات میں اور دس ہزار دن میں اور دس ہزار پوشیدہ اور دس ہزار ظاہر، ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے حق میں نازل ہوئی جبکہ آپ کے پاس فقط چار درہم تھے اور کچھ نہ تھا آپ نے ان چاروں کو خیرات کر دیا ایک رات میں ایک دن میں ایک کو پوشیدہ ایک کو ظاہر، سعیدی)

لیکن مروی اور مشہور یہ ہے کہ یہ آیت اُن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو اللہ کے راستے میں گھوڑوں کو چارہ دیتے تھے۔ اور گھوڑوں والے وہ لوگ ہیں جو انھیں جہاد کے لیے تیار کرتے تھے جیسا کہ اسے ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں نقل کیا۔

اور مقصود یہ ہے کہ آیت البتہ کسی ایک معین شخص کے حق میں نہیں ہے۔ اس کے سبب نزول کا ذکر متعدد ہے اور یہ ہر اُس شخص کے بارے میں عام ہے جو رات اور دن میں پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرے۔ تو جس نے اس پر عمل کیا وہ اس میں داخل ہو گیا خواہ وہ سیدنا علی ہوں، سیدنا عثمان ہوں، ---

سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے اُسے فرمایا: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے قرآن میں اس سے افضل آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَالَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى * وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى * وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى * إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى * فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى * وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى * فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرٰى

(اللیل 92:1 تا 7) (1)

---سیدنا صدیق اکبر ہوں یا اُن کے علاوہ دوسرے لوگ رضی اللہ عنہم۔

نیز آیت اس صفت کے ساتھ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خصوصیتِ فضل پر دلیل نہیں ہے بلکہ اس صفت میں آپ کے ساتھ دوسرے اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک ہیں وہ جو بسا اوقات زیادہ خرچ کرنے میں ہم عصروں سے بڑھ گئے جیسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بئر اَرومہ خریدنے میں اور ایک ہزار اونٹ سامان اور ہتھیاروں سمیت خرچ کرنے کے بدلے جیش عسرت تیار کرنا اور اس جیسے کثیر مواقع پر خرچ کرنا، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا خرچ کرنا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اپنا آدھا مال خرچ کرنا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنا کل مال پیش کرنا۔

اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تو وہ ہیں جنھوں نے صحابہ کرام سے اسلام کے اصول آزاد کیے جیسے حضرت بلال اور حضرت خباب وغیرہما جس کا بیان اس کے بعد آئے گا۔ نیز اس آیت میں وہ انصار داخل ہیں جو مہاجرین کے (آنے) سے پہلے (ہی) دار الہجرۃ اور دار الایمان (مدینہ طیبہ) میں مقیم ہو گئے وہ اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں کو دوست رکھتے ہیں اور وہ (دوسروں کو) اپنی جانوں پر مقدم رکھتے ہیں اگرچہ خود انھیں فاقہ اور شدید حاجت ہو۔ نیز یہ آیت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی شامل ہے۔

لیکن یہ (رافضی) لوگ جھوٹے اور فریبی ہیں وہ اپنے باطل اصولوں پر دلالت کے لیے ضعیف اور شاذ اقوال سے تمسک کرتے (یعنی دلیل) پکڑتے ہیں۔ اور ظاہر، صحیح دلائل اور اُن متواترہ متکاثرہ نصوص کو چھوڑ دیتے ہیں جو ان کے قول کے خلاف پر دلالت کرتے ہیں۔

(1) (حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

قسم رات کی جب وہ (دِن کو) چھپا لے۔ (اللہ کی قسم ہے) اور دن کی جب وہ روشن ہو۔ اور (قسم) اس ذات کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا۔ بیشک تمہاری کوشش ضرور مختلف ہے۔ تو جس نے (راہ حق میں) دیا اور پرہیزگاری اختیار کی * اور اچھی بات کو سچ مانا (سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے) * تو عنقریب ہم اُس کے لیے آسانی کا راستہ آسان کر دیں گے۔ (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے)

---

(1) یہ آیت اللہ تعالیٰ کے پہلے قول (فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى) کا جواب ہے، امام جعفر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے نازل مانا ہے اور یہ حق ہے کیونکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اُن لوگوں میں سے ہیں جن میں فعل الشرط متحقق ہوا ہے۔ پس آپ نے وہ عطا کیا جس کے نکالنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور نفلی تو بہت عطا فرمایا۔ آپ اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والوں سے ہیں جیسا کہ آپ نے اچھی بات کو اُس کے تمام معانی کے ساتھ سچ مانا، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو اللہ نے آپ پر انعام فرمایا اور جنت اور جہنم سے غیب پر ---- الخ۔

اگرچہ آیات کا ظاہر سیاق اور انداز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر وہ شخص جو اِن میں موجود باتوں پر عمل کرے گا وہ اس میں شامل ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ الحمد للہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انہی میں سے ہیں۔

اور یہ تفسیر، تعیین موصوف کے ساتھ علما کے نزدیک معروف ہے اور وہ تعیین یہاں ہے اگرچہ اُن تمام مومنوں میں عام ہے جو اس شرط کو پورا کرتے ہیں۔ پس امام صادق رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بعد والی آیات کے قرینہ کے سبب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو معین کیا ہے اور آپ کی تعیین صحیح ہے۔

اور اِن آیات کی تفسیر میں وہ حدیث آئی ہے جس کا اخراج صحیحین میں ہے: (بخاری، 1362)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا:

كُنَّا فِيْ جَنَازَةٍ فِيْ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ، فَأَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ ---

---وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ، وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ، فَنَكَّسَ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ، مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ إِلَّا كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَإِلَّا قَدْ كُتِبَ شَقِيَّةً أَوْ سَعِيدَةً.

فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ؟ فَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ، وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ، قَالَ: أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ، وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَأَ: فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى.

(اللیل 92:5 تا 10)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم بقیع الغرقد (اہل مدینہ کے ایک قبرستان) میں ایک جنازے کے ساتھ تھے، ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور بیٹھ گئے، ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے، آپ کے پاس ایک چھڑی تھی۔ آپ نے سر مبارک جھکایا اور اپنی چھڑی سے زمین کریدنے لگے، پھر آپ نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص کا جنت میں یا جہنم میں ٹھکانا لکھ دیا گیا ہے اور یہ بھی کہ وہ نیک بخت ہے یا شقی یعنی بد بخت ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ کیا ہم اپنے بارے میں لکھے ہوئے پر بھروسہ نہ کر لیں اور عمل کرنا چھوڑ دیں، تو جو شخص ہم میں سے نیک بخت ہوگا وہ عنقریب نیک بختوں کے عمل کی طرف رجوع کرے گا اور وہ جو ہم میں سے بد بخت ہوگا تو وہ بد بختوں کے عمل کی طرف لوٹے گا؟ آپ نے فرمایا: وہ جو اہل سعادت ہیں اُن کے لیے سعادت اور نیک بختی کے عمل آسان کر دیئے جائیں گے اور جو بد بخت ہیں اُن کے لیے بد بختی کے عمل آسان کر دیئے جائیں گے، پھر آپ نے اِن آیات کی تلاوت کی: (جن کا ترجمہ ہے)

تو جس نے (راہ حق میں) دیا اور پرہیز گاری اختیار کی اور اچھی بات کو سچ مانا تو عنقریب ہم اُس کے لیے آسانی کا راستہ آسان کر دیں گے اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ رہا اور اچھی بات کو اُس نے جھٹلایا تو ہم بہت جلد اُس کے لیے دشواری کا راستہ مہیا کر دیں گے۔

وَ سَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى * الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى * وَ مَا لِأَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى * إِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلٰى * وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۔ (اللیل 92:17 تا 21)

اور اس سے (بہت) دُور رکھا جائے گا سب سے بڑا پرہیز گار (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) جو اپنا مال (اللہ کی راہ میں) دیتا ہے کہ (اعلیٰ درجے کی) پاکیزگی حاصل کرے (یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ)۔اور اس پر کسی کا کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ (وہ اپنا مال دیتا ہے) صرف اپنے رب کی رضا طلب کرنے کے لیے جو سب سے بلند ہے۔اور ضرور وہ عنقریب راضی ہوگا (یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) (1)

---

(1) حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں کئی مفسرین سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وارضاہ کے حق میں نازل ہوئی یہاں تک کہ اُن میں سے بعض نے اس پر مفسرین کا اجماع بیان کیا اور کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ اس میں داخل ہیں اور پہلی اُمت اپنے عموم کے ساتھ داخل ہے۔ پس اس کے لفظ عموم کے لفظ ہیں۔اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اُمت میں مقدم اور اس آیت کے اوصاف اور باقی اوصاف حمیدہ میں اُن (اُمت کے افراد) سے سبقت کرنے والے ہیں۔ بیشک آپ صدیق، تقی، کریم، سخی اپنا مال اپنے مولا کی اطاعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد میں خرچ کرنے والے ہیں۔ پس آپ نے کتنے ہی دراہم و دنانیر اپنے رب کریم کی رضا طلب کرنے میں خرچ کر ڈالے۔لوگوں میں سے کسی کا آپ پر کوئی احسان نہیں تھا کہ آپ اُس کا بدلہ دینے کے محتاج ہوں لیکن تمام قبائل کے سرداروں اور رؤوساء پر آپ رضی اللہ عنہ کا فضل واحسان تھا۔لہذا آپ نے صلح حدیبیہ کے دن بنوثقیف کے سردار عروہ بن مسعود سے کہا:

اُمْصُصْ بَظَرَ اللَّاتِ، أَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ وَنَدَعُهُ؟

تو لات بت کی شرمگاہ چوس کیا ہم آپ سے بھاگ جائیں گے اور آپ کو چھوڑ دیں گے؟

اُس نے کہا: لَوْلَا يَدٌ كَانَتْ لَكَ عِنْدِىْ لَمْ أَجْزِكَ بِهَا لَأَجَبْتُكَ.

اگر تمھارا مجھ پر وہ احسان نہ ہوتا جس کا بدلہ میں تجھے ابھی تک نہ دے سکا ہوں تو اس کا تمھیں ضرور جواب دیتا۔ (بخاری، باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع اہل الحرب، حدیث نمبر 2731)

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنا مال چالیس ہزار خرچ کیا۔ یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک کپڑا اوڑھ رکھا تھا۔ (1)

اور صحیحین (بخاری ومسلم) میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ فِي سَبِيلِ اللهِ، دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ-يَعْنِي الْجَنَّةَ- يَا عَبْدَ اللهِ هٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ، وَبَابِ الرَّيَّانِ،

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا عَلَى هٰذَا الَّذِي يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، وَقَالَ: هَلْ يُدْعَى مِنْهَا كُلِّهَا أَحَدٌ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ.

جس نے اللہ کی راہ میں کسی چیز کا ایک جوڑا خرچ کیا اُس کو جنت کے دروازوں میں سے بلایا جائے گا: اے اللہ کے بندے! یہ خیر (بھلائی) ہے۔ سو جو نمازیوں میں سے ہوگا اُس کو باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا، اور جو مجاہدین میں سے ہوگا اُس کو باب الجہاد سے بلایا جائے گا، اور جو صدقہ دینے والوں سے ہوگا اُسے باب الصدقہ سے بلایا جائے گا اور جو روزہ داروں سے ہوگا اُس کو باب الریان سے بلایا جائے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اُس شخص کو تو کوئی خوف نہیں ہوگا جسے ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا اور کہا: یا رسول اللہ! کیا کوئی ایسا شخص ہے جس کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں ہے، اور اے ابوبکر! مجھے اُمید ہے کہ وہ شخص تم ہوگے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اُن متقدمین غلام صحابہ کرام پر احسان ہے جنھیں آپ نے آزادی دلائی اور سیادت وشرف والے اُن متقدمین پر بھی احسان ہے جو آپ کی دعوت پر اسلام لائے۔ آپ نے حاجت مندوں پر بہت خرچ کیا۔

(1) یعنی ایک کپڑا اوڑھ لیا اور اُس کے ذریعے فقر کو چھپا لیا تھا۔ عباء کا یہ معنی کتب لغت میں ہے۔---

---اور یہ وہ بات ہے جس کا ذکر امام صادق رحمہ اللہ تعالیٰ نے حبیبہ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا سے کیا۔ جیسا کہ اُن سے ابو حاتم نے اپنی سند سے اخراج کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ پر چالیس ہزار خرچ کیے۔

اسی طرح حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ایمان لائے آپ کے پاس چالیس ہزار تھے جنھیں آپ نے رسول اللہ ﷺ پر اور اللہ کے راستے میں خرچ کیا۔

حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نکلے اور آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نکلے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال اُٹھایا آپ کے پاس پانچ یا چھ ہزار درہم تھے۔ آپ اپنے مال کے ساتھ نکلے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہمارے پاس ہمارے دادا ابو قحافہ آئے اُن کی نظر چلی گئی تھی۔ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! میرا خیال ہے تمھیں اُن کے مال و جان نے دردمند بنایا ہے۔ آپ نے کہا: ہرگز نہیں اے ابا جان! بیشک انھوں نے ہمارے لیے خیر کثیر چھوڑی ہے۔

فرماتی ہیں: میں نے کچھ پتھر لیے اور انھیں گھر کے روشندان میں رکھ دیا جہاں میرے والد اپنا مال رکھا کرتے تھے اور اُن پتھروں پر ایک کپڑا ڈال دیا پھر میں نے دادا جان کا ہاتھ پکڑا اور کہا: اے دادا جان! اپنا ہاتھ اس مال پر رکھیں۔ آپ فرماتی ہیں: انھوں نے اپنا ہاتھ اُس پر رکھا، کہا: کوئی حرج نہیں جبکہ اُس نے (میرے بیٹے نے) تمھارے لیے یہ چھوڑا ہے تو اچھا کیا ہے۔ یہ تمھارے لیے کافی ہے۔ اور ابو قحافہ ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کی قسم! انھوں نے ہمارے لیے کچھ نہ چھوڑا تھا لیکن میں نے ارادہ کیا تھا کہ بوڑھے دادا اس سے مطمئن اور خاموش ہو جائیں۔

ابن اسحاق نے سیرت میں اس کا اخراج کیا اور اسے ابن المحب طبری نے نقل کیا۔

اس میں کوئی منافات نہیں۔ پس چالیس ہزار خرچ کرنے کی روایت اُس وقت کی ہے جب آپ نے اسلام قبول کیا اور یہ آپ کی ہجرت کے وقت کی بات ہے۔

اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبَا بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا غَيْرَ رَبِّي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ، وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ---

--- بیشک ابو بکر تمام لوگوں سے زیادہ اپنی صحبت (مجالست) اور مال سے مجھ پر احسان کرنے والے ہیں اور اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل (دوست) بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن اسلام کی اخوت (بھائی چارہ) اور محبت (ہر اخوت ومحبت سے افضل واعلیٰ ہے)۔

یہ حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے متفق علیہ ہے۔ (بخاری، 3654)

سنن کی بعض کتابوں میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا نَفَعَنِي مَالٌ قَطُّ، مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ۔ قَالَ: فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ، وَقَالَ:
يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ أَنَا وَمَالِي إِلَّا لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ۔ (سنن ابن ماجہ، 94)

مجھے کسی مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا ابو بکر کے مال نے نفع پہنچایا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (یہ بات سن کر) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہا: یا رسول اللہ! میں اور میرا مال آپ ہی کے لیے تو ہے۔

بیشک سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اظہار فضل کا معنیٰ (ومطلب) خاص طور پر آپ کے مال میں متواتر ہے۔ اگر (اختصار کا) یہ مقام نہ ہوتا تو میں آپ کے خرچ اور صرف کرنے کے احوال میں انواع (اور تفصیل) بیان کرتا۔ (تیرے لیے) ایک ہی بات کافی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں آپ وہ واحد شخص ہیں جنھوں نے اپنا سارا مال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کے دین کی مدد اور دعوت پر خرچ کیا۔

ابو داؤد اور ترمذی نے اس حدیث کا اخراج کیا اور اسے صحیح قرار دیا اور امام احمد نے مسند وغیرہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا:

أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا أَنْ نَتَصَدَّقَ، فَوَافَقَ ذٰلِكَ مَالًا عِنْدِي، فَقُلْتُ: الْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا، فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟ قُلْتُ: مِثْلَهُ، قَالَ: وَأَتَى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟ قَالَ: أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللهَ وَرَسُولَهُ، قُلْتُ: لَا أُسَابِقُكَ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا۔

ابو داؤد، کتاب الزکوۃ، باب الرخصۃ فی ذلک، 1678 ---

پس حضرت جبریل علیہ السلام اُترے(1) اور عرض کی: اللہ العلی الاعلیٰ(2) آپ کو سلام پیش کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ میری طرف سے ابو بکر کو سلام کہیں اور انہیں فرمائیں کیا تم مجھ سے اپنے اس فقر میں راضی ہو یا ناراض ہو؟ تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: کیا میں اپنے رب عز وجل پر ناراض ہوں گا؟ میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں، اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اُسے راضی فرمائے گا۔(3)

---ترمذی، کتاب المناقب، باب رجاؤہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یکون ابو بکر ممن یدعیٰ من جمیع ابواب الجنۃ، 3675

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن ہمیں صدقہ کا حکم فرمایا، حسن اتفاق سے اُس وقت میرے پاس مال تھا۔ اُس روز میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سبقت لے سکا تو آج لے سکتا ہوں۔ پس میں نے اپنا آدھا مال لیا اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہو گیا۔ آپ نے پوچھا کہ اپنے اہل و عیال کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کیا: اتنا ہی مال۔ آپ کا بیان ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے کر حاضر ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے دریافت فرمایا: اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں اُن کے لیے اللہ اور اُس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ میں نے (اپنے دل میں) کہا: کہ میں کبھی بھی اُن سے کسی چیز میں سبقت حاصل نہیں کر سکتا۔

بزار نے اس کا اخراج کیا، اس کی سند حسن ہے اور اپنے شواہد کے مجموعہ کے ساتھ صحیح لغیرہ ہے

(1) نسخہ الظاہریہ میں ہے: پس حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُترے---اے **محمد**! **بیشک** اللہ تعالیٰ آپ کو سلام پیش کرتا ہے۔

(2) العلی الاعلیٰ، اللہ سبحانہ کے دو نام ہیں جیسا کہ آیۃ الکرسی کے آخر میں ہے: **وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ**، اور اللہ کا قول: **سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى**۔ اور یہ دونوں اللہ کی مطلق بلندی، شان علو، اُس کی عظمت، اپنے عرش پر اپنے استواء کے ساتھ اپنی مخلوقات پر علو ذات کی دلالت کرتے ہیں۔ اور یہ اُس ذات کی وہ صفات ہیں جو ہمیشہ اور ازل سے اُس کے ساتھ قائم ہیں کیونکہ وہ کمال وجلال سے اس کے لائق ہے---

(7) رافضی نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللهِ ط لَا يَسْتَوُونَ عِندَ اللهِ ط ۔ (التوبہ 9:19)

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کے آباد رکھنے کو اس شخص (کی نیکیوں) جیسا کر دیا جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لایا اور اُس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہو سکتے۔

---(3) یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے فرمایا: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا اور آپ کے پاس سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی حاضر تھے، اُن پر ایک (بالا پوش) چادر تھی جو انھوں نے اپنے سینے پر ڈال رکھی تھی۔ سیدنا جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں دیکھ رہا ہوں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے سینے پر ایک چادر اوڑھ رکھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل! اُس نے فتح سے پہلے اپنا مال مجھ پر خرچ کیا ہے، سیدنا جبریل علیہ السلام نے کہا: بیشک اللہ عز و جل آپ کو سلام کہتا ہے، پھر ساری حدیث ذکر کی،

اس خبر کو بغوی نے اپنی تفسیر (8/34) میں روایت کیا لیکن ضعیف سند کے ساتھ، ابن کثیر نے اپنی تفسیر (4/308) میں سورہ حدید کی اس آیت کی شرح میں اس پر نص فرمائی ہے۔

لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۔ (الحدید 57:10)

تم میں برابر نہیں وہ جنھوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا۔

لیکن یہ حدیث دوسرے طرق سے بھی آئی ہے جنھیں حافظ ابو عبداللہ محمد بن محمد فضائلی رازی نے "نزہۃ الابصار" میں، حافظ ابن عبید اور صاحب الصحبۃ نے روایت کیا۔ ان سے ابن المحب طبری نے "الریاض النضرۃ" (1/132) میں نقل کیا، باب ذکر اختصاصہ بمواساۃ النبی ﷺ بنفسہ و مالہ، نیز اسے ابو نعیم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

آیت کی نص اور اس کے سیاق نے واضح کر دیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) راضی کیے جائیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوں گے۔

یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔(1)

(1) اس کے سبب نزول میں جو بات آئی ہے اُسے عبدالرزاق صنعانی نے حسن اور شعبی سے مرسل روایت کیا کہ یہ آیت حضرت علی اور آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی۔

ابن جریر کے نزدیک ایک اور طریق سے یہ بات آئی ہے انھوں نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کیا، انھوں نے فرمایا: بنی عبدالدار کے طلحہ بن شیبہ، عباس بن عبدالمطلب اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے (آپس میں) فخر کیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں صاحب البیت (کعبۃ اللہ کا مجاور) ہوں میرے پاس اُس کی چابی ہے اگر میں چاہوں تو اُس میں رات بسر کرسکتا ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں صاحب سقایہ اور اس پر نگہبان ہوں میں اگر چاہوں تو مسجد میں رات گزار سکتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں میں نے لوگوں سے پہلے چھ ماہ تک قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی ہے اور میں صاحب الجہاد ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ ساری آیت نازل فرمائی۔

یہ آثار مرسلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور اسلام کی طرف سبقت کرنے پر دلالت کرتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ اُن لوگوں میں سے ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور نماز قائم کی۔ اور آپ کے لیے اپنے چچا اور حضرت طلحہ پر یہ تقدم ہے لیکن آیت کا عموم بھی ہے اور اعتبار عموم کا ہے نہ کہ خصوص سبب کا۔

(اس آیت کے تحت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں: روز بدر جب حضرت عباس گرفتار ہو کر آئے تو انھوں نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ تم کو اسلام اور ہجرت و جہاد میں سبقت حاصل ہے تو ہم کو بھی مسجد حرام کی خدمت اور حاجیوں کے لیے سبیلیں لگانے کا شرف حاصل ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور آگاہ کیا گیا کہ جو عمل ایمان کے ساتھ نہ ہوں وہ بیکار ہیں۔ سعیدی)

یہ آیت باقی صحابہ کو شامل ہے جن میں یہ وصف متحقق ہے، یعنی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس وصف میں شریک ہیں۔

نیز یہ آیت اُسے بھی شامل ہے جو ایمان لانے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سابق ہے ---

---اور وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔اور آیت جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے اسی طرح اِس کی دلالت بطریق اولیٰ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت پر بھی ہے۔اور یہ بات وصف آیت کے ساتھ اور اسے دوسری آیات کے نظائر کے ساتھ ملانے سے واضح ہے کیونکہ قرآن کا بعض دوسرے بعض کی تصدیق کرتا ہے۔اور مقصود یہ ہے کہ یہاں آیت میں ایسی فضیلت نہیں ہے جس کے ساتھ کبار صحابہ اور سبقت کرنے والوں کو چھوڑ کر صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی خاص ہیں، اگر چہ حضرت علی، طلحہ بن شیبہ وغیرہ سے آیت کے زیادہ حقدار ہیں۔نیز یہاں آیت کا سبب ماسبق سے زیادہ صحیح موجود ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح مرفوع حدیث میں ثابت ہو چکا ہے، امام مسلم نے اپنی سند کے ساتھ حضرت نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انھوں نے فرمایا:

كُنْتُ عِنْدَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ رَجُلٌ: مَا أُبَالِي أَنْ لَا أَعْمَلَ عَمَلًا بَعْدَ الْإِسْلَامِ إِلَّا أَنْ أُسْقِيَ الْحَاجَّ وَقَالَ آخَرُ: مَا أُبَالِي أَنْ لَا أَعْمَلَ عَمَلًا بَعْدَ الْإِسْلَامِ إِلَّا أَنْ أَعْمُرَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ. وَقَالَ آخَرُ: الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَفْضَلُ مِمَّا قُلْتُمْ. فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ. وَ قَالَ: لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ عِنْدَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ. وَلٰكِنْ إِذَا صَلَّيْتُ الْجُمُعَةَ دَخَلْتُ فَاسْتَفْتَيْتُهُ فِيمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ. فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ:

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ جٰهَدَ فِي سَبِيلِ اللهِ ط لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللهِ۔ (التوبہ 19:9)

(صحیح مسلم، باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ تعالیٰ، حدیث نمبر 111_1879)

میں اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس حاضر تھا جب ایک شخص بولا اگر میں اسلام قبول کر لینے کے بعد حاجیوں کو پانی پلانے کے علاوہ کوئی اور عمل نہ بھی کروں تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔دوسرے شخص نے کہا: اگر میں اسلام قبول کر لینے کے بعد مسجد حرام کو آباد کرنے کے علاوہ کوئی اور عمل نہ بھی کروں تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ایک اور شخص کہنے لگا: تم لوگوں نے جو عمل بتائے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ان سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں ڈانٹتے ہوئے فرمایا: ---

حضرت سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اُسے جواب دیا: قرآن عظیم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے اس کی مثل آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَا يَسْتَوِيْ مِنكُمْ مَّنْ اَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ط اُولٰٓئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ط وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ *۔ (الحدید 10:57)

(اے مسلمانو) برابر نہیں تم میں سے وہ لوگ جنہوں نے خرچ کیا فتح (مکہ) سے پہلے اور قتال کیا وہ لوگ اُن مسلمانوں سے درجہ میں بڑے ہیں جنہوں نے فتح (مکہ) کے بعد اپنے مال خرچ کئے اور (دشمنوں سے) لڑے اور اللہ نے اُن سب سے جنت کا وعدہ فرمایا اور اللہ تمہارے سب کاموں سے خوب خبردار ہے۔

---- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منبر کے پاس اپنی آواز بلند نہ کرو یہ جمعہ کا دن ہے، جمعہ کی نماز ادا کرنے کے بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا جس میں تم نے اختلاف کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کے آباد رکھنے کو اس شخص (کی نیکیوں) جیسا کر دیا جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لایا اور اُس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہو سکتے۔ (آیت کے آخر تک)

نیز یہ بات بھی حاصل ہوئی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ افضل ہیں کہ کلام اللہ چند اُمور میں آپ کی رائے کے موافق نازل ہوا۔ جیسے مقام ابراہیم کو مصلی بنانا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواج مطہرات پر حجاب کا حکم نازل ہونا، بدر کے قیدیوں کا معاملہ، منافقین پر نماز نہ پڑھنا، تقریباً بیس مواقع پر موافقات قرآنی ہیں جنھیں شیخ عبدالفتاح رادہ المکی نے ''الکوکب الأغر فی موافقات عمر للقرآن والتوراۃ والأثر'' میں نظم اور شرح کے ساتھ بیان کیا۔

اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اپنا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خرچ کیا، اور سب سے پہلے قتال کیا، اور سب سے پہلے جہاد کیا۔ مشرکین آئے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مارا یہاں تک کہ آپ کو لہولہان کر دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس بات کی خبر ملی تو مکہ کے راستوں میں دشمن کی طرف دوڑے (اُن کا پیچھا کیا)۔(1)

آپ فرماتے تھے تم پر افسوس کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس تشریف لایا ہے۔(2) پس انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا اور آپ کو مارا یہاں تک کہ (مار کی وجہ سے) آپ کے چہرے سے آپ کی ناک ظاہر نہیں ہوتی تھی۔(3)

(1) نسخہ الظاہریہ میں ہے: یعدو و یجر ذیلہ، دشمن کا پیچھا اس حال میں کیا کہ آپ اپنا دامن کھینچ رہے تھے

(2) نسخہ الظاہریہ میں ہے: تمھارے رب کی طرف سے تمھارے پاس روشن نشانیاں لایا، اور یہ اصل سے بہتر ہے۔

(3) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آل فرعون کے ایک مؤمن کے قول کے ساتھ استدلال کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ غافر (المؤمن 40:28) میں اس کا قصہ بیان فرمایا:

وَ قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ق مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ط وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ج وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ۔

اور ایک مردِ مؤمن نے فرعون والوں سے کہا جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا کیا تم ایک مرد کو اس لیے قتل کرنا چاہتے ہو کہ فرماتے ہیں میرا رب اللہ ہے حالانکہ یقیناً وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے چمکتی ہوئی نشانیاں لے کر آئے اور اگر (بالفرض) وہ سچے نہیں تو اُن کے سچے نہ ہونے کا اثر انہی پر ہے اور اگر وہ سچے ہیں تو تمہیں پہنچ جائے گا کچھ وہ (عذاب) جس کا وہ تم سے وعدہ فرماتے ہیں۔ بیشک اللہ اُسے ہدایت نہیں فرماتا جو حد سے گزرنے والا سخت جھوٹا ہو۔ -----

لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آل فرعون کے مؤمن سے زیادہ کامل اجتہاد کیا کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا ایمان نہیں چھپایا بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا، آپ کی تصدیق کرنا اور آپ کے پاس ہر وقت حاضر رہنا اہل مکہ وغیرہم کے نزدیک مشہور تھا، اور یہ وہ چیز ہے جسے امام صادق رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اجتہاد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفاع میں ذکر کیا۔

(ایک موقع پر جب لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زخمی کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا دفاع کیا انھوں نے آپ پر حملہ کر کے بہت زخمی کیا، سعیدی)

ابوعمر بن عبدالبر نے اپنی سند کے ساتھ اپنی ''الاستیعاب،، میں اور ابن اسحاق وغیرہما نے حدیث عائشہ و اسماء رضی اللہ عنہما سے اس کا اخراج کیا۔ اور اس میں ہے:

فَرَجَعَ إِلَيْنَا أَبُوْ بَكْرٍ فَجَعَلَ لَا يَمَسُّ شَيْئًا مِنْ غَدَائِرِهِ إِلَّا جَاءَ مَعَهُ وَهُوَ يَقُولُ: تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں پاس تشریف لائے تو اُن کے جس بال کو بھی ہاتھ لگایا جاتا وہ ہاتھ میں آجاتا تھا لیکن آپ یہی کہہ رہے تھے: اے جلال واکرام والے!

(مسند حمیدی، احادیث اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما، حدیث نمبر 326)

اصل خبر صحیح بخاری کی کتاب التفسیر میں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: فرمایا:

میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مشرکین کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ سخت سلوک کے متعلق پوچھا۔ انھوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے، اچانک عقبہ بن ابی معیط آپ کی طرف آیا، اُس نے اپنی چادر آپ کی گردن میں ڈالی اور سختی سے کھینچا۔ اچانک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اُسے دور ہٹایا اور کہا: تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے چمکتی ہوئی نشانیاں لے کر آیا ہے۔

بعض طرق میں ہے: عقبہ بن ابی معیط آگے بڑھا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے پاس---

اور آپ سب سے پہلے شخص تھے جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا،(1) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل کر قتال کیا اور سب سے پہلے تھے جس نے اپنا مال خرچ کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَا نَفَعَنِیْ مَالٌ کَمَالِ (2) اَبِیْ بَکْرٍ ۔(3)
مجھے کسی مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا ابوبکر کے مال نے دیا۔

(8) رافضی نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنکھ جھپکنے کے برابر (ایک لمحے کے برابر) بھی شرک نہیں کیا۔(4)

--- تشریف فرما تھے اُس نے اپنا کپڑا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن میں کسا اور گلا سختی سے دبایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑے، اُس کے کندھے پکڑے اور اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور کیا۔ الحدیث

اس روایت میں قریش کے سامنے اکیلے ڈٹ جانے میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شجاعت ثابت ہوتی ہے جس میں آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کرتے ہیں، یہ پہلا جہاد اور اللہ کے نبی علیہ وآلہ الصلاۃ والسلام کا دفاع ہے۔

(1) نسخہ الظاہریہ میں ''من جاھد فی اللہ،، کی بجائے ''من جاھد فی نفسہ،، ہے۔

(2) نسخہ الظاہریہ میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں ''مَا نَفَعَنِیْ مَالٌ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ،،۔

(3) اس کی تخریج اور چند وجوہ سے اس پر رہنمائی گزر گئی۔

حافظ اسماعیل بن السمان (447ھ) نے اپنی کتاب ''الموافقة بين أهل البيت والصحابة،، میں اپنی سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انھوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: آپ لوگوں میں سب سے زیادہ نرم دل تھے، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق غار تھے اور لوگوں میں سب سے بڑھ کر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خرچ کرنے والے تھے۔

(4) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عدم شرک کے کچھ اسباب وعوامل ہیں آپ اللہ کی توفیق واحسان کے سبب شرک سے محفوظ رہے۔ اُن اسباب میں سے کچھ یہ ہیں: ---

--- (1) آپ صغیر السن (چھوٹی عمر کے) تھے، آپ بڑے اور بالغ نہیں تھے اور شرک باللہ میں اپنی قوم کے طریقے پر نہیں چلے، اسی لیے جب آپ اسلام لائے تو آپ کی عمر دس سال یا اس سے کم تھی۔

(2) آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر پرورش تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے کثیر بیٹے تھے اور وہ تنگ دست تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے بیٹے علی رضی اللہ عنہ کی تربیت کے سبب اپنے چچا کا بوجھ کم کیا۔ یہ پرورش اور تربیت کفالت اور کافی تھی جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے آپ کو شرک میں واقع اور مبتلا ہونے سے بچایا۔

(3) اس حال کا عمر میں بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ قیاس کرنا صحیح نہیں ہے جن میں کوئی مشرک تھا پھر وہ اسلام لایا کیونکہ یہ قیاس، قیاس مع الفارق ہے۔ و تباعد الصوارف علی کل۔

(4) جو اپنے شرک کے بعد اسلام لایا اُسے شرک کے سبب عیب لگانا صحیح نہیں کیونکہ اسلام ما قبل کی ہر شے کو کاٹ دیتا ہے ہر گناہ کو مٹا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ضامن بن جاتا ہے کہ وہ اُن کی سیئات اور خطاؤں کو نیکیوں میں بدل دے جیسا کہ سورہ فرقان کے آخر میں ہے:

إِلاَّ مَن تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلاً صَالِحاً فَأُوْلَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ ط وَ كَانَ اللهُ غَفُورًا رَّحِيماً ۔ (الفرقان 70:25)

لیکن جو (مرنے سے پہلے) توبہ کر لے اور اچھے کام کرے تو اللہ اُن لوگوں کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

(5) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے شرک کا نہ ہونا اُن کے اپنے نفس کے اختیار کے ساتھ نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کی اُن کے ساتھ عنایت کے سبب تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اُن کے بچپن میں کفالت فرمائی اور نہ معلوم اگر بڑے ہوتے اور اپنے والد کے پاس ہوتے تو اُن کا کیا حال ہوتا۔ خصوصاً جبکہ آپ کے بڑے بھائیوں سے شرک ہوا جیسے حضرت عقیل رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

(6) بہتر یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صحابہ کے اُن بیٹوں کے ساتھ قیاس کرنا بہتر ہے جو آپ کے ہم عمر تھے پس اس کے ساتھ قیاس صحیح ہے۔ تو پھر ہم آپ کو آپ کے چچا زاد حضرت ---

حضرت سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایسی تعریف کی ہے جو ہر شے سے بے پرواہ کر دیتی ہے۔(1)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ۔(الزمر 33:39)

اور جو سچی بات لے کر آئے (سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور جنھوں نے اس کی تصدیق کی (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے)۔(2)

---عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور آپ کی مثل افراد کے ساتھ قیاس کیوں نہ کریں۔اس کے باوجود حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شرک باللہ نہ کرنا اور کبھی بھی کسی بت کو سجدہ نہ کرنا یہ آپ کے اُن مناقب سے ہے جن کے ساتھ آپ خاص ہیں نہ کہ اس خصوصیت کے ساتھ کبار صحابہ پر فضیلت ثابت ہوتی ہے جیسے حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اُن افراد میں سے ہیں جن سے اسلام لانے سے پہلے اولاً شرک باللہ واقع ہوا، رضی اللہ عن الجمیع وارضاھم۔

(1) نسخہ الظاہریہ میں ہے: ثَنَآءً یُغَطِّیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ۔ایسی تعریف کی جو ہر شے کو ڈھانپ لیتی ہے۔

(2) یہ سورہ زمر کی آیت ہے جس کے اول جزء میں ہے۔

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَبَ عَلَی اللّٰہِ وَکَذَّبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَآءَہٗط اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًی لِّلْکَافِرِیْنَ * وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ * لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِیْنَ ۔(الزمر 32.33.34:39)

تو اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ بولے اور سچ کو جھٹلائے جب وہ اس کے پاس آئے کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں؟ اور جو سچی بات لے کر آئے اور جنھوں نے اس کی تصدیق کی وہی (کامل) متقی ہیں۔ان کے لیے وہ سب کچھ ہے جو وہ چاہیں اپنے رب کے پاس یہی صلہ ہے نیکی کرنے والوں کا۔

مفسرین کے نزدیک مشہور اغلب ہے جیسا کہ امام صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور ---

سب (کفار ومشرکین) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: آپ نے جھوٹ بولا ، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا۔(1)

---ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر (3/24) میں اپنی سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آیت لائے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی تصدیق کی۔

امام ابوبکر خلال کی طرف سے ذکر کیا گیا کہ کسی سائل نے اس آیت کے متعلق آپ سے سوال کیا تو آپ نے اُسے جواب دیا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ سائل نے کہا: بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی؟ خلال نے اُسے کہا: تو اس کے بعد والی آیات پڑھ،

أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ * سے لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۔ تک (الزمر 39:35)

تاکہ اللہ دور کردے اُن سے اُن کا وہ بُرا کام جو انھوں نے کیا اور انہیں اُن کا ثواب دے اُن کے بہترین کاموں کے باعث جو وہ کرتے تھے۔

پس سائل مبہوت رہ گیا کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اُن کے نزدیک امام معصوم ہیں اور معصوم سے مخالفت کیسے سرزد ہوسکتی ہے یہاں تک کہ اللہ آپ سے وہ بُرا کام مٹادے جو آپ نے کیا؟!۔

اُن کے اصول جھوٹ، ضعف اور تناقض پر مبنی ہیں، اُن میں سے بعض بعض کو گرادیتے ہیں اور آیت عموم لفظ کے اعتبار سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اُن کے غیر کے حق میں عام ہے لیکن یہ سب سے زیادہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو شامل ہے، جیسا کہ ابھی آئے گا۔

لیکن اس کا عموم ایسا وصف ہے جو ہر اُس شخص پر صادق آتا ہے جو اس وصف کے ساتھ متصف ہو، اُن لوگوں سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ کی تعلیمات کی تصدیق کرے۔

اور وسیع رحمت اور عام فضل پر سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔

(1) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اول دعوت میں عام طور پر اور اسراء اور معراج کی خبر میں خاص طور پر، پس اول دعوت میں جسے امام بخاری نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں روایت کیا، ---

قُلْ يٰأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيْعًا نِ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ج لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ص فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۔ (الاعراف 158:7)

آپ فرما دیجئے! اے لوگو بیشک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کے لیے آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جلاتا ہے اور مارتا ہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے (اس) رسول نبی اُمی (لقب) پر جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور اُس کے کلام پر اور ان کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، آپ نے فرمایا:

كَانَتْ بَيْنَ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ مُحَاوَرَةٌ، فَأَغْضَبَ أَبُوْ بَكْرٍ عُمَرَ فَانْصَرَفَ عَنْهُ عُمَرُ مُغْضَبًا، فَاتَّبَعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ يَسْأَلُهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَهُ، فَلَمْ يَفْعَلْ حَتّٰى أَغْلَقَ بَابَهُ فِيْ وَجْهِهِ، فَأَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَنَحْنُ عِنْدَهُ:

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا صَاحِبُكُمْ هٰذَا فَقَدْ غَامَرَ قَالَ: وَنَدِمَ عُمَرُ عَلٰى مَا كَانَ مِنْهُ، فَأَقْبَلَ حَتّٰى سَلَّمَ وَ جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ، وَقَصَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَبَرَ، قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: وَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَجَعَلَ أَبُوْ بَكْرٍ يَقُوْلُ: وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَأَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوْنَ لِيْ صَاحِبِيْ، هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوْنَ لِيْ صَاحِبِيْ، إِنِّيْ قُلْتُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيْعًا، فَقُلْتُمْ: كَذَبْتَ، وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: صَدَقْتَ.
(صحیح البخاری، حدیث نمبر 4640)

حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان جھگڑا یا رنجش واقع ہو گئی، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ناراض اور غضبناک کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ناراض ہو کر وہاں سے چلے گئے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (انھیں راضی کرنے یا معذرت کرنے) اُن کے پیچھے گئے اور اُن سے سوال کیا کہ ---

--- وہ انھیں معاف کر دیں۔ (لیکن) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں معاف نہ کیا اور ان کے منہ کے سامنے اپنا دروازہ بند کرلیا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔

(راوی حدیث) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمھارے یہ ساتھی کسی سے لڑ کر آئے ہیں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے فعل پر شرمندہ ہوئے، پس وہ آئے اور یہاں تک کہ سلام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھ کر پورا واقعہ بتایا۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غضبناک ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے، اللہ کی قسم یارسول اللہ! میں ہی ظلم کرنے والا تھا۔

تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میرے لیے میرے صاحب کو چھوڑتے ہو؟ کیا تم میرے لیے میرے ساتھی کو چھوڑتے ہو؟ میں نے کہا تھا اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں، تو تم لوگوں نے کہا تھا: تم جھوٹ بولتے ہو اور ابوبکر نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔

ایک اور روایت میں ہے جسے امام بخاری نے فضائل الصدیق میں بیان کیا،

إِنَّ اللهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ صَدَقَ وَوَاسَانِي بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوْ لِي صَاحِبِي مَرَّتَيْنِ، فَمَا أُوْذِيَ بَعْدَهَا ۔ (صحیح البخاری، نمبر 3661)

بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمھاری طرف مبعوث فرمایا، تو تم لوگوں نے کہا: تم نے جھوٹ بولا اور ابوبکر نے سچا کہا اور اپنی جان و مال سے میری غم خواری کی، پھر دو بار فرمایا: کیا تم میرے دوست کو ستانا چھوڑتے ہو؟ پھر اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایذا اور تکلیف نہیں دی گئی۔

پس یہ مخلوق میں سے سب سے زیادہ سچے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُن کی تصدیق کی اور یہ کہ وہ اپنے ایمان اور تصدیق میں سچے ہیں۔

نیز آپ کی صدیقیت کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گواہی دی، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم احد پہاڑ پر چڑھے تو وہ ان کی وجہ سے مضطرب ہوا (لرزنے لگا) تو آپ نے فرمایا: ---

پس اس سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی، خاص طور پر آیت تصدیق، لہذا آپ تقی نقی، (1) مرضیّ، رضیّ، عدل، معدّل اور وَفیّ ہیں۔ (2)(3)

--- أُثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ، وَصِدِّيقٌ، وَشَهِيدَانِ۔ (صحیح البخاری، نمبر 3675)

اے احد! پرسکون ہو جا (یعنی حرکت نہ کر) تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

اسے بخاری، احمد اور بعض اہل سنن نے روایت کیا، اور اس کی مثل روایت کیا جب آپ حراء اور مکہ میں ثبیر پہاڑ پر تھے۔ نیز آپ کا نام صدیق رکھا گیا کیونکہ آپ نے نبی کریم ﷺ کی اُس خبر کی تصدیق کی جو آپ نے اپنے اسراء (سفر معراج) بیت المقدس تک اور آسمان تک چڑھنے کے سلسلے میں بیان کی۔ پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی تصدیق کی اور کہا: میں اُن کی اُس خبر کی تصدیق کرتا ہوں جو آپ آسمان سے لائے ہیں، کیا میں آپ ﷺ کی اس بات میں تصدیق نہ کروں؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسراء والی رات فرمایا: میں نے جبریل علیہ السلام سے کہا: بیشک میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا: ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کی تصدیق کریں گے اور وہ صدیق ہیں۔

ابو عبداللہ محمد بن مسدی نے ''فضائل الصدیق،، میں اور ابن المحب نے ''الریاض النضرۃ،، میں اس کا اخراج کیا۔

(1) الظاہریہ میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: اَلزَّكِيُّ الْمَرْضِيُّ۔

(2) جیسا کہ قحطانی نے اپنے ''قصیدہ نونیہ،، میں سیدنا نبی کریم ﷺ کی دونوں بیویوں کے والدین حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق کہا:

أصفاهما أقواهما أخشاهما	أتقاهما في السر والإعلان
أسناهما أزكاهما أعلاهما	أوفاهما في الوزن والرجحان
صديق أحمد صاحب الغار الذي	هو في المغارة والنبي اثنان
أعني: أبا بكر الذي لم يختلف	من شرعنا في فضله رجلان

هو شيخ أصحاب النبي و خيرهم و إمامهم حقا بلا بطلان

و أبو المطهرة التي تنزيهها قد جاء في النور والفرقان

أكرم بعائشة الرضى من حرة بكر مطهرة الإزار حصان

اور حق یہ ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اوصاف ہماری شرع میں بہت زیادہ ہیں، پس آپ کے مناقب میں سے ہر منقبت سے ہمارے لیے کثیر اوصاف کا استنباط کرنا ممکن ہے لیکن اُن میں بہتر اور بطورِ علم یہ شعر ہے۔

الصديق صدّق أحمد بمقاله و فعاله و جنان

(3) حاشیۃ الظاہریہ میں یہ عبارت زیادہ ہے۔

رافضی نے آپ سے کہا: اللہ سبحانہ فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَنِ لا إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ج ۔(ال عمران 155:3)

بیشک وہ لوگ جو تم میں سے پھر گئے جس دن دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئی تھیں شیطان ہی نے اُن کے قدم پھسلا دیئے تھے اُن کے بعض کاموں کی وجہ سے۔

حضرت جعفر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُسے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف نہیں فرمادیا؟ اللہ سبحانہ نے فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَنِ لا إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ج وَلَقَدْ عَفَا اللهُ عَنْهُمْ ط إِنَّ اللهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۔ (ال عمران 155:3)

بیشک وہ لوگ جو تم میں سے پھر گئے جس دن دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئی تھیں شیطان ہی نے ان کے قدم پھسلا دیئے تھے اُن کے بعض کاموں کی وجہ سے اور بیشک اللہ نے انہیں معاف فرمادیا یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (مواخذہ میں) نہایت حلم والا ہے۔

--- میں کہتا ہوں: میں نے اسی طرح اس کے حاشیہ میں پایا ہے، اور اس آیت کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خلاف وارد کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اُن لوگوں میں سے تھے جن کا غزوہ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود ہونا ثابت ہے اور یہ کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر نہیں بھاگے۔ اس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تیرہ مرد باقی رہ گئے تھے اُن میں چھ مہاجرین سے تھے اور وہ (جلیل القدر صحابہ کرام) یہ ہیں:

ابو بکر، عمر، علی، طلحہ، عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اور جو اُس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پھرا اور پھر توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی، اس پر آیت کا آخر بطور نص موجود ہے، لہٰذا اس میں بالکل کوئی حجت اور دلیل نہیں ہے اور اگر علی سبیل التنز ل کچھ پایا جائے تو اُسے معاف کر دیا گیا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(حاشیہ ۲) جنگ احد میں چودہ اصحاب کے سوا جن میں حضرت ابو بکر صدیق، عمر فاروق، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے باقی تمام اصحاب کے قدم اکھڑ گئے تھے

(حاشیہ ۴) اِس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صحابہ کرام کا جنگ احد میں بھاگ جانا گناہ نہ تھا کیونکہ رب نے اُسے لغزش و خطا فرمایا جو بغیر ارادہ واقع ہو جائے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے لیے فرمایا: فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ (بقرہ: ۳۶) وہی یہاں فرمایا۔ دوسرے یہ کہ اللہ کے خاص بندوں کو شیطان گمراہ نہیں کر سکتا۔ رب فرماتا ہے: اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ (حجر: ۴۲) مگر دھوکا انہیں بھی دے سکتا ہے لغزش اُن سے بھی کرا سکتا ہے۔ جیسے حضرت آدم علیہ السلام سے صادر ہوئی لہٰذا یہ آیت اِنَّ عِبَادِيْ الخ کے خلاف نہیں۔

(حاشیہ ۶) سبحان اللہ، کیا پیارا اعلان ہے ان بزرگوں کی اس لغزش پر ہماری طاعت قربان۔ ۔۔یعنی اُن کی لغزش کی بھی معافی دے دی گئی۔ اس اعلان کے بعد جو ان صحابہ پر اس لغزش کا طعن دے وہ بے ایمان ہے۔

(9) رافضی نے کہا: اللہ تعالیٰ کی کتاب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا فرض ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ لَّآ أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (الشوریٰ 42:23)(1)

آپ فرما دیجئے اس (تبلیغ رسالت) پر میں تم سے کوئی بدلہ طلب نہیں کرتا قرابت کی محبت کے سوا۔

سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کی مثل آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے (بھی) ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔ (الحشر 59:10)

اور (اس مال میں ان کا بھی حق ہے) جو ان کے بعد (ہجرت کرکے) آئے وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہماری مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ، اے ہمارے رب بیشک تو بہت رحمت والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

(1) یہ دلیل جس سے رافضی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی فرضیتِ محبت پر استدلال کیا ہے صحیح نہیں ہے کیوں کہ متاخرین صحابہ سے اعلم، ترجمان القرآن اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد اہل بیت میں سب سے زیادہ علم والے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی تفسیر میں آیا ہے جیسا کہ صحیحین میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے اُن سے اس آیت کے متعلق سوال کیا کہ اس کی کیا تفسیر ہے؟ حضرت سعید نے عرض کیا: کہ تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کی قرابت کے سلسلے میں اذیت نہ دو۔ تو حضرت ابن عباس نے فرمایا: تم نے جلدی کی ہے، ---

---بیشک قریش کا کوئی قبیلہ ایسا نہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت نہ ہو، پھر فرمایا: (اس کا مطلب ہے) میں تم سے کوئی بدلہ طلب نہیں کرتا مگر یہ کہ تم میرے درمیان اور اپنے درمیان قرابت کو ملاؤ۔

یہ آیت کی دلالت ہے اور اللہ سبحانہ نے اس آیت میں یہ نہیں فرمایا: (اِلَّا الْمَوَدَّةَ لِلْقُرْبٰی) یا (اِلَّا الْمَوَدَّةَ لِذَوِی الْقُرْبٰی) جیسا کہ خمس کے معاملے میں (الانفال ۸:۴۱) فرمایا:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی۔

اور (اے مسلمانو) جان لو کہ تم جو کچھ غنیمت حاصل کرو تو اُس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کے لیے اور (رسول کے) قرابت داروں کے لیے ہے۔

اور جیسا کہ سورہ حشر میں آیۃ الفیء میں ہے، اگر اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا تو اس سے اُس شخص کی مراد پر استدلال ضرور صحیح ہوتا۔

اور رافضی اس آیت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک موضوع جھوٹی حدیث روایت کرتے ہیں یہ اُن کا قول ہے جب یہ آیت نازل ہوئی،

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰی۔ (الشوری 23:42)

آپ فرما دیجئے اس (تبلیغ رسالت) پر میں تم سے کوئی بدلہ طلب نہیں کرتا قرابت کی محبت کے سوا

انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں جن کی مودّت (محبت) ہم پر واجب ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی، فاطمہ اور اُن کے بیٹے۔

یہ ایک جھوٹ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گھڑا گیا ہے ایسی بات کرنا قوم سے عجیب اور نادر نہیں ہے، نیز اس بات کی تردید اس طرح بھی ہے کہ سورہ شوریٰ اور ہر (حم) والی قرآنی سورت مکی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابھی تک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی نہیں کی تھی کہ اُن کے بیٹے ہوتے۔

بہر حال آپ رضی اللہ عنہ کی محبت عام صحابہ کی محبت کی طرح واجب ہے خصوصاً جو اُن میں سابقین ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ بلا شک وشبہ سابقین میں سے ہیں۔ محبتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وجوب پر امام صادق رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو دلائل ذکر کیے ہیں وہ اس بات کی دلیل ہے۔

پس حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لانے میں سبقت کرنے والے ہیں، لہذا اُن کے لیے استغفار (بخشش چاہنا) واجب ہے۔ آپ کے ساتھ محبت کرنا فرض اور آپ کا بغض (یعنی آپ سے بغض رکھنا) کفر ہے۔ (1)

---

(1) سورہ حشر کی اس آیت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام سے محبت کرنے والوں اور اُن کے دشمنوں کے درمیان فرق کر دیا ہے۔ یہ آیت اُس بات پر بھی مشتمل ہے جسے امام رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے یہاں تک کہ (اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے) علمائے کرام نے نص فرمائی ہے کہ جو صحابہ کو برا بھلا کہے یا اُن سے بغض رکھے، مال فئے میں اُس کا کچھ حصہ نہیں ہے۔

اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کے سردار اور اُن سے افضل ہیں۔ اس آیت میں موجود اعزاز کو حاصل کرنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اَولیٰ اور بہتر ہیں۔ سورت براءت میں اللہ تعالیٰ کے قول میں موجود اعزاز کے لیے بھی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بہتر ہیں۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ لا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔ (التوبہ 9:100)

اور مہاجرین اور انصار میں سے سبقت کرنے والے، سب سے پہلے ایمان لانے والے اور جنہوں نے نیک کاموں میں ان کی پیروی کی اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ نے اُن کے لیے جنتیں تیار کیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ابد تک ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے۔

دیگر آیات جو آپ رضی اللہ عنہ کی اور دوسرے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کرتی ہیں ایسے ہی وہ احادیث ہیں جو آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔

امام صادق نے سچ فرمایا کہ آپ کا بغض کفر ہے، کیوں کہ ایسے شخص سے بغض رکھنا اُس سے بغض رکھنا ہے جس کی مدح اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہو، جس سے اللہ اور ---

(10) رافضی نے کہا: بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ، وَ اَبُوْ ھُمَا خَیْرٌ مِّنْھُمَا - (1)

حسن اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں اور ان کے باپ اُن دونوں سے بہتر ہیں

---اُس کا رسول محبت کرے، اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کی تعریف کریں، اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس سے راضی ہوں اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کے جنتی ہونے کی گواہی دیں۔ اسی طرح ایسے شخص کو برا بھلا کہنا یا تکفیر کرنا یا اُس پر نفاق کی تہمت لگانا (کفر ہے) کیوں کہ اس عمل کے ساتھ وہ اللہ اور اُس کے رسول کا رد کرتا ہے یا اللہ اور اُس کے رسول کو جھٹلاتا ہے اور یہ بلاشک وشبہ کفر ہے۔

یہ امام صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کثیر لوگوں کے خلاف نص ہے جو آپ کی امامت اور عصمت کا دعوی کرتے ہیں اور جو رافضیوں سے آپ کی اتباع کرنے والے اور خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اور عموماً باقی صحابہ کرام سے بغض رکھتے ہیں۔ کیوں کہ مستند ایک ہے پس پاک ہے میرا رب! یہ دونوں چیزیں کیسے جمع ہوسکتی ہیں۔

(1) ان الفاظ سے اس حدیث کا اخراج حاکم نے اپنی ''مستدرک،، (۳:۱۶۷) میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا۔ اس پر ذہبی نے اُن کی موافقت کی۔ طبرانی نے ''المعجم الکبیر،، میں اس کا اخراج کیا جیسے ہیثمی نے ''المجمع،، (۹:۱۸۳) میں اس کی نسبت طبرانی کی طرف کی اور کہا: اس میں عبدالرحمن بن زیاد ابن انعم ہے اور اس میں خلاف ہے اور اس کے باقی رجال صحیح کے رجال ہیں۔

ان الفاظ کے ساتھ حدیث کو البانی نے ''السلسلۃ الصحیحۃ،، (۱:۳۵۸) میں حسن قرار دیا۔

بہر حال ''وَ اَبُوْ ھُمَا خَیْرٌ مِّنْھُمَا،، جملہ کے بغیر پوری حدیث لفظاً متواتر ہے، اسے مناوی نے ''الفیض،، میں نقل کیا۔ امام احمد نے اپنی ''مسند،، میں اس حدیث کا ان مقامات پر اخراج کیا: (۳:۳۔ ۶۲، ۶۴، ۸۰) (۵:۳۹۱)، ترمذی نے اپنی ''جامع،، (۴:۳۳۹) اور (۲:۳۰۷) میں اخراج کیا۔

یہ حدیث صحابہ کرام کی ایک جماعت سے مروی ہے جیسے حضرت ابوسعید، حذیفہ، علی، عمر ابن خطاب، ابن عمر، براء بن عازب، ابوہریرہ، جابر اور قرۃ بن ایاس وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین۔

سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اُن سے افضل ہیں،

حدیث بیان کی مجھ سے میرے والد نے میرے دادا (1) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فرمایا: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر تھا، میرے سوا آپ کے پاس کوئی اور نہ تھا، اتنے میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَا عَلِيُّ! هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ شَبَابِهِمَا .(2) فِيْ مَا مَضٰى مِنْ سَالِفِ الدَّهْرِ فِي الْاَوَّلِيْنَ ، وَ مَا بَقِيَ فِيْ غَابِرِهٖ مِنَ الْاٰخِرِيْنَ . اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَ الْمُرْسَلِيْنَ . لَا تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ، مَا دَامَا حَيَّيْنِ . فَمَا اَخْبَرْتُ بِهٖ اَحَدًا حَتّٰى مَاتَا . (3)

اے علی! اولین و آخرین میں سے جتنے جنتی ہیں اُن میں سے انبیاء و مرسلین کے علاوہ تمام ادھیڑ عمر والوں اور نو جوانوں کے یہ دونوں سردار ہیں۔ اے علی! جب تک وہ زندہ رہیں انہیں نہ بتانا۔ پس میں نے اُن کے وصال تک کسی کو یہ بات نہیں بتائی۔

(1) نسخہ الظاہریہ میں: حدثني أبي عن أبيه جدي عن جده عن علي بن أبي طالب، اور یہ بلاشبہ زیادہ صحیح ہے اُس سے جو اصل میں ہے۔

(2) نسخہ الظاہریہ میں: وشبابهم، جمع کی ضمیر کے ساتھ اور یہی صحیح ہے۔

(3) یہ اسناد جید ہے مگر یہ کہ علی بن حسین زین العابدین رحمہ اللہ تعالیٰ کا تحمل اپنے دادا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے صحیح نہیں ہے کیوں کہ آپ سنہ ۳۷ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور یہ بات نسخہ الظاہریہ کی اسناد کا فیصلہ کرتی ہے۔ یہ حدیث صحابہ کرام کی ایک جماعت سے مروی ہے اُن میں حضرت علی، انس، ابو جحیفہ، جابر اور ابو سعید رضی اللہ عنہم ہیں۔

سیدنا علی کی اس حدیث کو عبداللہ بن احمد نے ''المسند،، (۱:۸۰) میں، ابن عساکر نے ''تاریخ دمشق،، (۹:۳۰۷) میں روایت کیا۔ نیز اس کا اخراج ترمذی نے اپنی ''جامع،، (۴:۳۱۰) میں اور ابن ماجہ نے ''السنن،، (رقم ۹۴۔۱۰۰) میں کیا۔ البانی نے ''الصحیحہ،، رقم ۸۲۴ میں اس پر صحیح کا حکم لگایا۔

(11) رافضی نے پوچھا: فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہیں یا عائشہ (رضی اللہ عنہا) بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ؟

سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے (ان آیات کی تلاوت کرتے ہوئے) فرمایا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰسٓ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ۔ (یٰس 36:1-2)

یٰسٓ۔ قسم حکمت والے قرآن کی۔

حٰمٓ۔ وَالۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ۔ (الدخان 44:1-2)(1)

حٰمٓ۔ قسم (اس) روشن کتاب کی۔

آپ نے فرمایا: میں تم سے پوچھتا ہوں ان دو میں سے کون افضل ہے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا عائشہ (رضی اللہ عنہا) بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ؟ کیا تو قرآن پڑھتا ہے؟(2،3)

---

(1) ظاہر یہ ہے کہ آپ نے سورہ یٰسین کی تلاوت کی پھر حم الدخان کی قراءت شروع کی۔

(2) نسخہ "الظاہریہ"، میں "تَقۡرَأُ"، کی بجائے "وَاَنۡتَ تَقۡرَأُ"، ہے۔

(3) یہ امام صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رافضی کے جواب میں ایک چال اور (گرہ) ہے جو کہ مقصود ہے کیوں کہ اس سوال کا کوئی ثمرہ (اور فائدہ) نہیں ہے۔ یہ سوال وارد کرنا کہ اُن میں کون افضل ہے اس میں دوسری خاتون کو ناقص کہنا اور اُسے گالی دینا ہے ورنہ اس میں کیا ثمرہ (اور فائدہ) ہے اگر سیدہ فاطمہ سیدہ عائشہ سے افضل ہوں یا سیدہ عائشہ سیدہ فاطمہ سے افضل ہوں رضی اللہ عنہما وارضاہما۔

حقیقت میں فضیلت دینے میں ایسا کوئی فائدہ نہیں جو دین اور معتقد کی طرف لوٹے سوائے تشویش اور برا بھلا کہنے کا دروازہ کھولنے اور قیل وقال کے۔

پس یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی اور جنت میں مومنوں کی عورتوں کی سردار ہیں اور دوسری خاتون تمام عورتوں سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حبیبہ اور جنت میں آپ کی زوجہ ہیں۔

اور بسا اوقات اس طرف اشارہ ہوتا ہے جبکہ ساری آیات متلوہ کلام اللہ ہیں ---

پھر سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ، آپ کے ساتھ جنت میں ہوں گی۔ (1)

---اور اس بات میں اُن کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے، اسی طرح حضرت عائشہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کے مقام و مرتبہ میں اُن کے درمیان دیانۃً وقدراً کوئی فرق نہیں۔ (سب عظمت وشان کی مالک ہیں)

پھر جب اُس نے سوال میں اصرار کیا تو آپ نے اُسے جواب دیا کہ اُس کا سوال غیر ضروری ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں اُن کے مقام و مرتبہ کو ظاہر اور واضح کیا اور انہیں برا بھلا کہنے کا حکم بیان کیا۔

(1) آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حبیبہ ہیں بلکہ تمام عورتوں سے آپ کو زیادہ محبوب ہیں جیسا کہ صحیحین میں حضرت انس کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ فرمایا: عائشہ۔ پوچھا گیا: اور مردوں میں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُس کے والد۔

جب آپ کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کی ازواج مطہرات کی شکایت لے کر اور اُن کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے غیرت کی بات کرنے آئیں کہ اُن میں عدل وانصاف کو برقرار رکھا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَیْ بُنَیَّۃُ أَلَسْتِ تُحِبِّیْنَ مَا أُحِبُّ؛ فَقَالَتْ: بَلٰی، قَالَ: فَأَحِبِّیْ ھٰذِہٖ، یَعْنِیْ عَائِشَۃَ۔

اے میری بیٹی! میں جس سے محبت کرتا ہوں کیا تم اُس سے محبت نہیں کرو گی؟ انھوں نے عرض کیا: جی ہاں کیوں نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اس سے (یعنی عائشہ سے) محبت رکھو۔

اسے مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور جب کہ صحیحین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَضْلُ عَائِشَۃَ عَلَی النِّسَاءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ۔

عائشہ کو باقی عورتوں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو فضیلت ''ثرید''، کو تمام کھانوں پر حاصل ہے

محدثین نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اور بخاری میں ہے: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں منبر پر خطبہ دیا اُسے حضرت علی المرتضیٰ اور اُن کے بیٹے حسن رضی اللہ عنہما سن رہے تھے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ کے متعلق کہا: ---

اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جنتی عورتوں کی سردار ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ پر طاعن کرنے والے پر اللہ تعالیٰ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے ساتھ بغض رکھنے والے کو اللہ تعالیٰ ذلیل کرے

---میں خوب جانتا ہوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا وآخرت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

تعالیٰ نے آپ کو آزمائش میں ڈالا ہے کہ تم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے ہو یا سید

ابن حبان نے اپنی صحیح میں سعید بن کثیر سے انھوں نے اپنے والد سے اور

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

أَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ زَوْجَتِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم دنیا وآخرت میں میری بیوی ہو؟

یہ بہت کم ہے جو آپ کی فضیلت میں وارد کیا پس جس نے آپ سے بغض رکھا

کہا یا آپ کی عزت وعصمت میں طعن کیا تو وہ کافر ہے بسبب اُس کے جو اللہ اور اُس

سے منقول ہے۔تو اُس شخص کا کیا حال ہوگا جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تکفیر کرے یا

اس حال اور بُری بات سے اللہ کی پناہ۔

أكرم بعائشة الرضى من حرة   بكر مطهرة ا

هى زوج خير الأنبياء و بكره   و عروسه من

هى عرسه هى أنسه هى إلفه   هى حبه صدقا

نونیۃ القحطانی، لابی محمد الاندلسی۔۔تاریخ دمشق لابن عساکر۔۔الضوء اللامع لاہل القرن

(1) سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی اور آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر

(حضرت عائشہ کے گھر) اپنے وصال سے پہلے علیل تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فا

میں کوئی بات کی تو آپ رونے لگیں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ---

(12) رافضی نے کہا: عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے حالانکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ہیں۔

سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اُسے فرمایا: ہاں! تجھ پر افسوس ہے،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔(الاحزاب 53:33)

---أَمَا تَرْضِيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَوْ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ؟

کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم جنتی عورتوں کی یا دونوں جہانوں کی عورتوں کی سردار ہو؟

پس سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا یہ سن کر ہنس پڑیں، اور آپ وفات کے بعد سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملیں۔

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی بیٹی اور عالمین کی عورتوں سے افضل ہیں۔ آپ جنتی نوجوانوں کے سردار حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہما اور حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی چوتھے خلیفہ سیدنا علی المرتضیٰ بن ابی طالب کی زوجہ محترمہ ہیں رضی اللہ عنہم فی الدنیا والآخرہ۔

خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب بے شمار اور مشہور و معروف ہیں۔

سیدہ فاطمہ، اُن کی والدہ حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عن الجمیع کے درمیان فضیلت محل خلاف ہے جس کے تحت کوئی فائدہ اور ثمرہ نہیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ساتھ بغض رکھنا، اذیت دینا اور برا بھلا کہنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دینا، بغض رکھنا اور برا بھلا کہنا ہے، پس اس پر سوائے منافق خبیث اور اللہ کے دین پر کینہ و بغض رکھنے والے کے کون جرأت کر سکتا ہے۔

أكرم بفاطمة البتول و بعلها — و بمن هما لمحمد سبطان

غصنان أصلها بروضة أحمد — لله در الأصل والغصنان

اور تمہیں لائق نہیں کہ اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ۔ (1)

---

(1) سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَن تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمًا۔ (الاحزاب 53:33)

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک تمہیں کھانے کے لیے نہ بلایا جائے (پہلے سے آکر) کھانا پکنے کا انتظار نہ کرتے رہو ہاں جب بلائے جاؤ تو آجاؤ پھر جب کھانا کھا چکو تو (فوراً) منتشر ہو جاؤ اور (وہاں بیٹھے) باتوں میں دل نہ بہلاؤ) بیشک یہ (تمہارا طرزِ عمل) نبی کو تکلیف دیتا ہے تو وہ تم سے شرماتے ہیں اور اللہ حق فرمانے سے نہیں رُکتا اور جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو یہ تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے لیے بہت ہی پاکیزگی کا سبب ہے اور تمہیں لائق نہیں کہ اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو (ابد تک) بیشک تمہاری یہ بات اللہ کے نزدیک بہت بڑی ہے۔

یہ آیت علما کے نزدیک آیتِ حجاب کہلاتی ہے کیوں کہ نبی کریم ﷺ اس کے بعد اپنی ازواج مطہرات کو پردہ کروا دیا تھا اور یہ آیت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ کے موافق نازل ہوئی تھی جو آپ نے رسول اللہ ﷺ کو دیا تھا۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ۔ (الاحزاب 53:33)

اور تمہیں لائق نہیں کہ اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ۔

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول بالا کے نزول کا سبب یہ ہے کہ بعض لوگوں نے ارادہ کیا تھا ---

---کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ازواج مطہرات سے نکاح کریں گے۔

اسی لیے (اس آیت مقدسہ کے پیش نظر) تمام علمائے کرام نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی ازواج مطہرات کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے کیوں کہ وہ مومنوں کی مائیں ہیں۔

جیسا کہ سورت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اَلنَّبِیُّ أَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَ أَزْوَاجُهٗٓ أُمَّهٰتُهُمْ۔ (الاحزاب 6:33)

یہ نبی ایمان والوں کے ساتھ ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں اوران کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔

اور دنیا و آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازداج ہیں۔امام صادق رحمہ اللہ تعالیٰ نے آیت میں اذیت کے عموم کے ساتھ استدلال کیا ہے کیوں کہ رافضی کے سوال کا مقتضی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں عیب لگانا اور طعن کرنا ہے کیوں کہ آپ معرکہ جمل میں اُن لوگوں کے ساتھ نکلیں جنھوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کی خلافت کے اول میں قتال کیا تھا۔اور (حقیقت میں) یہ طعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں طعن ہے کیوں کہ یہ آپ کے اہل کی اذیت ہے۔اور آپ کے اہل کو اذیت دینا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دینا ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ قتال نہیں کیا جیسا کہ اُس شخص نے گمان کیا کیوں کہ آپ قتال (جنگ) کے لیے نہیں نکلیں تھیں نہ آپ کے خلاف اور نہ آپ کے غیر کے خلاف۔آپ تو صلح کے اور مسلمانوں کے معاملے کو اکٹھا کرنے کے ارادے سے نکلیں تھیں نہ کہ جیسے اُس رافضی وغیرہم نے گمان کیا جنھوں نے تاریخ صحابہ مسخ کرنے کا ارادہ کیا ہے کہ آپ جنگ کے لیے نکلیں تھیں لیکن افراد فتنہ اور فریقین کو بلانے والوں کے درمیان قتال واقع ہو گیا۔

آپ نے فرمایا: ہاں، تورات اور انجیل میں (بھی) ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَ رَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ ۔(الانعام 166:6)

اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں نائب بنایا اور درجوں بلندی عطا فرمائی تمہارے بعض کو بعض پر۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ یَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۔(النمل 62:27)

بلکہ (بتاؤ) کون قبول کرتا ہے بیقرار کی دعا جب وہ اُسے پکارے اور (کون) تکلیف دور کرتا ہے اور تمہیں (پہلے لوگوں کا) زمین پر نائب بناتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ ۔(النور 55:24)(1)

(1) یہ تینوں آیتیں وہ ہیں جنھیں امام صادق رحمہ اللہ لائے ہیں جو زمین میں اللہ کی طرف سے اس اُمت کے خلیفہ بننے پر دلالت کرتی ہیں اور یہ زمین میں اُن کے خلفاء ہیں جو امتوں میں ہم سے پہلے تھے، اور بعض بعض کے خلیفہ ہیں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ حضرت ابوبکر ہیں، حضرت ابوبکر کے خلیفہ حضرت عمر فاروق ہیں، حضرت عمر کے خلیفہ حضرت عثمان اور حضرت عثمان کے خلیفہ حضرت علی المرتضیٰ ہیں، اسی طرح اُن کے بعد امراء خلفاء (نائب)۔

(تم ساری اُمتوں کے پیچھے آئے اور تم خیر الامم ہوئے، تم سب کے خلیفہ ہو ---

کہ انہیں زمین میں ضرور ضرور خلافت دے گا جس طرح ان لوگوں کو خلافت دی جو ان سے پہلے تھے اور مضبوط کر دے گا ان کے لیے ان کا وہ دین جسے (اللہ نے) ان کے لیے پسند فرمایا۔

(14) رافضی نے پوچھا: اے رسول اللہ کے بیٹے! تورات اور انجیل میں اُن کی خلافت (کا ذکر) کہاں ہے؟

حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اُسے جواب دیا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ (ابو بکر) اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ (عمر بن الخطاب) رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ (عثمان بن عفان) تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ز (علی بن ابی طالب) سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ (اصحاب محمد المصطفیٰ ﷺ) ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ج وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ج۔
(الفتح 48:29)

---تمھارا خلیفہ کوئی اُمت نہ ہوگی۔ ''نور العرفان،، سعیدی)

گویا یہ اللہ کی رحمت ہے جو اِن آیات وغیرہا سے حاصل ہوئی ہے کہ یہ اُمت جب زمین میں خلیفہ بنائی گئی تھی وہ اپنے غیر کو جانشیں اور نائب بناتی ہے اور اس کا اول نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عہد اور دور تھا آپ کے بعد اُمت کا معاملہ حضرت ابو بکر پر، پھر حضرت عمر پر، پھر حضرت عثمان پر اور پھر حضرت علی المرتضیٰ بن ابی طالب پر یکجا اور جمع ہو گیا، رضی اللہ عن الجمیع و أرضاھم۔

(عہد صدیقی دو برس تین ماہ، خلافت فاروقی دس سال چھ ماہ، خلافت عثمانی بارہ سال، خلافت حیدری چار سال نو ماہ اور امام حسن کی خلافت چھ ماہ ہوئی۔ رضی اللہ عنہم اجمعین، ''نور العرفان،، سعیدی)

(پس انھیں زمین میں پہلوں کا خلیفہ کیا کہ وہ اس کے مالک ہوں اس میں سکونت کریں اور اس میں تصرف کریں۔ اپنے اگلوں کی زمینوں کے تم مالک ہوئے اور تمھارے پچھلے تمھاری زمینوں کے مالک ہوں گے، سعیدی)

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو ان کے ساتھی ہیں (سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کافروں پر بڑے سخت (سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ)، آپس میں بڑے نرم دل ہیں (سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ)، (اے مخاطب) تو انہیں دیکھتا ہے رکوع کرتے سجدہ کرتے ہوئے وہ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں (سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ)، اُن کی نشانی اُن کے چہروں میں ہے سجدوں کے اثر سے (حضور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب) یہ ان کا حال تورات میں ہے اور ان کا حال انجیل میں۔

اُس رافضی نے پوچھا: تورات اور انجیل میں کیا معنی ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے بعد خلفاء سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان اور سیدنا علی ہیں رضی اللہ عنہم۔

پھر اُس رافضی کے سینے پر مکا مارا، (1) اور فرمایا: تجھ پر افسوس!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ (ابو بکر) فَاسْتَغْلَظَ (عمر) فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ (عثمان ابن عفان) يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط (علی بن ابی طالب) وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيْمًا ۔ (اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رضی اللہ عنہم) (الفتح 48:29)

(1) لَكَزَهُ، لام، کاف، زاء معجمہ اور ہاء کے ساتھ، یعنی اُسے دور کیا۔ اور ''لکز'' کا معنی دور کرنا اور غالباً شدت سے مارنا ہوتا ہے اور یہاں ''وکزا'' بھی کہلاتا ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۔ (القصص ۲۸:۱۵)

تو موسیٰ نے اُس کو مکا مارا تو اُس کا کام تمام کر دیا۔

ایک کھیتی کی طرح ہے جس نے اپنی باریک سی کونپل نکالی تو اسے طاقت دی (سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) پھر وہ موٹی ہوگئی (سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ) پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی (عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ) کاشتکاروں کو بہت اچھی لگتی ہے تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کے دل جلائے (سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) (1) اللہ نے ان میں ایمان والوں اور نیک کام کرنے والوں سے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے، (اصحاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رضی اللہ عنہم) (2)

---

(1) علما کے نزدیک آیت فتح کی ایک اور تفسیر ان صحابہ کی عدم تعیین ہے کیوں کہ اُن کے نزدیک غیر محدد اشخاص میں اوصاف عامہ غیر معینہ ہیں اور جو اس طرح ہو وہ اپنے عموم پر باقی ہوتا ہے ہر اُس شخص کو شامل ہوتا ہے جو ان اوصاف کے ساتھ متصف ہو، پس وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ یہ وصف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب کو عام ہے اور جو عام ہو تو اُس کی تخصیص یا سبب نزول کے لیے دلیل ضروری ہے لتعینه علیه أولا۔

اور کوئی شک نہیں کہ جن کا ذکر امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے کیا ہے اور وہ سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا عثمان بن عفان اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں، اس وصف کو حاصل کرنے میں اُولیٰ ہیں پس یہ خلفائے راشدین بہتر ہیں جنھیں آیت کریمہ شامل ہے۔ واللہ اعلم

(2) اللہ تعالیٰ کا قول "مِنْهُمْ"، یہ مِنْ، بیان جنس کے لیے ہے اور وہ صحابہ کرام ہیں جیسا کہ اس پر امام صادق رحمہ اللہ نے نص فرمائی ہے اور یہ تفسیر آیت میں اس پر اجماع ہے۔

اور اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کا قول "لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ"، اس سے امام مالک اور دوسرے علمانے صحابہ کرام سے بغض رکھنے والے کے کفر پر استدلال کیا ہے چہ جائیکہ اُن صحابہ کی تکفیر کرنے والے ہوں، کیوں کہ اُن کو برا بھلا کہنے والا، اُن پر طعن کرنے والا اُن سے بغض رکھنے والا صحابہ کرام کا دل جلانے والا ہے اور جو اُن کا دل جلائے (اور انہیں رنجیدہ کرے) وہ اس آیت کے تحت کافر ہے۔

پس کیا حال ہوگا اُس شخص کا جو تمام صحابہ کرام کی تکفیر کرے سوائے چند ایک کو ---

تجھ پر افسوس! مجھے میرے والد نے حدیث بیان کی میرے دادا(1) حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (2) سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ الْأَرْضُ عَنْهُ وَلَا فَخْرَ، وَيُعْطِينِي اللهُ مِنَ الْكَرَامَةِ مَا لَمْ يُعْطَ نَبِيٌّ قَبْلِي، ثُمَّ يُنَادِي (3) قَرِّبِ الْخُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِكَ فَأَقُولُ: يَا رَبِّ، وَمَنِ الْخُلَفَاءُ؟ (4) فَيَقُولُ: عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، فَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ بَعْدِي أَبُو بَكْرٍ، فَيُوقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ فَيُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا، فَيُكْسَى حُلَّتَيْنِ خَضْرَاوَتَيْنِ ثُمَّ يُوقَفُ أَمَامَ الْعَرْشِ.

ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ: أَيْنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ؟ فَيَجِيءُ (5) عُمَرُ وَأَوْدَاجُهُ تَشْخَبُ

--- چھوڑ کر جو انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ پہلے ہیں جنھیں آیت شامل ہے۔ اور یہ لوگ انھیں کافر کہتے ہیں (العیاذ باللہ) کیوں کہ جس نے اُن صحابہ کی تکفیر کی جن کی اللہ اور اُس کے رسول نے تعریف کی تو اُس نے انہیں ناراض اور غضبناک کیا، خبردار! انھیں اپنے رب سے ڈرنا چاہیے یا پھر اُن کے لیے افسوس ہے۔

(1) نسخہ "الظاہریہ"، میں تھوڑے فرق کے ساتھ ہے:

ویلك! حدثني أبي قال: حدثني أبي عن أبيه عن علي بن أبي طالب۔

(2) یہ اسناد جید ہے اگر علی بن الحسین زین العابدین کا سماع اپنے دادا حضرت علی بن ابی طالب سے صحیح ہو، اور "نسخہ الظاہریہ"، سے تصحیح ہوئی ہے اور یہ نسخہ قابل اعتماد اور اصل سے زیادہ بھروسے والا ہے۔ یہ حدیث میں نے ان الفاظ سے نہیں پائی اور نہ آیت الزمر کی تفسیر میں جس سے امام صادق رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(3) نسخہ "الظاہریہ"، میں ثُمَّ يُنَادِي کی بجائے ہے: مُنَادٍ يَا مُحَمَّدُ ہے۔

(4) نسخہ "الظاہریہ"، میں وَمَنِ الْخُلَفَاءُ؟ کی بجائے "مِنَ الْخُلَفَاءِ بَعْدِي"، ہے۔

(5) نسخہ "الظاہریہ"، میں ہے: من حاشيتها: "فَيَخْرُجُ"، کی بجائے فَيَجِيءُ"، ہے۔

دَمًا ،فَيَقُوْلُ:(1)مَنْ فَعَلَ بِكَ هٰذَا؟ فَيَقُوْلُ: عَبْدُ الْمُغِيْرَةِ بْنُ شُعْبَةَ،فَيُوْقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ فَيُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيْرًا ،فَيُكْسٰى حُلَّتَيْنِ خَضْرَاوَتَيْنِ ثُمَّ يُوْقَفُ اَمَامَ الْعَرْشِ۔

ثُمَّ يُؤْتٰى (2)عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَ اَوْدَاجُهٗ تَشْخَبُ دَمًا ،فَيُقَالُ: مَنْ فَعَلَ بِكَ هٰذَا؟ فَيَقُوْلُ: فُلَانٌ وَ فُلَانٌ ، فَيُوْقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ فَيُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيْرًا ، فَيُكْسٰى حُلَّتَيْنِ خَضْرَاوَتَيْنِ ثُمَّ يُوْقَفُ اَمَامَ الْعَرْشِ۔

ثُمَّ يُدْعٰى عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ، فَيَأْتِيْ وَ اَوْدَاجُهٗ تَشْخَبُ دَمًا ،فَيُقَالُ: مَنْ فَعَلَ بِكَ هٰذَا؟ فَيَقُوْلُ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُلْجَمٍ ،فَيُوْقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ فَيُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيْرًا ،فَيُكْسٰى حُلَّتَيْنِ خَضْرَاوَتَيْنِ ثُمَّ يُوْقَفُ اَمَامَ الْعَرْشِ۔ (3)

---

(1) نسخہ ''الظاہریہ'' میں ہے: فَأَقُوْلُ: يَا عُمَرُ-

(2) نسخہ ''الظاہریہ'' کے حاشیہ میں ہے: ثم ینادی مناد فیؤتی بعثمان بن عفان فیخرج و أوداجه۔

(3) یہ احادیث اُن احادیث سے مختصر الفاظ میں وارد ہوئی ہیں جنھیں امام صادق نے اپنے والد سے انھوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے۔ اُن سے ابن عمر کی مرفوعا حدیث ہے:

اَنَا اَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ ،ثُمَّ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ، ثُمَّ اٰتِيْ اَهْلَ الْبَقِيْعِ، ثُمَّ انْتَظِرُ أَهْلَ مَكَّةَ فَتَنْشَقُّ عَنْهُمْ ،ثُمَّ يَقُوْمُ الْخَلَائِقُ-

سب سے پہلے مجھ پر زمین شق ہوگی پھر ،ابوبکر پر پھر عمر پر پھر عثمان پر پھر علی پر ، پھر اہل بقیع آئیں گے پھر اہل مکہ انتظار کریں گے پس اُن پر زمین شق ہوگی پھر ساری مخلوق کھڑی ہوگی۔

ملا عمر بن خضر نے اپنی ''سیرت''، ابن المحب (الریاض النضرة ۱: ۵۲) سے اس کا اخراج کیا ہے۔ نیز ابوحاتم رازی نے ''فضائل عمر'' میں ابن المحب (۱: ۱۶۴) سے اس کا اخراج کیا۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: یارسول اللہ! ---

سب سے پہلے مجھ پر زمین شق ہوگی اور کوئی فخر نہیں، اور اللہ تعالیٰ مجھے وہ بزرگی عطا فرمائے گا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئی، پھر ندا دی جائے گی: اپنے بعد کے خلفاء کو قریب کریں، میں کہوں گا: اے رب! کون خلفاء؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: عبداللہ عثمان بن عفان، ابوبکر صدیق۔ پس میرے بعد سب سے پہلے جس پر زمین شق ہوگی وہ ابوبکر ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا، اُن سے ہلکا حساب لیا جائے گا اور انہیں دو سبز (حُلے) چادریں پہنائی جائیں گی پھر انہیں عرش کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔

پھر ایک منادی عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کو پکارے گا، پس عمر کو اس حال میں لایا جائے گا کہ اُن کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا: تیرے ساتھ یہ کس نے کیا؟ عمر کہیں گے: مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے۔ پھر انہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا، اُن سے ہلکا حساب لیا جائے گا اور انہیں دو سبز (حُلے) چادریں پہنائی جائیں گی پھر انہیں عرش کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔

---قیامت کے دن سب سے پہلے کس کا حساب ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر کا۔ پوچھا: پھر کس کا؟ فرمایا عمر کا۔ کہا: پھر کس کا؟ فرمایا: پھر تم ہو گے اے علی! میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! عثمان کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں نے پوشیدہ طور پر عثمان سے ایک حاجت کا سوال کیا اُس نے پوشیدہ اُسے پورا کیا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ عثمان سے حساب نہ لے۔

حافظ ابن بشران اور ابن سمان نے ''الموافقة بين آل بيت والصحابة،، میں اور اس کی مثل خجندی نے ''الاربعین،، میں روایت کیا۔ جیسے اسے ابن المحب نے (الریاض النضرۃ ۲: ۳۰۲ میں) نقل کیا۔ بہرحال وہ الفاظ جو متن میں ہیں تو ان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت عمر اور حضرت علی کے قاتلوں کے نام لینے میں کچھ غرابت ہے۔

پھر عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کو اس حال میں لایا جائے گا کہ اُن کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ پوچھا جائے گا: تیرے ساتھ یہ کس نے کیا؟ وہ کہیں گے: فلاں اور فلاں نے۔ انہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا، اُن سے ہلکا حساب لیا جائے گا اور انہیں دو سبز چادریں پہنائی جائیں گی پھر انہیں عرش کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔

پھر علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کو اس حال میں لایا جائے گا کہ اُن کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ پوچھا جائے گا: تیرے ساتھ یہ کس نے کیا؟ وہ کہیں گے: عبدالرحمن بن ملجم نے، انہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا، اُن سے ہلکا حساب لیا جائے گا اور انہیں دو سبز چادریں پہنائی جائیں گی پھر انہیں عرش کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔

رافضی نے پوچھا: اے ابن رسول اللہ! کیا یہ قرآن عظیم میں ہے؟

آپ نے فرمایا: ہاں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

(وَ جِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّھَدَآءِ) ابو بکر، و عمر و عثمان و علی، (وَ قُضِیَ بَیۡنَہُمۡ بِالۡحَقِّ وَ ہُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ)۔ (الزمر 39:69)

اور لایا جائے گا (تمام) نبیوں اور (سب) گواہوں کو (ابوبکر، وعمر وعثمان وعلی کو) اور لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور اُن پر کچھ ظلم نہ کیا جائے گا۔

رافضی نے کہا: اے ابن رسول اللہ! حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے درمیان تفریق کرنے کا (1) جو میرا نظریہ اور عقیدہ تھا، کیا اللہ میری توبہ فرما لے گا؟

---

(1) نسخہ ''الظاہریہ،، میں ''من التفریق بین أبی بکر،، کی بجائے ''من التبرؤ من أبی بکر،، ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں! توبہ کا دروازہ کھلا ہے، پس تو اُن کے لیے کثرت سے استغفار کر، اگر تو اُن کی مخالفت پر مرا (1) تو بیشک تُو فطرت اسلام کے غیر پر مرے گا اور تیری نیکیاں کفار کے اعمال کی طرح بکھرے ہوئے باریک ذروں کی مثل ہوجائیں گی۔ (2)

پس اُس شخص نے توبہ کرلی، اور اپنی بات سے رجوع کرلیا۔ (3)

---

(1) نسخہ "الظاہریہ"، میں "مُخَالِفُهُمْ"، کی بجائے "مُخَالِفٌ لَهُمْ"، ہے۔

(2) یہاں امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ اس بات کو مؤکد کرتے ہیں کہ ان چاروں کا یا کسی ایک کا مخالف اُن سے بغض رکھنے والا اور اُن کے خلاف (اپنے دل میں) کینہ رکھنے والا ہے۔ اس سے پہلے اُن کی تکفیر کرنے والا یا اُن پر رِدّت (معاذ اللہ مرتد ہونے) کا حکم لگانے والا کافر ہے فطرت اسلام کے خلاف (کسی اور باطل مذہب پر) ہے اور اُس کے اعمال اُن لوگوں سے ہوں گے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَقَدِمْنَآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا۔ (الفرقان 25:23)

اور (اپنے خیال میں) انہوں نے جو بھی (نیک) کام کیے ہم اُن کی طرف قصد فرمائیں گے پھر ہم انہیں (فضا میں) بکھرے ہوئے (غبار کے) باریک ذرے بنادیں گے۔

اپنے زمانے میں اہل بیت کے یہ امام اُن رافضیوں کی تکفیر کر رہے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے بہترین صحابہ کرام (اور ازواج مطہرات میں سے کسی) سے بغض رکھنے والے اور انھیں برا بھلا کہنے والے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات اس پر گواہ ہیں۔ اہل علم صحابہ کرام اور بعد والے علما نے اِس پر نص فرمائی ہے اور اس سلسلے میں مخالفت وہی کرتا ہے اور انھیں برا بھلا وہی کہتا ہے جس پر خواہش، نفس اور شیطان نے شبہ مضبوط پختہ کردیا ہے، ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

(3) نسخہ "الظاہریہ"، کے آخر میں اس طرح ہے:

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَسَلَّمَ۔

سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو پرورش فرمانے والا ہے سب جہانوں کا اور درود وسلام ہو سیدنا محمد ﷺ پر اور آپ کی پاکیزہ آل پر۔

اللہ تعالیٰ کا درود وسلام حضور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، آپ کی آل، اصحاب اور تمام ازواج مطہرات پر ہو۔

الحمد للہ یہ مناظرہ گنہگار بندے، اللہ تعالیٰ کی معافی کے اُمیدوار اور اللہ تعالیٰ کے عقاب وعذاب سے ڈرنے والے، یوسف بن محمد بن یوسف الہکاری کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کے مہینے یکم رجب المرجب 669 ہجری کو پورا ہوا۔

جو مجھ گنہگار بندے پر رحم کرے، اللہ تعالیٰ اُس بندے پر، اُس کے والدین پر اور تمام مسلمانوں پر رحم فرمائے۔

سماع

سیدنا جعفر بن محمد الصادق کا رافضی کے ساتھ یہ مناظرہ مجھ پر فقیہ امام عالم مجد الدین علی (1) بن ابوبکر بن محمد الہکاری الشافعی نے ۱۶ شوال سنہ ۶۶۹ ہجری میں ایک مجلس میں پڑھا، اللہ تعالیٰ اپنی حفظِ عنایت کے ساتھ اُن کی حفاظت فرمائے اور انھیں علم وعمل کا رزق عطا فرمائے۔والحمد للہ وحدہ و صلی اللہ علی محمد و آلہ و أصحابہ۔

اسے اللہ تعالیٰ کے فقیر یوسف بن محمد بن یوسف (2) نے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے اور اُس کے نبی اور اُن کی آل پر درود وسلام بھیجتے ہوئے لکھا۔

(1) اُن کے حالات ''سیر اعلام النبلاء (۱۹:۶۷) میں وارد ہوئے، لیکن حالات میں ابوالحسن علی بن احمد بن یوسف الہکاری شیخ الاسلام المتوفی سنہ ۴۸۶ھ اُن کے مشابہ ہیں۔

اور دیکھیں: المیزان (۴:۱۹۵) اور وہ ہمارے صاحب (اور مقصود) نہیں ہیں۔

(2) ذہبی نے اُن کے حالات ''معجم الشیوخ،، (۲:۳۹۴) پر نمبر ۹۹۲ کے تحت لکھے اور کہا:

یوسف بن ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن سعد بن حسن، فقیہ، علم میں یکتا، اقضی القضات، جلال الدین ابوالمحاسن نابلسی ثم دمشقی شافعی معید الشامیہ پھر بعلبک کے قاضی، پھر نابلس کے، پھر بعلبک کے قاضی رہے اور وہیں وفات پائی۔

دین، بھلائی، تقوی، تواضع اور مذہب کی معرفت والے تھے۔محمد بن محمد مجد اسفرائینی، شرف مرسی، شیخ الشیوخ اور ابن عبدالدائم سے سماعت کی۔رمضان سنہ ۷۱۰ ہجری میں وفات پائی، ستر سال سے اوپر عمر تھی۔سنہ ۶۴۶ھ میں اپنی سند کے ساتھ ایک حدیث اسفرائینی سے ذکر کی۔یہ ایک اور سماع ہے جو نسخہ ترکیہ میں آیا ہے جسے میں نے یہاں وارد کیا کیوں کہ وہ اصل اور تحقیق میں اولاً قابل اعتماد ہے اور اس کے بعد نسخہ ''ظاہریہ،، کا اضافہ کیا گیا ہے جیسا کہ میں نے قسم الدراسہ میں ذکر کیا۔والحمد للہ رب العالمین

خصائص سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

یہ کچھ ایسے فضائل ہیں جن کے ساتھ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں صاحب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، حضرت ابوبکر عبداللہ بن عثمان ابوقحافہ تیمی صدیق رضی اللہ عنہ مختص ہیں۔ انہیں ابن المحب طبری نے اپنی کتاب ''الریاض النضرۃ،، میں ذکر کیا ہے۔ میں نے اس کتاب سے انہیں ملخص کیا ہے۔ ثابت نصوص سے ان کے دلائل وشواہد وہاں تخریج کے ساتھ موجود ہیں۔

یہ خصائص اختصار کے ساتھ ہیں:

(1) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار میں رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لطف ومہربانی سے پیش آئے۔

(2) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ آپ مردوں میں سب سے پہلے اسلام لائے اور جنت میں داخل ہونے میں بھی سبقت کریں گے۔

(3) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ اہلیتِ خلت آپ کے لیے ثابت ہے۔ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا)۔

(4) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی اور صحابی ہیں

(5) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی محبت اور مال سے سب سے زیادہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے امن دیا۔

(6) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ آپ کے مال سے بڑھ کر کسی کے مال نے نبی

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نفع نہیں پہنچایا۔

(7) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے آپ کو (احسانات کا) بدلہ دے گا۔

(8) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں مردوں میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔

(9) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ آپ اُمت میں سب سے افضل اور بہتر ہیں۔

(10) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ آپ عرب کے بوڑھوں اور دانش مندوں کے سردار ہیں۔

(11) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مختلف مواقع پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد سب لوگوں سے زیادہ شجاع اور بہادر تھے۔

(12) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت تھی کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد سمجھتے اور جانتے جو اور کوئی نہ سمجھ پاتا۔

(13) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت تھی کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے فتوی دیتے تھے۔

(14) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت تھی کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں مشورہ پیش کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبول فرماتے تھے۔

(15) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے رات گئے تک مسلمانوں کے معاملات پر گفتگو فرماتے تھے۔

(16) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ آپ نے سب سے پہلے قرآن عظیم جمع کیا

(17) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے سب سے پہلے نو ہجری کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں مسلمانوں کے امیر حج بنے۔

(18) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کی قبر پھٹے گی۔

(19) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ آپ سب سے پہلے حوض کوثر پر آئیں گے۔

(20) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ قیامت کے دن آپ کا اکیلے حساب ہوگا اُمت کے درمیان ظاہر نہیں ہوگا۔

(21) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ آپ موقف میں خلیل (علیہ السلام) وحبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے درمیان ہوں گے۔

(22) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومنوں کے درمیان آپ پر خصوصی تجلی فرمائے گا۔

(23) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت تھی کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام وحی لاتے تو صرف آپ ہی حضرت جبریل علیہ السلام کے قدموں کی آہٹ سن سکتے تھے۔

(24) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ (ہر آسمان پر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے ساتھ آپ کا نام لکھا ہوا ہے۔

(25) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر آپ کو امام بنایا۔

(26) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں آپ کو امیر حَج بنایا۔

(27) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں کوئی آپ پر مقدم نہ ہو (یعنی کسی دوسرے کو امامت کا حق نہیں)۔

(28) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے پیچھے نماز ادا فرمائی۔

(29) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال کے بعد والے معاملات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیئے تھے کیونکہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قائم بالامر (اُمور مسلمین نبٹانے والے) تھے۔

(30) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے لیے خلافت کا عہد لینے (تحریر لکھنے) کا ارادہ فرمایا تھا پھر آپ نے اُس خلاف کی وجہ سے یہ ارادہ ترک فرما دیا جو آپ کی مجلس میں واقع ہوا۔

(31) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ آپ ایک ہی دن میں نیکی اور عمل صالح کرنے میں سبقت لے گئے۔

(32) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی۔

(33) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ آپ کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں خلیفۂ رسول اللہ کہہ کر پکارا جاتا تھا۔

(34) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ آپ کے حق میں یا آپ کے سبب (چند) آیاتِ قرآن نازل ہوئیں۔

(35) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ آپ نے اپنی جان و مال سے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گواہی دی کہ ابوبکر کے دل کے دروازے پر اندھیرا نہیں چھاتا۔

(36) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی خواب میں اپنا پس خوردہ دودھ پینے کے لیے آپ کو عطا فرمایا۔

(37) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ آپ نے مرتدین کے سامنے جانے کا عزم کیا اور اصرار کیا کہ اگر وہ زکوۃ کی ایک رسی یا بھیڑ کا بچہ دینے سے انکار کریں گے تو میں اُن سے قتال کروں گا اور یہ کہ وہ مرتد ہیں۔

(38) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مرض وفات میں اپنی امامتِ عظمیٰ پر خبردار کرتے ہوئے آپ کو امام بنایا۔

جہاں کچھ اور خصائص ہیں جن کا ادراک بسا اوقات نہیں ہوتا۔ باقی خلفاء کرام رضی اللہ عنہم دوسرے خصائص کے ساتھ مختص ہیں جن میں وہ منفرد ہیں لیکن وہ، خصائص صدیق رضی اللہ عنہ کا مقابلہ نہیں کرتے۔

---

(1) اس موضوع پر امام محمد بن حاتم بن زنجویہ بخاری (المتوفی 359ھ) کی ایک اہم کتاب ہے جس کا مخطوطہ اسکندریہ کے المکتبۃ البلدیۃ العامہ میں موجود ہے جس کا نمبر 3603 / ج ہے، پانچ سو صفحات پر مشتمل خوبصورت خط میں ہے اور یہ کتاب 743ھ میں لکھی گئی ہے۔ اس کی ایک قلم جامعۃ الدول العربیہ کے مخطوطات کے شعبے اور اُم القری یونورسٹی وغیرہ میں موجود ہے۔

حیات صدیقی ایک نظر میں

سید محمود رضوی قدس سرہ العزیز اپنی کتاب ''شان صحابہ،، میں شان اور حیات صدیقی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بڑے مردوں میں سب سے پہلے اسلام لائے۔

بلاتردد اسلام لائے۔

اسراء کی تصدیق کر کے صدیق اکبر لقب پایا۔

اخلاص اور دیانت کے صلے میں امین الناس کا خطاب پایا۔

آنحضرت ﷺ کے رفیق غار رہے۔

اُن کے گھر سے آپ ﷺ کے لیے غار میں کھانا پہنچتا رہا۔

اُن کے گھر آپ ﷺ بن بلائے تشریف لے جاتے۔

بوقت طلب اپنا تمام اثاثہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔

اُن کی تنہا ذات کو قرآن میں ''صاحب النبی،، کا لقب ملا۔

درس گاہ نبوت ﷺ کے پہلے طالب علم تھے۔

غزوہ بدر میں آپ ﷺ کو الحاح وزاری کرتے ہوئے دیکھ کر تشفی دی۔

آپ کو بدر میں میمنہ (لشکر کے دائیں جانب) کا سردار بنایا گیا۔

اسیران بدر کی رہائی کے سلسلے میں اُن کی رائے تسلیم کی گئی۔

غزوہ بدر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جم کر کھڑے رہے۔

۹ ہجری میں امیر الحج کا خطاب بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا۔

غزوہ تبوک میں اپنا سارا مال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں نثار کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ثابت قدم رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی وجہ سے عام تشویش ایک ہی خطبہ دے کر دور کر دی۔

فتنہ ارتداد کا غیر معمولی ثابت قدمی سے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

منکرین زکوۃ کے خلاف جہاد کر کے تیار کھڑے ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سارے قرض ادا کیے۔

سابقون اولون میں سب سے اول قرار پائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد اُن کی اقتداء کا حکم فرمایا۔

آپ سب سے پہلے محافظِ ختم نبوت ہیں، جھوٹے مدعیان نبوت کی سرکوبی سب سے پہلے آپ نے کی۔

انھوں نے قیصر و کسریٰ کے ممالک کی جانب پیش قدمی کا آغاز کیا۔

آپ عشرہ مبشرہ کے سرخیل ہیں۔

(شان صحابہ، سید محمود رضوی، صفحہ ۱۰۸۔۱۰۷)

فہرست مصادر و مراجع

-- الاصول من الکافی-- محمد بن یعقوب الکلینی ، الطبعة الثانیة بطهران سنة 1381ھ

--الاعلام--خیر الدین الزرکلی ،دار العلم للملایین،طبعة عاشرة

--اعیان الشیعة--لمحمد محسن الامین العاملی،مطبعة ابن زیدون بدمشق سنة 1356ھ

--الامام الصادق: حیاته وعصره وآراؤه وفقهه--لمحمد ابی زهرة طبعة مصر ،

--الانساب--لابی المظفر السمعانی،تصویر عن طبعة دائرة المعارف العثمانیة بالهند

--الاکمال--لابن ماکولا-ت المعلمی و نایف عباس، حیدر آباد الدکن 1968م

--البدایة والنهایة--للعماد ابن کثیر ،دار الکتب العلمیة بیروت

-- بحر الدم فیمن تکلم فیه احمد بمدح او ذم-- لابن عبد الهادی ، ت وصی الله عباس، دار الهدایة 1409ھ

--تاریخ دمشق--لابن عساکر ،نسخة مخطوطة ملفقة ،تصویر مکتبة الدار بالمدینة

--تاریخ الاسلام --للذهبی--ت التدمیری، نشر مکتبة القدسی بالقاهرة

--تاریخ خلیفة بن خیاط--ت اکرم العمری ،دار طیبة بالریاض

--الطبری--ت محمد ابو الفضل ابراهیم ،طبعة القاهرة بمصر

--تاریخ ابن کثیر--البدایة والنهایة

--التاریخ الکبیر-للبخاری--ت عبدالرحمن المعلمی،دائرة المعارف العثمانیة

--التاریخ الصغیر--ت محمود زاید-دار الوعی حلب 1977م

--تاریخ التراث العربی--فؤاد سزکین،طبعة جامعة الامام محمد بن سعود الاسلامیة بالریاض

--تاریخ الادب العربی--بروکلمان-الطبعة الالمانیة بملاحقها

--تذکرة الحفاظ--للذهبی-ت المعلمی،دائرة المعارف العثمانیة بالهند 1373

--تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر،تصویر دار الفکر۔لبنان

-- تفسیر الطبری ، تصویر دار المعرفة بلبنان ، والنسخة المحققة بتحقیق احمد شاکر بدار المعارف بمصر

--تاریخ جرجان للسهمی مصورة لبنان

--تاج التراجم لابن قطلوبغا الحنفی--تحقیق محمد خیر ،دار القلم بدمشق 1413ھ

-- تقریب التهذیب--لابن حجر-ت ابو الاشبال صغیر ۔طبع دار العاصمة بالریاض،و ت محمد عوامة ،طبع دار الرشید بالشام

--تهذیب الکمال--للمزی ۔مخطوطة مصورة دار المامون والنسخة المحققة ت بشار عواد ونشر مؤسسة الرسالة

--تهذیب التهذیب--لابن حجر ،حیدر آباد الدکن دائرة المعارف العثمانیة بالهند،و ما صور عنها

--تذکرة الحفاظ للذهبی،مصورة احیاء التراث المشهورة

--توضیح المشتبه--لابن ناصر الدین-ت العرقسوی،مؤسسة الرسالة 1414ھ

--الثقات--للعجلی-ت عبدالعلیم البستوی،مکتبة الدار بالمدینة النبویة

--الجرح والتعديل--لابن ابی حاتم الرازی-ت عبدالرحمن المعلمی، طبع دائرۃ المعارف العثمانیۃ بالھند-حیدر آباد

-- جعفر بن محمد الصادق-- عبدالعزیز سید الاھل، نشر المجلس الاعلی للشئون الاسلامیۃ بالقاھرۃ 1384ھ

-- الجمع بین کتابی ابی نصر الکلاباذی و ابی بکر الاصبھانی فی رجال البخاری و مسلم--لابن القیسرانی، طبع حیدر آباد بالھند 1323ھ

--حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء--لابی نعیم الاصبھانی، تصویر بیروت

--خلاصۃ تذھیب التھذیب--للخزرجی، تصویر مکتب المطبوعات الاسلامیۃ بحلب

--دول الاسلام--للذھبی، طبع عبداللہ الانصاری بقطر، دار احیاء التراث الاسلامی

--ذیل تاریخ بغداد لابن الدبیثی-انتقاء الذھبی-ت جواد، بغداد سنۃ 1956م

-- الرجال-- لابی عمر محمد الکشی- تعلیق احمد الحسینی ، طبع مؤسسۃ الاعظمی بالنجف بمطبعۃ الآداب

--رجال الطوسی--لمحمد بن الحسن-ت محمد صادق آل بحر العلوم المطبعۃ الحیدریۃ بالنجف 1381ھ

--الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ--لابن المحب الطبری، دار الکتب العلمیۃ

--سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ--للالبانی، طبع المکتب الاسلامی

-- کتاب السنۃ لابن ابی عاصم-ت الالبانی، المکتب الاسلامی، بیروت 1405

--سیر اعلام النبلاء--للذھبی فی جماعۃ باشراف مؤسسۃ الرسالۃ، لبنان

--شذرات الذھب--لابن العماد الحنبلی، تصویر بیروت

--صفۃ الصفوۃ--لابن الجوزی، ت فاخوری و قلعجی، دار المعرفۃ لبنان

--صحیح البخاری--ترقیم البغا، دار ابن کثیر والیمامۃ بدمشق، سوریا

--صحیح مسلم --ترقیم محمد فؤاد عبد الباقی، تصویر بیروت

--طبقات خلیفة بن خیاط -ت اکرام العمری، دار طیبة بالریاض

--طبقات خلیفة بن خیاط -ت سهیل زکار، دمشق سنة 1966م، وزارة الثقافة.

--طبقات الحفاظ --للسیوطی، دار الکتب العلمیة لبنان

--طبقات علماء الحدیث --لابن عبد الهادی -ت اکرم بلوشی، مؤسسة الرسالة،

--طبقات القراء --لابن الجزری -ت براجسترار، بالقاهرة

--الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة -للتمیمی القرشی -ت الحلو، تصویر مصر

--العبر فی خبر من غبر --للذهبی -ت صلاح الدین المنجد و فؤاد سید، طبعة الکویت فی الستینات

--عیون التواریخ --لمحمد شاکر الکتبی، مصورة لبنان

--غایة النهایة --طبقات القراء

--فرق الشیعة --لابی محمد الحسن النونجی -ت ه ریتر، طبعة استنبول 1931م

--فضائل الصحابة --للامام احمد بن حنبل -ت وصی الله عباس، مرکز البحث العلمی بأم القری

-- فهرس مجامیع المدرسة العمریة فی الظاهریة- یاسین السواس ، نشر معهد المخطوطات العربیة

--القاموس المحیط --للفیروز آبادی، مؤسسة الرسالة، طبعة 1414ھ

--الکامل فی التاریخ --لابن الاثیر، دار صادر، لبنان

--فی ضعفاء الرجال --لابن عدی، دار الفکر، لبنان، طبعة رابعة

-- الکوکب الاغر علی قطف الثمر فی موافقات عمر للقرآن والتوراة والاثر-- عبد الفتاح راوه المکی، طبعة ثانیة بمصر 1380ھ

--لسان الميزان--لابن حجر. تصوير طبعة الهند

--اللباب فی تہذیب الانساب-لابن الاثیر. تصویر بیروت

--معجم الشیوخ--للامام الذہبی-ت محمد الحبیب الهیلة. نشر مکتبة الصدیق، بالطائف

--مجموع فتاوی ابن تیمیة-جمع ابن قاسم. طبعة الملك فهد. بمصر

--مجمع الزوائد ومنبع الفوائد--للهیثمی. مؤسسة المعارف لبنان

--مختصر تاریخ دمشق--لابن بدران. تصویر لبنان دار الفکر-ت سکینة الشهابی

--معجم المؤلفین--لعمر رضا کحالة. مؤسسة الرسالة. طبعة جدیدة 1414ھ

--مشاهیر علماء الامصار--لابن حبان-ت فلا یشتهمر. القاهرة 1959م

--المعارف--لابن قتیبة-ت ثروت عکاشة. القاهرة 1969م

--المستدرك علی الصحیحین--للحاکم. تصویر دار الفکر

--مناسك الحج--للنووی. مخطوط فی مجلدین بالظاهریة. بدمشق

--منهاج السنة النبویة فی نقض کلام الشیعة والقدریة-ابن تیمیة-ت محمد رشاد سالم. طبع جامعة الامام محمد بن سعود الاسلامیة بالریاض

--مشیخة ابن عساکر صورة معهد المخطوطات العربیة رقم 954ف

--میزان الاعتدال للذهبی--تصویر لبنان

--والمنتظم لابن الجوزی. تصویر لبنان

--النجوم الزاهرة فی تاریخ مصر والقاهرة--لابن تغری بردی. طبعة مصر

--نونیة القحطانی-ت محمد احمد سید. دار السوادی بجدة

--وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان--لابن خلکان. بیروت

فہرست مضامین

قبر اور جنت و جہنم کے حالات و معاملات پر مشتمل دو مفید کتابیں

احوال آخرت

دقائق الاخبار فی ذکر الجنۃ و النار

امام عبد الرحیم بن احمد القاضی رحمہ اللہ تعالیٰ

الدرر الحسان فی البعث و نعیم الجنان

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ

علامہ محمد ریاض احمد سعیدی

سابق مفتی جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد

(عنقریب منظر عام پر آرہی ہے)

خلفاء راشدین کے فضائل پر علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کے چار رسائل کا ترجمہ

فضائل خلفائے راشدین

رضی اللہ تعالیٰ عنہم

الروض الأنيق فى فضل الصديق — الدرر فى فضائل عمر

تحفة العجلان فى فضائل عثمان — القول الجلى فى فضائل على

تالیف

علامہ جلال الدین سیوطی

المتوفى سنة ۹۱۱ھ

تحقیق

الدکتور طارق بن محمد الطواری

الاستاذ المساعد فى كلية الشريعة. جامعة الكويت

ترجمہ

محمد ریاض احمد سعیدی

اہل السنہ پبلی کیشنز

شاندار بیکری والی گلی منگلا روڈ دینہ، ضلع جہلم